محاربات عظیم

جو

حضرت علیا ملکۂ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند بالقابہا

کے عہد سلطنت میں ہندوستان کے سواء

انگلستان کے اور ملکوں کے ساتھ ہوئے اور بعض اور

واقعات جو وقوع میں آئے

مولفہ

خان بہادر شمس العلماء محمد ذکاء اللہ صاحب

سنہ ۱۹۰۴ء

[illegible] المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئے

909

التماس

محاربات عظیم جو انگلستان کے اور ملکون سے ہوئے
ہین جیسے کہ کریمیا۔ چین۔ مصر۔ سوڈان۔ افغانستان
ٹرنسوال وغیرہ ہین انکا مختصر حال اور بعض اور واقعات
ضروریہ کا بیان تحریر کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ محاربات
و واقعات کو تفصیل سے بیان کرتا لیکن میری پیرانہ
سالی نے انکو مختصر لکھنے کی اجازت دی زیادہ ان کو
بڑھانے نہ دیا۔ ۹۔ نومبر سنہ ۱۹ع

جنگ کریمیا

چالیس برس سے انگلستان میں امن امان چلا آتا تھا اگر کہیں ایشیا افریقہ میں لڑائیاں ہوئیں تو
چھوٹی چھوٹی ایسی ویسی۔ جنگ واٹرلو کے بعد انگلینڈ نے جانا ہی نہیں کہ جنگ اصل میں کیا
ہوتی ہے۔ نئی نسل یقین کرتی تھی کہ ہماری زندگانی کیا مسرتناک ہے کہ پرانی لڑائیاں ہمارے
دل بہلانے کے لئے پرانی کہانیاں ہوگئی ہیں۔ سارے یورپ میں اکھیڑ پچھاڑ ہو رہی تھی مگر انگلستان
امن کے گنبد میں بیٹھا تھا۔ جیسے کہ ایک نئی نسل پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک نیا مدرسہ پیدا ہوگیا تھا
جیسا وہ ایمان سے معمور تھا ایسا ہی عملی خیانت آمیز منطق سے بھرا ہوا تھا وہ بڑی بلاغت و فصاحت سے
یہ سکھاتا تھا کہ قوموں کی باہمی قضیوں و تنازعوں کا تلوار سے فیصلہ کرنا نہایت گراں قیمت و حشتناک و پر خطا و شرارت زا ہے۔ انگلینڈ میں پہلے جو یہ قاعدہ تھا کہ دو آدمی دشمنی کے سبب
سے جان ستان ہتیار لیکر آپس میں لڑتے تھے کہ ان میں سے کسی ایک کی جان جائے بالکل موقوف
ہوگیا تھا۔ پس جب دو آدمیوں میں اس طرح لڑنا بالکل موقوف ہوگیا تو پھر اس بات کا یقین کرنا
عقل کے خلاف نہیں تھا کہ دو قوموں میں کیوں جلد جنگ و پیکار بالکل موقوف نہ ہو جائے +
جب وہ وزارت قایم ہوئی جس میں دونوں فریق وگ اور ٹوری متفق و متحد تھے تو بہت سے دانشمندوں
کا یہ یقین تھا کہ جنگ کا ہونا یقینی موقوف ہوگیا اس بات کو اکثر آدمی بہت سوچتے نہ تھے یوں
ہی بے چون و چرا یقین کر لیتے تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں دیکھا ہی نہ تھا کہ انگلینڈ یورپ کے
ساتھ کہیں لڑا ہو پس یہ امر بمقتضاء طبع بشری تھا کہ اُن کو یہ یقین ہو کہ جو بات ابتک دیکھی نہ ہو
وہ آیندہ بھی دیکھنے میں نہ آئے۔ دفعتہً ناگاہ اس امین یقین کو اس سوال نے اڑا دیا کہ مشرقی یورپ
کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے یہ امر یقینی تھا کہ صورت موجودہ تو قایم نہیں رہ سکتی آیندہ کا حال تحقیق
نہیں کہ کیا ہو۔ یورپ کے جنوب مشرق میں صوبوں کے اندر خاندان عثمانیہ کی سلطنت نے استحکام
پایا تھا۔ ترکوں میں جرار فاتحین کی بہت سی نیکیاں و مستقل صفات موجود تھیں مگر ان میں
امن امان رکھنے کی قابلیت نہ تھی یا اسکی پروانہ تھی۔ انکو کبھی اس کا خیال نہیں آیا کہ مفتوحین
کے ساتھ ہم میل جول کریں یا وہ ہمارے ساتھ کریں ترکوں کا یہ قاعدہ نہ تھا کہ جو قومیں انکے

ماتحت محکوم رہیں اُنکے ساتھ سخت گیری کریں۔ نہ انکی یہ عادت تھی کہ وہ جنکو کافر جانیں ان پر
جور وجفا کریں مگر کبھی کبھی حرارت مذہبی اُنکی ایسی جوش میں آتی تھی کہ وہ رعایا پر ایسا تشدد
کرتے تھے کہ جس سے سارا یورپ سہم جاتا تھا اور اہلِ یورپ کے دلوں میں یہ خیال پیدا
ہوتا تھا کہ یورپ کے جنوب و مشرقی گوشے میں جن فاتحین نے اپنے پاؤں جمائے ہیں وہ
وحشی ہیں اور ہنوز وہ مہذب و شائستہ نہیں ہوے مگر ان کا یہ قاعدہ تھا کہ جو قومیں اُنکے
پیغمبر پر ایمان نہیں رکھتی تھیں اُن کی مذہبی حماقتوں کو متانت کے ساتھ حقارت کی نظر سے
دیکھتے تھے مگر اُن پر غصے نہیں ہوتے تھے بلکہ رحم کرتے تھے کہ وہ برسرِ خطا ہونے میں مجبور
ہیں اس میں شک نہیں کہ یورپ کی تمام عیسائی سلطنتیں خوشی سے یہ چاہتی تھیں کہ یورپ
سے ترکوں کو خارج کردیں مگر ترک نسلاً بعد نسلٍ ایسے قوی و زبردست ہوتے جاتے تھے
کہ کل اہلِ یورپ کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ وہ سب ہمکو یورپ سے کہیں نہ نکال دیں۔ مگر جب
ترکوں کی قوت میں انحطاط شروع ہوا اور انکی وہ جرأت و قوت جو غیر قوموں کو دبائے بیٹھی
تھی زایل ہوئی تو مغربی سلطنتیں ایسی تدبیریں کرنے لگیں کہ یورپ کو ترکوں سے خالی کرائیں
مگر اُن تدابیر کے کرنے میں مغربی سلطنتیں متفق نہیں ہوتی تھیں پس یہ اُنکی نا اتفاقی بہ نسبت
ترکوں کی جنگی طاقت کے ترکوں کی سلطنت کی بقا کا سبب زیادہ تر ہوتی تھی۔ مگر روسیوں
کی سلطنت کے وسعت پانے نے سلطنت عثمانیہ کی کایا پلٹ دی اور ایک نئی صورت
بنا دی اس زمانہ میں روسیوں کی سلطنت کے وسعت پانے اور بڑھ جانے سے زیادہ کوئی
امر تعجب خیز نہیں ہے۔ چند نسل پہلے روسیوں کی ایک حقیر بری سلطنت تھی وہ مشرقی
یورپ کے وسط میں ایسی چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی کہ جیل خانہ کی قیدی معلوم
ہوتی تھی۔ مگر پیٹر اعظم کی ذہانت و بلند عزمی و دلاوری نے اپنی سلطنت کی تنگ حدود کو
توڑا اور روسیوں کو اُن سے باہر نکالا اور سمندر تک اپنی سلطنت کی حدود کو بڑھایا ایک
یا دو سلطنتوں کے بعد روس کی فرماں روا ملکہ کیتھرائن دوم ہوئی جو پیٹر اعظم کے قدموں پر دانشمندانہ
چلتی تھی اُس نے اپنی سلطنت کی حدود کو اُن سمتوں میں بڑھایا جن میں پیٹر اعظم کو بھی
موقع آگے بڑھانے کا نہ ملا تھا جب اس ملکہ کی سلطنت ختم ہوئی تو یورپ میں روس

کی سلطنت بڑی متکبر سلطنتوں کی ہمسر وبرابر ہوگئی اور اسکو اُنکے ساتھ عہد وپیمان کرنے کا
استحقاق حاصل ہوگیا۔ پچھلے زمانہ میں جو سائنس اور تہذیب کے انکشافات بروئے کار
ظاہر ہوئے تھے اُنپر روس بڑے شوق سے توجہ کرتا تھا ترکوں کی طرح اُن سے غافل
وبے پروانہ تھا۔ جو قوم یہ قصد کرتی ہے کہ وہ اپنی تہذیب کی نمائش بہ نسبت اپنی اصلی
شائستگی کے زیادہ دکھائے تو اکثر اُسکا مآل یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی شائستگی وتہذیب میں
زیادہ ترقی کرتی جاتی ہی جو اُسکے ہمسایوں کے وہم وگمان میں بھی غالباً نہیں ہوتی۔
نپولین بونا پارٹ سے جو روس کی لڑائیاں ہوئیں تو روس کا بڑا اتحاد انگلینڈ وآسٹریا وپروشیا اور
اور یورپ کی سلطنتوں سے ہوگیا جو پہلے سے شائستگی وتہذیب مں اس سے آگے بڑھی
ہوئی تھیں اور سلطنتیں روس کو یہ سمجھتی تھیں کہ وہ بڑے کام کا دوست اور نہایت خوفناک
دشمن ہے۔ بتدریج یہ معلوم ہوا کہ روس جیسا اور سلطنتوں پر حملہ آور ہے ویسا ہی انتظام
حال کا محافظ بھی ہے۔ کچھ مدت کے بعد مغربی یورپ کی سلطنتوں لبرایل کے دلوں میں
یہ یقین واثق ہوگیا کہ تہذیب میں عام پسند خیالات کا بڑا سد راہ روس ہے۔ اس معنی کو ترک
بہ نسبت روس کے کم حارج ہیں۔ اب ٹرکی اپنی حالت پر قانع تھا۔ وہ پہلے سے جنگ
آزمائی کرنے کے لئے عالی حوصلگی جرأت والوالعزمی کرنے سے جھجکتا تھا۔ بشرطیکہ اُس کے
زبردست چنچل ہمسائے اُسکو اپنی حالت میں چین سے رہنے دیں۔ مگر اُسکی اور روس
کی سلطنت کا بہت جگہ ڈانڈا مینڈا ملا تھا اُنمٹھ بھیڑ دونو میں ہوتی رہتی تھیں۔ یورپ
میں بہت سے ایسے صوبوں میں ٹرکی فرماں روائی کرتا تھا جنکے باشندے زیادہ تر
روسیوں کے ہم نسل وہم مذہب گریک چرچ کے عیسائی تھے۔ بس اس طرح اشاعت
ہوئی اور روسیوں میں دوستارشتہ مندی نہتی۔ تُرک جوان صوبوں کے عیسائی
باشندوں کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور برتاؤ برتتے تھے اس پر ترکوں اور روسیوں
کی باہم پرخاش وچنچ شروع ہوتی تھی۔ اہل روس اپنے عیسائی مذہب کے بڑے پابند
ومتعصب ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شہنشاہ سے کبھی مانوس نہ ہوتے اگر وہ عیسائیوں کی نسبت
جو ٹرکی کی حکومت میں رہتے تھے۔ اپنا نہایت مستقل ارادہ یہ ظاہر نہ کرتا کہ وہ اُس

کا محافظ و معاون ہوگا۔ غالباً اس امر میں زیادہ تر اہل روس اور مدبران اہل روس بے
و راست باز ہوں مگر یورپ کی اور سلطنتیں اُن پر یہ شبہ کرتی تھیں کہ روسیوں نے ٹرکی کے
عیسائیوں کی حمایت کا ایک مذہبی بہانہ اس لئے بنایا ہے ایک نئی سمت میں یورپ
کے جنوب میں اپنی سلطنت کی سرحد بڑھائیں اہل یورپ نے خوب دیکھ لیا تھا کہ روسیوں
نے کس فریب و دغابازی اور دلیری سے مہمات عظیم کر کے اپنی سلطنت کو اور مقامات
میں سمندر تک وسعت دی تھی۔ اب وہ یہ اولوالعزمی کر رہا ہے کہ قسطنطنیہ و بوسفورس پر قبضہ
کیجئے۔ یہ ایک افواہ مشہور ہے کہ پیٹر اعظم نے ایک وصیت نامہ لکھا تھا کہ جس میں اُس نے
اپنے جانشینوں کو حکم دیا تھا کہ وہ کبھی اپنی کوشش کو مقصود مذکور کی پولیسی میں موقوف
نہ کریں۔ یہ خاص نوشتہ پیٹر اعظم کا ایسا واجب التعمیل حکمنامہ سمجھا گیا کہ اس کے حکم کے
موافق تمام جانشینوں نے کبھی اس کام میں اپنی ہمت و سعی کو سست نہیں کیا کہ شمال
میں بحر بالٹک کے کناروں تک اور جنوب میں قسطنطنیہ اور ہندوستان تک جہاں تک
بڑھانا ممکن ہو اپنی مملکت کی حدود کو بڑھائیں۔ پس بمقتضاء طبع بشری تمام سلطنتوں
کا یہ کام تھا۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ میں جو عیوب موجود ہیں وہ روسیوں کی مدد کرنے
کے لئے بہانہ نہ بنائے جائیں کہ جس سے اُسکو خاص اولوالعزمی و بہادطلبی کا مقصد
حاصل ہو۔ البتہ اس میں انگلینڈ کی خاص غرض یہ تھی کہ اس کے قبضے میں نہایت
پُر امن و بے خوف و خطر ملک ہندوستان تھا پس اس کی شاہ راہ میں روس
سد راہ ہونے کے لئے جو حرکت کرتا تھا۔ اُس کو وہ بڑی توجہ سے دیکھتا تھا۔
انگلینڈ ٹرکی روس ایک لحاظ سے ہم حالت ہیں کہ وہ سب یورپ و ایشیا میں
حکومتیں رکھتے ہیں مگر ٹرکی کے دولت و اقبال رخت سفر باندھے بیٹھے تھے اس کے
تاج شرف و اقبال سے لعل و گوہر جھڑتے شروع ہو گئے تھے اس کے جاہ و جلال و کر و فر
نظر سے گر گئے تھے اسکا وہ زمانہ نہ رہا تھا کہ کسی بڑی سلطنت میں مداخلت بیجا کرتا
اسکے برعکس مشرق میں انگلینڈ و روس میں بمقتضاء طبعیت بشری عداوت تھی۔
روسی اپنی سلطنت کی سرحد کو ہندوستان کی سلطنت کی طرف بڑھاتے تھے۔ انگلینڈ

کے افسروں کو انگریزی سفیروں کے جاسوسوں نے یہ اطلاع دی کہ وسط ایشیا میں روسی
سازشوں کی شہادتیں ہمارے روبرو آتی ہیں۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ افغانستان
میں انگریزی پولیسی کی کاروائی میں روسی سازشیں اصلی یا فرضی کیقدر اثر رکھتی تھیں
بس روسیوں کی ان حرکتوں سے انگریزوں کے خاص مدبروں کے اور اور جماعتوں کے
دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ٹرکی کی سلطنت کو بالکل صحیح وسالم رکھنا انگلینڈ کا قومی فرض
ہے۔ روس اس وجہ سے کہ وہ ہم مذہب وہم نسل ان عیسائیوں کا تھا جو ٹرکی کی رعیت میں
تھے ٹرکوں کے ساتھ عداوت مزمنہ رکھتا تھا اور انگلینڈ اس سبب سے کہ ایشیا میں روس
کا قبضہ تھا روس کا دشمن تھا آخر کو وہ زمانہ آگیا کہ روسیوں کے ساتھ انگلینڈ کھلم کھلا لڑنے
لگا۔ یہ زمانہ نکولاس شہنشاہ روس کے آخر سلطنت میں آیا اس نے جنگ کا آغاز دیکھا
انجام نہ دیکھا۔ نکولاس کے سیرت عجیب وغریب تھے ایشیا میں اسکے بہت سے طریقے
ایشیائی مطلق العنان بادشاہوں کے تھے اس میں بہت سی صفات جلیلہ وحمیدہ جمیلہ
تھیں۔ ایک زمانہ وہ انگلینڈ میں بڑا ہر دل عزیز تھا۔ جب وہ ملکۂ معظمہ سے ملنے آیا
تھا۔ تو ایسی باتیں کرتا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکا سب سے بڑا پکا ارادہ یہ ہے کہ
وہ دوستانہ رابطۂ اتحاد ووداد انگلستان کے ساتھ رکھے اس میں ذرا شبہ نہیں کہ وہ
انگلینڈ سے بے ریا دوستی واخلاص کا خواہاں تھا اور آخر تک اس کے دل میں کبھی
یہ خیال نہیں آیا کہ جس طریقہ پر میں چل رہا ہوں انگلینڈ اس کا مانع وسنگ راہ ہوگا
اسکے بھائی اور روس کا پہلا شہنشاہ انگلینڈ کے خالص محب ومخلص دوست تھے
آئی ڈیل ہیرو ڈیوک ولنگٹن تھا اس نے اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ ٹرکی کی غنایم کو
جو عنقریب تقسیم ہونے والی ہیں۔ وہ اور انگلینڈ اپنے حسب مراد تقسیم کرینگے اور
اس تقسیم سے ایسے دونو ملکر انتظامات کرینگے کہ دنیا میں امن وامان رہے گا +
جب ۱۸۴۴ء میں انگلینڈ میں نکولاس دوبارہ آیا تو ڈیوک ولنگٹن اور لارڈ ابر دس وزیر
دول خارجیہ سے اسکی کئی دفعہ گفتگوئیں ٹرکی کے باب میں ہوئیں کہ آیندہ ٹرکی کیا امید
دلاتا ہے اور جب ٹرکی کی سلطنت تباہ ہوگئی تو کن واقعات کے ظہور میں آنے کا احتمال

قوی ہے یہ اسکو یقین تھا کہ ٹرکی کی سلطنت عنقریب تباہ ہونے والی ہے۔ جب وہ روس کو واپس گیا تو اُس نے اپنے اور اپنے ہم خیال مدبران انگلینڈ کے خیالات کو ایک تحریر میں قلمبند کیا۔ یہ نوشتہ کہے دیتا تھا کہ ٹرکی کے لئے یہ حکماً واجب ہوا کہ ہم اِس کو اپنے معاہدوں پر قایم رکھیں اور اس سے اِس کی عیسائی رعایا کے ساتھ نیک سلوک و رعائتیں کرائیں۔ اور انگلینڈ اور وہ دونو یکساں ٹرکی کو قایم و سلامت رکھنا چاہیں۔ مگر ان دونو سلطنتوں پر یہ نفس الامری بات مخفی نہیں رہنی چاہئے کہ سلطنت عثمانیہ خود اپنی ذات میں بہت سے عناصر تحلیل رکھتی ہے اور بہت سے واقعات جو بالفعل نظر نہیں آتے ایسے ہیں کہ کسی نہ کسی وقت میں واقع ہو کر ٹرکی کو پایمال کر دینگے ایسی صورت میں کہ آیندہ کا حال تحقیق نہیں کہ کیا ہو مگر وہ فقط اس ایک خیال پر مبنی ہو سکتا ہے جو عمل میں بھی آسکتا ہے کہ جب ٹرکی پر کسی صدمہ اور بلا کے آنے سے خوف پیدا ہو تو اُسکی وقوع کی صورت میں وہ اس طرح گھٹا دیا جائے کہ انگلینڈ اور روس دونو آپس میں ہمراے و ہمراہ ہوں اور یہ متفق الراے ہونا اور بھی زیادہ مفید آسٹریا کی منظوری سے ہو سکتا ہے جو روس کے ساتھ بالکل اتفاق رکھتا ہے۔ یہ نوشتہ لنڈن بھیجا گیا وہ فورین اوفس کے پُرانے کاغذات میں رکھا گیا۔ روس کے شہنشاہ کو یقین تھا کہ انگلینڈ کے مدبران ملکی اِسکے ہمراے و ہم خیال ہونگے اس لئے یہ امر قابل افسوس ہے کہ انگریز مدبران ملکی نے نکولاس کے خیالات سُنکر اس کو بہت صفائی سے نہیں بتلایا کہ وہ اُس کے ساتھ کسی مطلب میں متفق ہونے کو نہیں قبول کرتے انہوں نے روس کے شہنشاہ کو شد و مد سے یا ٹھیک طور سے اپنے مصمم ارادہ پر مطلع نہیں کیا کہ ہم اُس کی سازشوں میں شریک ہو کر لڑائی کا کام ہرگز نہیں کرینگے۔ وقت آگے چلا زار روس کو ایک اور موقع ملا کہ وہ اپنے تمام تدابیر و منصوبوں کی توجیہ انگلینڈ کو بتلائے۔ جنوری ۱۸۵۳ء میں انگلینڈ کے وزیر سر ہملٹن سی مور سے جو روس میں انگریزی سفیر تھا شہنشاہ نے ٹرکی کی آیندہ حالتوں کی اور اُن انتظامات کی نسبت جو انگلینڈ اور روس مل کر کریں گفتگوئیں بار بار کیں۔ روس کی شہنشاہ

نے ٹرکی کا نام قریب المرگ بیمار رکھا تھا بس اس نے یہ زور سے کہا کہ انگلینڈ اور روس کو چاہیئے کہ پہلے ہی سے سلطنت عثمانیہ کی وراثت کی تقسیم کے انتظامات کریے اس بیمار کی موت کے دن عنقریب آ گئے ہیں۔ اگر انگلینڈ اور وہ دونو آپس میں متفق الرائے ہو جائیں تو پھر اس کو پروا نہیں کہ اور سلطنتیں کیا خیال کرتی ہیں اور کیا کہتی ہیں۔ اس نے کہا کہ ٹرکی میں لاکھوں عیسائی رہتے ہیں۔ جنکے حقوق کی نگرانی و محافظت میرے ذمے ہے اور یہ نگرانی و محافظت مجھکو عہد و پیمان کے موافق حاصل ہوئے ہیں۔ زار روس کے دل پر نقش تھا کہ بظاہر وہ اور انگلینڈ اس معاملہ میں متفق الاغراض ہیں اسکو کچھ اور خیال سوائے اس کے نہ تھا۔ کہ وہ کشادہ دلی سے آزادانہ اس معاملہ میں انگلینڈ سے باتیں کرے لیکن سر ہملٹن نے جب شہنشاہ روس کی ان باتوں کو گورنمنٹ پر ظاہر کیا تو پھر نکولاس پر انگریزی گورنمنٹ کو کچھ اعتبار نہیں رہا انہوں نے صرف اس کو یہ جانا کہ وہ سازش کرنے والا ہے۔ انگلش منسٹر اور انگلش گورنمنٹ نے شہنشاہ کی اس تجاویز کا یہ جواب دیا کہ انگلینڈ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ وہ کسی دوست کی سلطنت کے برباد و تباہ کرنے کے انتظامات میں شریک ہونا نہیں چاہتی۔ اور انگلینڈ کی یہ خواہش نہیں ہے کہ ٹرکی کے کسی مقبوضہ ملک پر وہ قابض ہو۔ سر ہملٹن سی مور کے ساتھ شہنشاہ کی گفتگو تو ان واردات کی تاریخ میں جو اس زمانہ میں وقوع میں آ رہی تھیں ایک قصہ کے اندر قصہ آگیا۔ اب اصل تاریخ سنو کہ پیلسٹائن یا فلسطین کی زیارت گاہوں اور مقدس مقامات کے باب میں مدت سے ایک فساد چلا آتا تھا۔ اس میں گریک چرچ اور لیٹین چرچ دو فریق مدعی و مدعا علیہ تھے روس کا شہنشاہ گریک چرچ کا حامی تھا اور شاہان فرانس ایک مدت دراز سے۔ لیٹین چرچ کے محافظ چلے آتے تھے۔ وہ زیارت گاہیں اور مقدس مقامات جن پر لیٹین چرچ قبضہ رکھنے کا دعوے کرتا تھا یہ تھیں بیتھ لیم کا کلیساء اعظم اور معبد ولادت اور حضرت مریم کی قبر اور پتھر جس پر تیل ملا جاتا تھا اور مقدس مزار کے گرجا کی سات محرابیں حضرت مریم کی۔ فرانس کے بادشاہ فرنسس اول کے عہد میں سلطان سے

ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے موافق پلیسٹائن میں مقدس زیارت گاہوں اور درگاہوں کا اور ان راہبوں کا جو اُنکے مجاور رہوں شہنشاہ فرانس محافظ تھا۔ لیکن بعد ازاں سلطان سے گریک چرچ نے بھی ایسے فرامین حاصل کرلئے تھے جنکے موافق گریک چرچ والے بھی ان مقدس زیارت گاہوں پر ایسا ہی مجاور ہونے کا اپنا استحقاق رکھتے تھے جیسے کہ لیٹن چرچ والے۔ ان دونو میں ہمیشہ آپس میں دنگے فساد ہوتے رہتے تھے۔ اور یہ فساد اس سبب سے اور زیادہ سنگین ہوگئے کہ فرانس ایک گروہ کے مفسدوں کا اور روس دوسرے گروہ کے مفسدوں کا حامی تھا۔ یہ دعوے جو مُجاور کرتے تھے اُنکو سلطنتین کرنے لگیں۔ اگر ذرا سا بھی فائدہ لیٹن چرچ کو حاصل ہوتا تو روس اُنکو اپنی ذلت وہتک جانتا تھا اور اگر گریک چرچ کو کچھ مل جاتا تو فرانس اس کو اپنی سرزنش جانتا۔

کریمیا کی لڑائی سے پہلے فرانس نے اس باب میں چھیڑ چھاڑ شروع کی فرانسیسی سفیر مسٹر ڈی لدوالینی نے دھمکایا کہ یافہ کے سر پر فرانسیسی بیڑا اپنا رُخ دکھائے گا۔ اور یہ بھی اشارہ کیا کہ آدرشلیم پر فرانس قبضہ کرے گا۔ اور اس کی ساری زیارت کی درگاہوں کا مالک ہوگا مشہور ہے کہ اس دھمکی کا سبب یہ تھا۔ کہ نپولین ابھی فرانس کا شہنشاہ ہوا تھا وہ دل سے یہ بات چاہتا تھا۔ کہ اہلِ فرانس کی توجہ اندرونی پولیٹکل معاملات سے ہٹ کر کسی بیرونی نمائش شورش انگیز پولیسی میں مصروف ہو جائے۔ بس یہ جو مشرقی و مغربی کلیساؤں میں فسادات پیدا ہوئے تو اس کو ایک موقع ہاتھ لگا کہ وہ فرانس کی قوت کا جلال اور نظام جدید کی شان دکھائے اس میں اس کو نہ کوئی بڑا خوف تھا نہ کوئی اس میں بڑی بازپرس تھی۔ اس تمام فساد کی جڑ جس سے مشرقی جنگ پیدا ہوئی اور مشرقی معاملات میں پیچ پر پیچ پڑے عہد نامہ کوچک کناری کی ایک دفعہ بنائی جاتی ہے یہ عہد نامہ ۱۰ جنوری ۱۷۷۴ء کو اس جنگ کے بعد لکھا گیا تھا۔ کہ روس کی ملکہ معظمہ کیتھرین دوم نے لشکر ٹرکی پر فتح کامل حاصل کی تھی اس عہد نامہ کی ساتویں دفعہ میں لکھا تھا

رفیع الشان سلطنت ٹرکی ہمیشہ عیسائی مذہب کی رعایا کی اور اُنکے کلیساؤں کی محافظت کریگی اور نیز روس کے شاہی سفیر کو اجازت دیگی کہ سب مواقع پر وہ کلیساؤں میں اپنے قایم مقایم یعنی وکیل مقرر کرے اور قسطنطنیہ میں اپنا نیا گرجا گھر تعمیر کرے اس گرجا گھر کا بیان عہد نامہ کی دفعہ ۱۴ میں آئیگا اور اُن کلیساؤں میں جو گماشتے اور اہل کار کام کرنے کے لئے مقرر کئے جائینگے۔ وہ ایسے سمجھے جائینگے کہ ایک ہمسایہ کی بے ریا دوست سلطنت کے معتبر و معزز عہدہ داروں نے ان کو مقرر کیا ہے۔ اِس دفعہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ جو پڑھنے والے کو مغالطہ میں ڈالے۔ عہدنامہ کی چودھویں دفعہ میں بھی الفاظ کے معانی میں کوئی دقت و پیچیدگی ایسی نہ تھی کہ جس کے سبب سے مصیبت ناک نتایج وقوع میں آتے۔ اس دفعہ میں سیدھے سادھے طور پر روس کے اولیا دولت کو اجازت دی گئی کہ وہ قسطنطنیہ میں بمقام غالطہ ایک عام کلیسا تعمیر کرائیں جس میں گریک چرچ کی مراسم ادا ہوا کریں اور یہ نیا گرجا علاوہ اس چھوٹے گرجا کے ہوگا۔ جو سفیر روس کے محل میں بنا ہوا ہے۔ وہ ہمیشہ سلطنت روس کے سفیروں کی محافظت و حراست میں رہیگا۔ جو اس کو تمام نقصانوں اور مزاحمتوں سے بچائے رکھینگے۔ ان دونو دفعوں کے معانی صاف و آسان ہیں اور ان میں کوئی اغلاط درجہ کا مضمون بھی نہیں ہے۔ چودھویں دفعہ میں لکھا ہے کہ روسیوں کو اجازت ہے کہ وہ قسطنطنیہ میں گرجا تعمیر کرلیں اور ساتویں دفعہ میں لکھا ہے کہ سفیر روس مجاز ہے کہ اُس میں اپنے وکیل اور اہل کار کام کرنے کے لئے مقرر کرے اب کوئی پوچھے کہ ان دفعوں میں کون سے ایسے الفاظ ہیں کہ جن کے سبب سے اختلاف معانی پیدا ہوئے مگر روس نے یہ اختلاف نکالا کہ ساتویں دفعہ کی رو سے اوس نے اپنا یہ دعوےٰ پیش کیا کہ جب ٹرکی نے روس کو ایک خاص چرچ کے عبادت کرنے والوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا استحقاق دیدیا تو کوئی وجہ نہیں کہ اُسکو تمام اس قسم کی عبادت کرنے والوں پر جو سلطنت ٹرکی کے ہر مقام میں رہتے ہیں یہ استحقاق نہ حاصل ہو۔ بس روس کو گریک چرچ کے کل عیسائیوں کے محافظ

ہونے کا استحقاق حاصل ہے۔ جنگ کریمیا سے پہلے روس نے جتنے عہد و پیمان سلطان روم سے کئے ان میں مقصد اعظم اُس کا یہ تھا کہ ٹرکی کی سلطنت جتنی یوروپ میں ہے اس کے گریک چرچ کے عیسائیوں کی محافظت اس کے حوالہ کی جائے۔ روس کے اس دعوے کے تسلیم کرنے کے معانی یہ تھے۔ کہ یوروپ میں جو سلطنت ٹرکی ہے اُس کی رعایا کے بڑے حصّہ کا روس حکمراں اور محافظ ہو جائے۔ سلطان خود اپنی سلطنت کا مالک نہ تھا۔ اس لئے گریک چرچ کے عیسائیوں نے بالطبع شہنشاہ روس کو اس استحقاق کے سبب سے کہ وہ ان کے معاملات میں مداخلت کر سکتا ہے سلطان کی نسبت اس کو زیادہ زبردست مانا انہوں نے جان لیا کہ جو فساد ہم کھڑا کرینگے۔ اس کا فیصلہ آخر کو شہنشاہ روس چکائے گا۔ سلطان روم فیصلہ نہیں کریگا۔ بس وہ بجائے سلطان کے شہنشاہ روس کو اپنا فرمانروا بادشاہ جاننے لگے

اب ان باتوں کے چہرہ سے یہ امر عیاں ہے کہ کسی سلطنت کا فرماں روا اس بات کو قبول نہیں کریگا۔ کہ وہ اپنی رعایا کے بڑے حصّہ کو کسی زبردست اجنبی بادشاہ کے حوالہ کر دے۔ اگر بالفرض ٹرکی کو اپنی آخر محافظت کا کوئی چارہ سوائے اس کے نہیں ہوتا کہ وہ روس کو اپنی رعایا حوالہ کر دیتا تو شہنشاہان روس پر یہ الزام نہیں عائد ہوتا کہ انہوں نے اس تجویز کی تعمیل کے لئے اصرار کیا۔ درحقیقت عہدنامہ کے وثیقات کے الفاظ ایسے صاف تھے کہ ان کی رو سے روس یہ دعوے نہیں کر سکتا تھا جب روس نے اپنے دعوے کو صاف الفاظ میں بیان کیا تو وزراء انگلینڈ نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا۔ جنگ کریمیا سے پہلے جو طول طویل عہد و پیمان ہوئے اُن میں ڈپلومیسی میں یہ زور نہ تھا کہ وہ کوئی ٹھیک کام کرتی۔ اس کی دلیل صاف ہے کہ شہنشاہ روس کا عہد و پیمان کرنے میں جو مقصود تھا اُسکو یوروپ کی اور سلطنتیں قطعی نہیں قبول کر سکتی تھیں۔ زیارات مقدسہ کے باب میں جو تنازع تھا وہ آسانی سے رفع ہو گیا۔ ٹرکی نے اس باب میں بہت کم پرواہ احتیاط کی اور خاص شرائط کو مانکر کل فساد سے نجات پائی مگر روس نے اپنے مطالبوں کو اور بڑھایا +

ور شاہزادہ منٹس جی کوف جو اکھڑ اور سخت طبع اور مغلوب الغضب تھا قسطنطنیہ میں سفیر بنا کے بھیجا کہ وہ سلطان سے درخواست کرے کہ عہد نامہ کے موافق اپنی عیسائی رعایا کی محافظت اس کو سپرد کرے۔ ٹرکی نے اس درخواست کو نامنظور کیا تو منٹس جی کوف غضبناک ہو کر چلا آیا۔ شہنشاہ نکولاس نے اپنی سپاہ کے دو ڈویژن بالفعل پیرتھ کو بھیج دئے کہ وہ اضلاع ڈینیوب مولڈیویا یعنی بغدان اور والاکیا لینے اخلاق پر قبضہ کرلیں۔

اس وقت میں بھی ڈپلومیسی نے اپنے راز کو چھپائے رکھا و اُنثا میں ایک نوٹ مرتب ہوا جس کو فوراً روس نے منظور کر لینے کے لئے کہا۔ چار سلطنتیں۔ آسٹریا۔ فرانس برطانیہ اعظم۔ پروشا۔ اس بات پر متفق ہوئیں کہ روس اور روم میں لڑائی نہ ہونے دیں اور ان میں بیچ بچاؤ کرا دیں۔ ابتدا میں یہ چاروں سلطنتیں اس نوٹ سے اور فوراً شہنشاہ روس کے منظور کر لینے سے متاثر ہوئیں۔ اور لارڈ فورڈ ڈین ریڈکلف قسطنطنیہ میں سفیر انگلشیہ تھا اور وہ اس عہد و پیمان میں بڑی ذہانت و ذکاوت سے کام کر رہا تھا۔ اگر وہ مداخلت نہ کرتا تو ظن غالب تھا کہ چاروں سلطنتیں اس نوٹ کو منظور کرنے پر متفق ہو جاتیں لیکن سفیر مذکور نے دیکھا کہ یہ امر صاف عیاں ہے کہ اس نوٹ کا منظور کرنا حقیقت میں روس کی خاص اس بات کا منظور کرنا ہے جس کا خواستگار وہ تھا اور تمام یوروپ اس کے منظور کرنے سے ناراض تھا۔ مثلاً نوٹ میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ کہ عالی جناب سلطان کی گورنمنٹ کنیارجی اور ایڈریانوپل کے عہد ناموں کے ان معاہدوں کو ایفا کریگی جو عیسائی مذہب کی محافظت سے متعلق ہیں نوٹ میں یہ الفاظ شہنشاہ روس کے اطمینان خاطر کے لئے مندرج ہوئے تھے ان الفاظ کے معانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کنارجی کے عہد نامہ کے معانی جو روس بیان کرتا تھا۔ اور جس پر اسکو اصرار تھا۔ وہ صحیح تسلیم کئے گئے۔ روس اس میں کوئی ترمیم نہیں چاہتا تھا۔ غرض سفیر نے اس نوٹ کو اپنی حسن تقریر کے زور سے سلطان سے نامنظور کرا دیا +

بس اس وقت سے آئندہ روس و روم کے درمیان صلح رہنے کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی۔ سیاہ انگلشیہ نے مالٹا کی طرف حرکت کی۔ چالیس برس سے انگریزوں نے لڑائی کو بہت کم دیکھا تھا۔ انکو یہ تماشا تھا۔ کہ وہ یہ دیکھیں کہ مشرق کی طرف سپاہیں لڑنے کے لئے جاتی ہیں لنڈن و لورپول و سوتھمپٹن کے بازاروں میں ان کی بڑی بھیڑ ہوتی اور گرم جوشی سے وہ سپاہ کو خیر باد دیتے۔

اس وقت ٹرکی پر ایک سیل بلا یہ آئی کہ ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۵۳ء کو روسیوں نے ترکوں کے بڑے کو اور بحری سٹیشنوں کو اور بحر اسود کے جنوبی کنارہ پر بہت سے بندرگاہوں کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اب اس سے روس و روم کی جنگ حقیقت میں شروع ہو گئی۔ ترکوں نے جنگی کاموں کا آغاز کیا جب انگلینڈ میں یہ خبر آئی کہ روسیوں نے سنوپ میں ایسی دغا و فریب سے وحشیانہ قتل عام کیا کہ جس کی کہیں نظیر نہیں تو اہل انگلینڈ کے سینوں میں آتش غضب مشتعل ہوئی۔ اور انہوں نے روسیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم مصمم کیا۔

روس سے فرانس اور انگلینڈ نے متفق ہو کر کہا کہ انہوں نے یہ عزم مصمم کر لیا ہے کہ روس کو پھر دوبارہ وہ وحشیانہ حرکتیں نہ کرنے دیں جو اس نے سنوپ میں کیں ہیں۔ اُن کے بڑے بحر اسود میں داخل ہونگے۔ ان کو یہ احکام دئے گئے ہیں کہ بحر اسود میں جو روسیوں کا جہاز ہے اس سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ سپاس ٹوپول کو واپس جائے اور اگر ضرورت ہو تو زبردستی وہ روک لیا جائے۔ اور بعد ازیں روسی جو ٹرکی کی مملکت پر یا اس کے علم پر حملہ آوری میں پیش قدمی کریں تو وہ بزور روک دئے جائیں یہ حقیقت میں اشتہار جنگ تھا۔ جب یہ مغربی کی نیٹوں کا رزولیوشن شہنشاہ روس کے پاس بھیجا تو اس نے لنڈن اور پیرس سے اپنے سفیروں کو واپس بلا لیا اس طرح سے ۲۱ فروری سنہ ۱۸۵۴ء کو ان سلطنتوں میں سلسلہ سفارت بالکل منقطع ہو گیا اس سے چھ ہفتے پہلے انگریزوں اور فرانسیسوں کے بڑے بحر الاسود میں داخل ہوئے۔

ہم نے اُوپر بیان کیا ہے کہ روم و روس کے درمیان بیچ بچاؤ کرنے کے لئے چار سلطنتیں متفق ہوئی تھیں۔ اُن میں سے دو پروشا اور آسٹریا جدا ہو گئیں۔ انہوں نے فرانس

اور انگلینڈ کو چھوڑ دیا کہ وہ جس راہ پر چاہیں چلیں۔ اس جنگ میں بڑا معاملہ ابنائے ڈارڈینلز اور بوسفورس کا تھا جس سے آسٹریا و پروشا کی کوئی غرض متعلق نہ تھی۔ انہوں نے آپس میں یہ انتظام کر لیا کہ اگر لڑائی زیادہ اپنے پاؤں پھیلائے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و محافظ ہوں۔ کل بحر اسود کو روسیوں اور ترکوں کے ملکوں نے گھیر رکھا ہے روسیوں کے لئے جنوب میں باہر جانے کے واسطے صرف ایک راہ بحر اسود ہے اور بحر اسود سے باہر نکلنے کی راہ صرف ایک تنگ نہر یا ابنائے ہے جس کو بوسفورس کہتے ہیں۔ اس کا طول سترہ میل ہے اور عرض اس کا کھینچا تانی سے آدھ میل مگر وہ سب جگہ بڑی عمیق ہے اس کے ہر طرف کناروں کے درمیان جنگی جہاز تیر سکتے ہیں وہ شہر قسطنطنیہ اور نواح ایشیائی سکیوٹری کے درمیان گذرتی ہے۔ اور بحر مارمورا سے ملتی ہے اور بحر مارمورا سے باہر نکلنے کی راہ مغرب میں نہر یا ابنائے ڈارڈینلز ہے جو جزیرستان میں ہوتی ہوئی بحر مڈیٹرنین سے ملتی ہے۔ نہر ڈارڈینلز بھی نہر بوسفورس کی طرح تنگ اور عمیق ہے۔ اس کا طول چالیس میل ہے ہر شخص نقشہ کو ہاتھ میں لیکر دیکھ سکتا ہے کہ بحر مارمورا کی ہر انتہا پر ان ابناؤں کا اثر یکساں ٹرکی اور روس پر پڑتا ہے۔ ان ابناؤں میں جنگی جہازوں کی آمد و رفت کو بند کر دینے سے سلطان کی دار السلطنت پر سمندر کی طرف سے کسی طرح سے حملہ نہیں ہو سکتا۔ اور اُن کے بند کرنے سے بحر اسود کے روسی بیڑوں کے لئے کوئی راہ بحر مڈیٹرنین اور مغربی دنیا میں جانے کے لئے نہیں رہتی۔ یہ دونو ابنائے بحر نہیں ہیں بلکہ وہ تنگ نہریں ہیں جنکے کناروں پر ٹرکی کی مملکت ہے اس لئے سلطان روم اپنے اس استحقاق کا دعوے رکھتا ہے۔ کہ وہ ان ابناؤں میں غیر ملکوں کے جنگی جہازوں کو نہ آنے دے۔ عہدناموں میں مسلسل ان ابناؤں کے بند کرنے کا مضمون مندرج ہوتا ہے۔

سلطان پر واجب تھا کہ وہ صلح کے زمانے میں ان ابناؤں کو بند رکھتا اور جنگ کے وقت میں بھی بغیر اپنی اجازت کے ان میں جہازوں کو نہ آنے دیتا بس اس عہدنامہ کے موافق بحر اسود کے روسی بیڑوں کی راہ بحر مڈیٹرنین اور مغربی یوروپ میں بالکل

مسدود تھی۔ جس پر بالطبع روس بڑا خفا و ناراض تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی مرضی یہ بھی نہ تھی کہ ان آبناؤں کے بند ہونے کی قید اُٹھ جائے جس کے سبب سے فرانس اور انگلینڈ کے بیڑوں کی راہ بحر اسود میں کھل جائے۔ اس لئے روس کی بڑی اولوالعزمی یہ تھی کہ وہ قسطنطنیہ اور ان آبناؤں کو اپنے قبضے و تصرف میں کرے۔ مگر اس اولوالعزمی کا پورا ہونا بڑا دشوار اور خطرناک تھا۔ اس لئے وہ یہ چاہتا تھا۔ کہ سلطنت عثمانیہ پر اپنا رعب داب ایسا جمائے کہ وہ اسکی تابع ہو جائے۔ اور پھر نہج کسی اور بڑی سلطنت کے رعب داب و برتری کو جن کا وہ خود خواستگار تھا۔ جمنے نہ دے۔ بس اس اولوالعزمی اور اور درمیانی دعووں و تنازعوں کا میلان جو ان آبناؤں کی بند یا کشاد کی طرف تھا کل یوروپ کے لئے علی العموم اور سلطنتوں پر روس کی فوقیت و برتری کے لئے ایک مہتم بالشان امر تھا۔ اور اس سے بڑی سلطنتوں کا بھی تعلق تھا۔ اوّل درجہ کا تعلق انگلینڈ کا ہندوستان کے سبب سے دوم درجہ کا تعلق فرانس کا بحر مڈیٹرنین اور بحری قوت کے سبب سے۔ تیسرے درجہ کا تعلق بہت بعید آسٹریا کا اور سب سے نہایت ہی کم پروشیا کا تھا انگلینڈ میں زیادہ تر آدمیوں کو یہ جنگ پسند تھی کچھ تو اس سبب سے کہ وہ مسائل صلح اور تونگری تجارت کے برخلاف نہ تھے۔ اور کچھ اس سبب سے کہ اس میں ایک جدت تھی۔ انگلینڈ میں ایک سوسائٹی صلح پسند تھی مگر اس ملک کے لوگوں کے دلوں پر اس کے مقولوں اور مسائل کا کچھ اثر نہیں پیدا ہوا تھا۔ جب جنگ کریمیا شروع ہوئی ہے تو اس سوسائٹی کے مرید بہت نہ تھے۔ قومی پولیسی پر وہ بہت ہی کم اثر رکھتے تھے۔ ان پر زبان درازیاں ہوتی تھیں ان کی ہنسیاں اُڑائی جاتی تھیں۔ اس سوسائٹی کے دو بڑے نامور ممبر مسٹر برائیٹ اور مسٹر کوبڈین تھے۔ جنپر زیادہ تر لعن طعن کی جاتی تھی۔ یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہی اس سوسائٹی کے بانی مبانی تھے۔ مگر مسٹر برائیٹ کو تو عقائد مذہبی نے صلح پسندی کا چیلا بنایا تھا۔ اور مسٹر کوبڈین اس سوسائٹی کے جلسوں میں اس لئے شریک ہوتے تھے۔ کہ قوموں میں عقل و مذہب کے موافق مصالحت پیدا کرنے کی کوشش کریں سو یہ ان کی کوشش عبث تھی

ان دو آدمیوں کے ہمراہی اور آدمی بھی کے بی نٹ میں تھے جو کارزار سے بیزار تھے لارڈ ایبرڈین کو لڑائی سے نفرت تھی ان کے نزدیک قوموں کے جھگڑے کا لڑائی سے فیصلہ کرنا بڑی بیہودہ حرکت تھی۔ اگر وہ لڑائی کی توپ کی پہلی آواز کو سن بھی لیتے تو ان کو یقین نہ آتا تھا کہ انگلستان کے عاقل و مردانہ آدمی اس جنگ میں شریک ہوئے ہونگے۔ مسٹر گلیڈسٹن جنگ پر علی العموم اعتراض کرتے تھے اور اسکو وہ طبعی اور عیسائی مذہب کے خلاف جانتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ عاقلانہ رائے یہ بھی رکھتے تھے۔ کہ مہذب و شائیستہ قوموں کے لئے جنگ کرنا ضروری اور عدل گستری ہے۔ اور اس میں قومی بڑی شان و شکوہ بھی ہے۔ کے بی نٹ میں دو گروہ مختلف الرائے تھے ــــ ایک گروہ میں لارڈ ایبرڈین اور مسٹر گلیڈسٹن تھے جو یہ راے رکھتے تھے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کی سلامتی و لیقا سے یا روسیوں کے مغلوب ہونے سے کچھ غرض نہیں رکھنی چاہیئے۔ بلکہ اس عیسائی رعیت کی بہبودی اور صلاح و فلاح میں کوشش کرنی چاہیئے۔ جو سلطنت ٹرکی میں رہتی ہے۔ دوسرے گروہ میں لارڈ پامرسٹون تھے وہ یہ رائے رکھتے تھے کہ بہادر ترکوں کو سہارا دینا چاہیئے۔ اور شریر روسیوں کو زیر کرنا چاہیئے۔ وہ انسانیت کے دشمن ہیں۔ روس جہاں قدم رکھتا ہے ظلم و ستم برپا کرتا ہے۔ آسیب و گزند رسانی ہمیشہ اس کے یار کاب رہتے ہیں۔ کارزار کا آغاز یوں ہوا کہ شہر اڈک پر ترکوں نے گولے برسائے اور اس کے بعد ترکوں نے بڑی شجاعت سے روس کی فوج کو دریائے ڈین یوب سے پار بھگا دیا۔ اور صوبہ سلسٹریا پر ان کا قبض و دخل نہیں ہونے دیا۔ بحر بالٹک میں انگریزی بیڑوں کے میر بحر سر چارلس نےپیر تھے انہوں نے بومار سنڈ کے مورچوں کو مسمار کیا اور قلعہ گرون سنڈ کی جس کو روس کی دار السلطنت کا دروازہ کہتے ہیں خوب دیکھ بھال کر لی۔ لیکن ہنگامہ رزم زیادہ تر کریمیا میں گرم رہا۔ انگلینڈ نے ۱۹ مارچ ۱۸۵۴ء کو اور فرانس نے ۲۷ مارچ کو روس کے ساتھ اشتہار جنگ دیدیا۔

اب انگلینڈ اور فرانس دونو آپس میں دوست بن کر جنگ کو چلے۔ لارڈ ریگ لین

ڈیوک اف ولنگٹن کے بیٹا نے شاگرد رشید تھا جو جنگ واٹرلو میں اُستاد کے ساتھ اپنا داہنا ہاتھ اڑوا چکے تھے۔ انگریزی لشکروں کے سپہ سالار مقرر ہوے۔ اور شہنشاہ فرانس نے بڑے نامور بہادر بلند اقبال مارشل سینٹ آرنو کو اپنے لشکروں کی سپہ سالاری عنایت کی۔ دوستوں کے لشکروں نے مشرق کی طرف سفر کیا۔ اور بحر اسود کے کنارہ پر شہر دارنا میں جمع ہوئے یہاں سے کریمیا میں جانے کا قصد کیا۔ ۱۴ ر دسمبر ۱۸۵۴ء کو جنوبی یوپی تور ما میں دوستوں کی سپاہیں اور ترکی سپاہ ۶۱ ہزار وارد ہوئی۔ وہاں سے سمندر کے کنارے کنارے جنوب کی سمت میں چلیں ۲۰ ر ستمبر کو اس کو پچاس ہزار روسی دریائے ئلما کی دائیں کنارہ کے ڈھلوان کراڑوں پر صف بستہ نظر آئے بلندیوں پر جا بجا توپخانہ لگے ہوئے تھے پیادوں کی سپاہ صف بستہ کھڑی تھی۔ روسی سپاہی بڑی بہادری سے جیسے کہ وہ ہمیشہ لڑا کرتے تھے۔ انگریزوں اور فرانسیسی سپاہ سے لڑے مگر وہ ان دونو کی سپاہ متفقہ کے مدِمقابل نہ تھی تین گھنٹے لڑکر میدان جنگ سے بھاگ کر دریا کے پار اُتر گئے۔ روسیوں کا سپہ سالار پرنس منشی کوف تھا۔ یہ اوّل جنگ تھی جس میں۔ انگلینڈ اور فرانس کو فتح حاصل ہوئی۔

اب چاہئے یہ تھا کہ فتح کے بعد روسیوں کا تعاقب کیا جاتا مگر وہ نہ ہوا۔ لارڈ ریگ لین نے تعاقب کرنا چاہا۔ مگر فرانسیسوں کے پاس سوار نہ تھے۔ اس لئے مارشل سینٹ آرنو نے کہہ دیا کہ آج دشمنوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ لارڈ ریگ لین نے بھی اس بات میں اصرار کیا غرض اس معرکہ میں سوائے سپاہیوں کے بہادرانہ لڑنے کی تعریف کے کوئی اور بات قابلِ تعریف نہیں ہوئی اس میں روسیوں نے کوئی اپنا جوہر نہیں دکھایا۔

چالیس برس کے عرصہ میں انگریزوں کو مہذب دشمن پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس لئے اس کی کہانیاں دیوتاؤں کی لڑائیوں کی سی بنائی گئیں۔ مگر اس میں ایک اور راگ چھڑ گیا۔ فن جنگ میں سائنس نے تو اپنے سبب سے ایجادات اور اختراعات کا اضافہ کیا ہے مگر لٹریچر نے ایک غضب کا کرشمہ کارسپانڈنٹ کا دکھایا جو کبھی پہلے معرکوں میں دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ جنگ کا کارسپانڈنٹ زمین پر بیٹھ کر دشمن کی آتش باری کے نیچے اپنی پنسل سے جنگ کے سارے واقعات کی جو اس کے زیر نظر آتے ہیں مراسلات میں تصویریں اُتارتا ہے

ران کو بذریعہ تار برقی بھیجدیتا ہے۔ سمندر کے اندر ہی اندر کریمیا سے دار ناتک اور
وہاں سے لنڈن تک تار برقی لگا ہوا ہے۔ اس تار کے واسطہ سے لڑائی کے ذرا ذرا سے
واقعات کی خبر لنڈن میں ایک دو گھنٹے کے بعد پہنچ جاتی تھی۔ جب سے کہ جنگ شروع
ہوئی لنڈن کے بڑے بڑے روزانہ اخباروں نے لشکر کے ساتھ اپنے اپنے کارسپانڈنٹ
مقرر کئے۔ ٹائمز نے اپنا کارسپانڈنٹ ڈاکٹر ولیم رسل کو اور ڈیلی نیوز نے آرچ بالڈ فوربس کو اپنا
کارسپانڈنٹ مقرر کیا۔ ڈاکٹر رسل نے اپنے ملک اور سپاہیوں کی اپنی وقائع نگاری سے بڑی
خدمت کی اور بہت ناموری حاصل کی۔ اگرچہ وہ سویلین تھا پہلے اس نے کبھی لڑائی کا دھواں
بھی اُٹھتا ہوا نہیں دیکھا تھا۔ مگر اس میں رائے کی رزانت ایسی تھی اور مشاہدہ کا ملکہ ایسا
تھا کہ جنگ کی بدانتظامی و بے ترتیبی کو فوراً سمجھ جاتا تھا کہ وہ کس نظم ونسق کی خرابی سے پیدا
ہوئی ہے۔ جنگ اُلما کی فتح کی خوشی کے مارے لوگ پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور اپنے سپاہیوں
اور سپہ سالاروں کی بہادری اور شجاعت کے سب راگ گائے جاتے تھے خوشی و شادی میں ہر
مرد و زن نغمہ زن تھا کہ ایک اور راگ چھڑا۔

ٹائمز کے پڑھنے والوں کو معلوم ہوا کہ اُلما کے فتحمند سپاہ پر بلاؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے اس کی
صفیں کی صفیں ہیضہ نے خالی کر دی ہیں۔ دوائی خانوں کا انتظام ایسا نہیں کہ سپاہی مریضوں تک
دوا پہنچے وہاں دوائوں و مقوی غذائوں کے ڈھیر لگے ہوئے سڑ اور بس رہے ہیں جہاں ان کی
ضرورت نہیں یا وہ کچھ اچھی طرح کام میں نہیں آسکتے۔ اور جہاں ان کی حاجت ہے وہاں اُن کے
نہ ہونے سے کریمیا میں خیموں کے اندر صدہا سپاہی مر رہے ہیں۔ پوشاک کا خوراک کا دوا
درمان کا خاک انتظام نہیں۔ غرض ان کارسپانڈنٹوں نے انگلینڈ میں لوگوں کے کانوں کو
ان بدانتظامیوں کی آوازوں سے بھر دیا۔ یا تو لوگ خوشی کے مارے شگفتہ خاطر ہو رہے
تھے یا ان باتوں کو سُن کر افسردہ و پژمردہ ہو گئے۔ کیا وہ روسیوں پر اپنا غصّہ نکال رہے تھے
یا جنگ کی اپنی بدنظمی اور ناظموں کی بدسلیقگی پر خفا ہونے لگے۔ یہ منتظمین تو یہ جانتے تھے کہ
سپاس ٹوپول اسی وقت فتح ہو جاویگا کہ جنگ کا بگل اوّل ہی بجے گا مگر اس کے برخلاف میدان
جنگ میں جو افسران سپاہ تھے۔ وہ روس کی طاقت کا تخمینہ کم نہیں کرتے تھے بلکہ زیادہ۔ اگر ایک

ہی دفعہ خشکی و تری سے سیاس ٹوپول پر حملہ کیا جاتا تو غالباً آغاز جنگ ہی میں فتح ہوجاتا۔ مگر اس حملہ آوری میں ایسا توقف کیا کہ روسیوں کو فرصت ملی کہ انہوں نے اپنے قلعہ سیاس ٹوپول کو جو پہلے سے مستحکم تھا اور زیادہ مستحکم بنالیا۔ شہر کے اندر بہت سی توپیں اور محافظت کا سارا سامان موجود تھا۔ اور وہاں ایک جرنیل ٹوولی میں تھا جو محافظت اور قلعہ بندی کرنی خوب جانتا تھا۔ جنگ اٹلما کے بعد تیسرے ہی دن روسیوں نے بحرہ اسود کے بیڑے کے سات جہاز بندر میں درآمد کی جگہ ڈبو دئے۔ یہ ڈوبے ہوئے جہاز بندر کیلئے پہاڑ اور آہنی حصار بن گئے کہ دشمن کے جہازوں کو پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ اس سبب سے سیاس ٹوپول کا فتح کرنا ایک خواب ہوگیا جس کی تعبیر پاس تھی۔

انگریزی اور فرانسیسی اٹلما سے ٹیلٹک لاوا میں گئے جس سے سیاس ٹوپول چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس پر خشکی و تری کی طرفوں سے ایک ہی دفعہ حملہ کرنے کی تیاریاں شروع ہوئیں مگر اس میں کچھ ناکامی ہوئی۔ سیاس ٹوپول کے بحری قلعوں کے پاس دشمنوں کا بیڑا اس سبب سے نہیں جاسکتا تھا۔ کہ پانی پایاب تھا۔ اور ڈوبے ہوئے جہاز اس کو پاس نہیں آنے دیتے تھے خشکی کی طرف سے حملہ بڑا زبردست ہوا مگر اسے مقصود نہ حاصل ہوا۔

۲۵ اکتوبر کو روسیوں نے ٹیلٹک لاوا میں دشمنوں پر قبضہ کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ جیسی کہ روسیوں نے بہادرانہ قبضہ کرنے کے لئے کوشش کی ویسی ہی اُن کے مقابلہ میں دلیرانہ سعی ہوئی۔ آج تک کبھی کوئی لڑائی ایسی نہیں ہوئی کہ جس میں سپاہیوں نے تو مقابلہ میں جان لڑا لڑا کر دشمنوں کو بھگایا ہو اور سپہ سالاروں نے عزت کم حاصل کی ہو اس معرکہ میں انگریزی ایک رسالہ نے وہ بہادری دکھائی کہ انگریزی تاریخ میں یادگار روزگار رہے گی۔ کھانیر رسالہ پاس ایک حکم مبہم آیا جس کے معنی اب تک تحقیق نہیں ہوئے۔ اس کے معنی کوئی یہ لیتا ہے کہ رسالہ کو حکم دیا گیا تھا کہ ٹرکی موروچوں میں جو توپوں کو چھوڑ کر چلے آئے ہیں اور اُن کو روسی لئے جاتے ہیں وہ روکے جائیں کوئی اُس کے معنی یہ کہتا ہے کہ انگریزوں ہی کی توپیں روسی چھین کر لئے جاتے تھے اُن کے واپس لینے کا حکم تھا۔ غرض یہ حکم غلط سمجھا گیا اُن توپوں کی سمت پر جو اُن کو دکھائی نہیں دیتی تھیں رسالہ نے حملہ نہیں کیا۔ بلکہ روسیوں

کی سپاہ کے مرکز پر حملہ کیا جہاں ان کا بڑا جماؤ اور زور تھا۔ اگرچہ رسالہ سمجھتا تھا۔ کہ وہ موت کے منہ میں آگ کے اندر جاتا ہے۔ مگر اس نے یہ نہ چاہا کہ اپنی جان بچانے کے لئے نافرمانی کی ایک مثال بنے۔ وہ اپنی دھن میں توپوں کے شعلوں اور گولوں کے اندر گھس گیا اور توپچیوں کے گلے کاٹنے لگا۔ اس رسالہ کے ۶۰۷ سوار حملہ آور ہوئے جن میں سے ۱۹۷ بچ کر زندہ آئے۔ جو افسر حکم لایا تھا۔ وہ سب سے اوّل لڑائی میں مارا گیا۔ اس حکم پر مباحثے بہت ہوئے مگر اس کا کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ تمام یورپ نے تمام دنیا نے اس بے فائدہ شاندار حملہ کی تعریف کی۔ اور ایک فرانسیسی جرنیل پوس کونٹ کا یہ مقولہ کہ یہ حملہ بڑا جلیل القدر تھا مگر جنگ آرانہ تھا۔ ضرب المثل بن گیا۔ سچ ہے مردوں کا آسمان تلے نام رہ گیا۔ ان کی بہادری کے گیت بچے اپنے بڑھاپے تک گایا کرینگے۔

۵ نومبر کو انکرمن کے کھنڈروں کے قریب لشکر انگریزی کی داہنی طرف سب سے زیادہ بڑھ کر ایک فتح نمایاں حاصل ہوئی یہ جنگ سپاہیانہ تھی۔ کوئی اس میں خدع وچال بازی نہیں کی گئی۔ اس کی یہ کیفیت ہے کہ اس دن صبح کے وقت کہ ہنوز دن نہیں نکلا تھا۔ انگریزی پکٹ نے دیکھا کہ روس کی فوج خاکی وردی پہنے جوق جوق اس ارادہ سے چلی آتی ہے۔ کہ لشکر انگریزی کو پراگندہ کرے۔ اس کو دیکھتے ہی تھوڑی سی فوج مقابلہ کو سامنے آئی تھی۔ توپوں کی آواز سے سارا لشکر چونک اٹھا۔ اور ایسی گھمسان لڑائی ہوئی کہ افسروں کے پاس سپاہ نہ رہی اور سپاہ کے پاس افسر نہ رہے۔ افسر اور سپاہی پہلو بہ پہلو ہو کر دست بدست لڑے۔ اثناء جنگ میں انگریزی سپاہ کی کمک کے لیئے فرانسیسی سپاہ آگئی۔ اور غروب آفتاب سے پہلے روسی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور جس قدر ان کی سپاہ آئی تھی اس میں چوتھائی میدان جنگ میں کھیت رہی +

لشکر میں بڑے غضب کا جاڑا پڑا جس کو کبھی انگریزی سپاہیوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ کریمیا سے برابر خبریں انگلینڈ میں آتی تھیں۔ کہ روسیوں سے زیادہ بڑے دشمن تو یہ ہیں۔ موسم کی خرابی بیماری بدنظمی جو لشکر کو تباہ کر رہی ہیں۔ بحر اسود میں خوفناک طوفان برپا ہو رہے ہیں۔ انگلینڈ میں یہ خیال تھا کہ جاڑے کے آنے سے پہلے یہ معرکہ عظیم ختم

ہو جائیگا اس لئے جاڑے کا کافی سامان ساتھ نہیں لیا گیا تھا۔ یہاں سے اکیس ۲۱ جہازوں میں جو سامان سرمائی سپاہیوں کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ۱۴ نومبر کو ایسا بڑا طوفان آیا کہ ٹیلٹک لاوا میں یہ سب جہاز مع سامان رسد ڈوب گئے۔ اور اس کے سبب سے ٹیلٹک لاوا اور کیمپ کے درمیان فاصلہ نو میل کا بڑا دشوار گذر ہو گیا۔ دو تہائی گھوڑے بار برداری کے مولیشی جو زندہ رہے اُن کے لئے دانہ گھاس میسر نہ تھا۔ یہ طوفان سپاہ کے لئے ایک جنگ عظیم سے کم مہلک نہ تھا۔ کناروں پر تو سپاہ کے وہ بلاؤں کی بارش ہو رہی تھی جو بیان بھی نہیں ہو سکتی۔ خیمے کھونٹیوں سے اکھڑ کر ہوا میں اُڑتے پھرتے تھے سپاہیوں اور افسروں کو سرد ہواؤں کے جھکڑ اور جان گزا سرما ستا رہا تھا۔ جاڑے کی شدت وہ غضب کی تھی۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی ننگی انگلی کو کسی دہات کی چیز پر رکھتا تو اس کی کھال گل جاتی۔ قسطنطنیہ کی قبر یعنی سکیوٹری میں اسپتال تھا۔ اس میں جنگ کے زخمی اور بیمار بھیجے جاتے تھے۔ اس میں انتظام و رسد کی حالت بالکل درہم برہم تھی۔ بہت دفعہ ایسا ہوا کہ ورنا میں رسد کے ڈھیر کے ڈھیر پڑے سڑ رہے تھے یا خلیج ٹیلٹک لاوا کے جہازوں میں بے فائدہ پڑے تھے اور وہ سکیوٹری میں نہیں بھیجے جاتے تھے جہاں زخمیوں کو اُن کی ضرورت تھی۔ معالج ڈاکٹر قابل اور گرم کوشش تھے۔ اور گورنمنٹ نے بھی جہاں تک اس کا تعلق تھا رسد وافر کرایہ دیکر بھیجی مگر رسد کے ذخائر ڈاکٹروں تک نہ لائے گئے۔ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور اپنی آنکھوں سے اِن تکالیف کو جنکو وہ دُور نہیں کر سکتے تھے۔ دیکھ دیکھ دل میں کُڑھتے تھے۔ غرض خیمے بیمارستان تھے اور اسپتال گورستان بہت سے بوٹ فروخت کے لئے آئے مگر وہ سب بائیں پاؤں کے تھے۔ بار برداری کے خچر جو ٹھیکہ میں لئے گئے تھے وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں آئے۔ بار برداری کے جو گھوڑے مر گئے تھے ان کے بدلے میں اور گھوڑے مل سکتے تھے۔ مگر اُن کا خریدنا بے فائدہ تھا۔ اس لئے کہ اُن کے لئے دانہ گھاس انگلینڈ سے نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے سپاہیوں کو بار برداری کا کام کرنا پڑا بوجھوں کو کندھوں پر اٹھانے سے اور رات دن لڑائی لڑنے سے سب سپاہی تھک کر بیکار ہو گئے۔ ٹھیکہ دار قسائی بڑے شرمناک

دغا و فریب گوشت کے اندر کرتے تھے۔ اسپتالوں کی بدنظمی نے ایک نیا حُسن انتظام پیدا کیا جو پہلے لڑائیوں کے زخمیوں اور بیماروں کے لئے کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ کریمیا اور سکیوٹرا کے اسپتالوں کی بدنظمی کو دیکھ کر مسٹر سڈنی سمتھ ہربرٹ کے دل میں ہول اُٹھتے تھے۔ انہوں نے نہایت ممتاز و محترم مس نائٹ انگیل سے درخواست کی کہ وہ خود یہ نفیس نفیس سپاہیوں کی تیمار داری کریں۔ اس پاک نفس مقدس عورت کی ساری زندگی نرسری کے سائنس سیکھنے میں گذری تھی وہ اس فن سے بڑی دلچسپی رکھتی تھی۔ سر ہربرٹ نے اِن کے لئے یہ خدمت سبت قومی پیش کی کہ وہ تمام نرسوں کی افسر بنیں۔ اور اسپتالوں کے حُسن انتظام کے لئے جو درخوا چاہیں وہ گورنمنٹ سے کریں۔ انہوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور وہ انگلینڈ سے بہت سی نرس عورتوں کو ساتھ لیکر سکیوٹرا میں آئیں۔ اور اسپتال کی ساری بدنظمی کو ایسا دور کر دیا کہ لڑائی کے ختم ہونے تک پھر کسی قسم کی شکایت نہیں ہوئی۔ پھر جنگ کریمیا کے بعد کوئی جنگ ایسی نہیں ہوئی کہ لڑائی کے زخمیوں اور بیماروں کی تیمار داری عورتوں نے نہ کی ہو۔ اس پاک نہاد انگلش عورت کا یہ ایجاد ایسا تھا۔ جس کی تقلید آئندہ سب لڑائیوں میں ہوئی اور اس سے بہت نفع حاصل ہوا۔ جنگ کے قاعدہ کے موافق محاصرین کی قوت محصورین کی طاقت سے چگنی ہونی چاہیئے۔ جس جرنیل میں رائی کی بھی برابر عقل ہوگی وہ جب تک اپنی طاقت کو سہ چند محصورین کی طاقت سے نہ جانچ لے گا۔ حملہ آور نہیں ہوگا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ سباس ٹوپول محصور ہے یا اس کی نگاہ کے روبرو شہر میں سپاہ متفقہ انگریزی فرانسیسی محصور ہے۔ یہ سپاہیں دشمن کی سپاہ سے آدھی تخمینہ کی جاتی تھیں چند ہفتے تک سپاہ نکمی پڑی رہی اگر اس نے کچھ کام کیا تو بہت تھوڑا۔ کمسریٹ کے سارے کارخانے بگڑ گئے۔ خشکی کی راہ میں رسد رسانی بند ہوگئی۔ سپاہ بیماری کے مارے ضعیف ہوگئی۔ ہیضہ اس پر بار بار لچکیاں باندھ کر حملہ کرتا تھا۔ خچریں اور گھوڑے بھوکے یا سردی کے مارے مر گئے۔ سڑکیں کیچڑ سے بھر گئیں۔ کیمپ سارا دلدل بن گیا خیموں کی گرد پانی کی تلیاں بہ گئیں۔ بعض اوقات سپاہیوں کو سوا گیلے بھوس کے کچھ اور بستر کے لئے بچھانے کو نہیں ملتا تھا۔ اور بیٹھنے کے لئے تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔ اس سپاہ سے بدتر حال

ترکوں کی سپاہ کا تھا۔ لشکر کے خاص کار سپانڈنٹ اِن بدنظمیوں کی واویلا انگلینڈ میں کرتے تھے۔ مگر اس کا اثر اِن حاکموں پر جو ان کاموں کے منتظم تھے۔ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ پارلیمنٹ ان پر لعنت ملامت کرتی تھی۔ یہ حال دیکھ کر مسٹر روبک کی تحریک سے جماعت وزراء پر بد نظمی جنگ کا الزام عاید ہوا اور کامن ہوس کے ایک سو ستاون [۱۵۷] ممبروں کی رائے اس پر جم گئی۔ اس وجہ سے ایبرڈین کے ارل کو وزارت سے استعفا دینا پڑا اور لارڈ پامرسٹن اس کی جگہ وزیر اعظم مقرر ہوا۔

اس اثناء میں صلح کے نئے پیغام سلام آسٹریا کی معرفت وائنا میں آنے شروع ہوئے۔ لارڈ جان رسل انگریزوں کی طرف سے وہاں بھیجے گئے۔ کہ انگلینڈ کے اغراض کو بیان کریں مگر اس سے کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ ایک چھوٹی سی ریاست سارڈینیا فرانسیس و انگریزوں کی کمک کے لئے آمادہ ہوئی۔ اس کا فرماں روا کونٹ کیورا تھا۔ وہ مدبر تھا۔ اور خوب سمجھتا تھا کہ اس لڑائی میں شریک ہونے سے میرے بہت سے مطلب نکل آئینگے ۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو زار روس نکولاس بہزار یاس اس دُنیا سے چل بسا دل میں جو ارمان تھا وہ دل کا دل میں رہا۔ الگزنڈر دوم اس کا بیٹا جانشین ہوا اوّل یہ اُمید ہوئی تھی۔ کہ وہ باپ سے زیادہ آشتی طلب ہوگا۔ مگر اس اُمید میں مایوسی ہوئی وہ باپ کی طرح کارزار میں سرگرم ہوا۔ اس کو یہ اُمید تھی کہ روسی جنرلوں سے زیادہ تو انگریزی اور فرانسیسی سپاہ کو بیماری اور سردی مار ڈالیگی۔ اب کریمیا میں ہنگامہ کارزار بڑے زور شور سے گرم ہوا۔ انگریزی سپاہ کا سپہ سالار لارڈ ریگ لین ہیضہ سے مر گیا۔ اس کی جگہ جنرل سمسن مقرر ہوا۔ اس سپہ سالار نے تھوڑے دنوں کام کیا مگر ایسی خوبی کے ساتھ کہ لارڈ ریگ لین کے مرنے کے افسوس کو بھلا دیا۔ فرانسیسی سپاہ کا سپہ سالار سینٹ آرنو بھی مر گیا۔ اور اس کی جگہ کچھ دنوں کے لئے جرنیل کین روبرٹ مقرر ہوا اُس نے استعفا دیدیا۔ تو اس کی جگہ فتح نصیب پیلس سٹی مقرر ہوا۔ ۱۶ اگست کو روسیوں نے محاصرہ کے اُٹھا دینے میں بڑی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اس لڑائی میں سارڈینیا کی سپاہ ایسی بہادری سے لڑی کہ اس کا نام ہو گیا شمالی اٹلی میں شادیانے بجے کہ ہمنے روس جیسی زبردست قوت پر فتح پائی۔ سپاس ٹوپول

پر اب حملے کا کام بڑی مستعدی سے ہوتا تھا۔ مٹی کے دمدمے اور مورچے جو روس کے انجنیروں
نے سباس ٹوپول میں بنائے تھے۔ اور جن پر شہر مذکور کی سنگین فصیل سے زیادہ بھروسا
رکھتے تھے۔ انجام کار سب چھن گئے۔ فرانسیسوں نے بڑی دلاوری سے حملہ کر
کے ۸ ستمبر کو مالاکوف کا قلعہ چھین لیا۔ اس روز انگریزی فوج ایک جانباز دستہ حملہ کر کے
قلعہ ویدن کو اپنے قبضہ میں لایا۔ مگر جب سب طرف سے روسیوں نے اس پر گولے برسانے
شروع کئے۔ اور سپاہی بہت ضایع ہونے لگے۔ تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ افواج متفقہ نے
روسیوں کے بڑے بڑے لنگر گاہیں اور تمام مورچے اُڑا دئے اور سباس ٹوپول کے قلعہ
کو ایک کھنڈر بنا دیا۔ دوسرے روز روس کا جرنیل گورٹ شاکوف سباس ٹوپول کے
بندر سے گذر کر فوج کو شہر کی شمال میں لے گیا۔ مگر اس نے یہ خیال کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ
میں شہر کو بہت دیر تک بچا سکوں اس لئے یہاں قیام کرنا مُفت جانوں کا کھونا ہے۔
وہ خود اپنے مراسلہ میں لکھتا ہے کہ یہ سباس ٹوپول نہیں ہے جس کو ہم نے چھوڑا ہے
بلکہ ایک قلعہ کے جلے بجھے کھنڈر ہیں جس میں ہم نے خود آگ لگائی ہے اور اسکی محافظت
کرتے ہیں۔ اپنی عزت ایسی بچائی ہے کہ ہمارے پوتے پڑپوتے فخر کے ساتھ اسکو یاد
کرینگے۔ اور اپنی اولاد کو اس سے مغرور ہو کر مسرور ہونا سکھائینگے۔ یہ سب کام اس سے
پہلے کیا گیا ہے کہ انگریز اور فرانس شہر کے اندر داخل ہونے کی جرأت کریں۔ سلح خانے
باروت خانے اُڑ رہے ہیں۔ عمارات شاہی سے اور ہر گھر سے شعلے اُٹھ رہے ہیں سباس ٹوپول
کا محاصرہ برس روز رہا۔ اس کے بعد لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

فوج روس کا بڑا حملہ مقام کارس پر ہوا تھا۔ مگر جنرل ولیمز کمال استقلال سے اسکے
مقابلہ میں جما رہا مگر جب لشکر بھوکا مرنے لگا اور ترکوں نے رسد بند کر دی تو اس نے اپنے
تئیں سپاہیانہ اعزاز کے ساتھ دشمن کو حوالہ کیا۔ جب روس کو بحیرہ بالٹک اور بحیرہ اسود
میں شکستیں ہوئیں تو انجام کار آسٹریا کی معرفت پیغام صلح شروع ہوئے۔ پیرس میں
صلح کے لئے۔ ایک کونگرس مقرر ہوئی جس میں انگلینڈ۔ فرانس۔ روس۔ آسٹریا۔ ترکی
پروشا۔ سب شریک ہوئے۔ اور صلح ان شرائط کے ساتھ ہو گئی کہ سب سلطنتوں

نے قبول کر لیا کہ یوروپ کے پبلک قانون کے سارے فائدوں سے مستفید ہونے میں ٹرکی اپنا حصہ لے اور سب نے بالاتفاق یہ مانا کہ اگر آیندہ ٹرکی کا فساد کسی سلطنت سے ہو تو یہ معاملہ تمام سلطنتوں کے روبرو پیش کیا جاے اور وہ ثالث بن کر پہلے اس سے کہ فوج کشی ہو اس کا فیصلہ کر دیا کریں۔ سب سلطنتوں نے معاہدہ کیا کہ وہ ٹرکی کی تعظیم کرینگے اور اس کی مملکت کو سالم قایم رکھینگے۔ اس عہدنامہ کے موافق سلطان پر واجب ہے کہ وہ فرمان تمام سلطنتوں کے پاس بھیجے کہ وہ اپنی عیسائی رعیت کی بہبودی میں کوشش کریگا۔ اس دستاویز کے معاہدوں کے موافق تمام سلطنتوں کو مجموعتہً فرداً فرداً اختیار ہوگا۔ کہ وہ سلطنت ٹرکی کی عیسائی رعیت کے باب میں مداخلت کریں مگر اس مداخلت کی توضیح اچھی طرح نہ تھی۔ بحیرہ اسود میں کوئی جنگی جہاز نہ داخل ہونے پائے اور اس کے سواحل پر سلح خانے کوئی نہ بنانے پائے۔ مگر اس بحر اسود میں اور اس کے بندرگاہوں میں ساری قوموں کے تجارتی جہاز آئیں جائیں اس میں سلطنت کے علم جنگ آنے کی ہمیشہ حسب ضابطہ ممانعت ہے خواہ وہ اس کے سواحل پر قابض ہوں یا نہ ہوں مگر سلطنتوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے مسلح جہاز بطور پولیس اپنی تجارت کے جہازوں کے سواحل کی محافظت کے لئے مقرر کریں۔ بحر ڈینیوب میں جہاز رانی آزادانہ ہو۔ روس ہس سار بیا ٹرکی کو دیدے۔ مولڈیویا اور ولیچیا سلطان کی سلطانی کو تسلیم کریں۔ اور جو حقوق اور آزادی اب ان کو حاصل ہے وہ برقرار رہے اور اس کی ضامن اور سلطنتیں رہیں مگر اس کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ سلطان کو یہ اجازت ہے کہ اُن اضلاع میں وہ اپنی سپاہ کی چھاؤنیاں ڈالے۔ ایشیا میں جو روس اور ترکوں نے ایک دوسرے کے ملک فتح کئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو واپس کریں کارس ٹرکی کو دیا جائے سباس ٹوپول اور اور مقامات جو سپاہ متفقہ نے روسیوں سے لئے ہیں۔ وہ اُن کو واپس دئے جائیں۔ انگلینڈ کے اس لڑائی میں چوبیس ہزار آدمی تلف ہوئے۔ جن میں سے چھٹے حصہ کے قریب لڑائی میں مارا گیا ہوگا۔ باقی سب بیماری ہیضہ وغیرہ سے مرے

ستر میں مورچے بنائے گئے پندرہ لاکھ گولے برسائے گئے۔ انگلینڈ کا قومی قرض انتالیس ملین پونڈ بڑھ گیا۔ دسمبر ۱۸۵۴ء کے آخر میں یونائیٹڈ سٹیس سے ایک جھگڑا اس سبب سے ہوگیا کہ جنگ کی خدمات کے لئے غیر قوموں کے بھرتی کرنے کا قانون جاری ہوا۔ اہلِ امریکہ اس بات پر خفا ہوئے کہ ان کے اہل شہر کو انگلینڈ نے سپاہ میں بھرتی کیا۔ اور اس سبب سے انہوں نے سفیر انگلینڈ کو واپس بھیجدیا مگر پھر مصالحت ہوگئی۔ اس جنگ سے انگلینڈ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا۔

جب ملکہ معظمہ تخت نشین ہوئیں تو اہلِ چین سے جنگ افیون کی بابت ایک جھگڑا اٹھ ا ہوا جس کا نام بہت جلد جنگ افیون ہوگیا۔ یہ جنگ اس اصول پر مبنی تھی کہ برطانیہ اعظم کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ کسی غیر قوم میں برخلاف اس کی گورنمنٹ اور قومی رائے کے کوئی خاص تجارت کرے۔

جس وقت جنگ افیون شروع ہوئی ہے۔ اہلِ چین کی کل تہذیب و شائستگی ان باتوں پر مبنی تھی۔ کہ جن کو آج کل کی قومیں بالکل پر خطا اور خلاف عقل جانتی ہیں۔ اہل چین کی گورنمنٹ اور خود چینی یہ چاہتے تھے کہ ہم کسی غیر سلطنت سے پولٹیکل (سیاسیہ) تعلقات اور کسی قسم کے معاملات بکار [illegible] نہ رکھیں۔ مگر وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم اجنبی تاجروں سے تجارت نہ کریں وہ دنیا کی سلطنتوں سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے۔ اپنے اوپر اور اپنے نظامات پر پورا بھروسا اور کامل اطمینان رکھتے تھے۔ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرنی چاہتے تھے کہ کسی غیر قوم کے آدمی کی صورت نہ دیکھیں مگر غیر قوموں کے تاجر اُن کے اندر گھس گئے۔ اور اُن سے اہلِ امریکہ اور ایسٹ انڈیا کمپنی ہند تجارت کرنے لگی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجارت کی بڑی چیز افیون تھی۔ اور اس کمپنی کے سوائے اور تاجر بھی ہندوستان سے افیون خرید کر کے چین میں لے جاکر اس کی تجارت کرتے تھے۔ مدت سے چین کی گورنمنٹ اور اس کے مہذب و تعلیم یافتہ خلیق آدمی یہ چاہتے تھے۔ کہ اس افیون کی تجارت کی بلا کو سر پر سے ٹالیں۔ چین کی گورنمنٹ نے اور اس کی قوانین نے افیون کی تجارت کو ممنوع کیا۔ مگر انگریزی تاجروں نے اس ممنوع تجارت کو چھوڑا نہیں۔ چینیوں کی گورنمنٹ کے ساتھ ایسے انتظامات تجارت کئے گئے تھے کہ اس نے اجازت دیدی تھی۔ کہ کینٹن اور ماکوا میں تجارت کے عام کوٹھیاں اور کارخانے بنائے

جائیں۔ بس ان انتظامات کے پردہ میں ان ہی دو مقاموں میں افیون کی تجارت کا بازار گرم رہتا تھا۔

چین کے ساتھ جو معاملات تجارت تھے اس کی نگرانی کے واسطے انگلش گورنمنٹ نے سپرانٹنڈنٹ مقرر کئے۔ اب جو تجارت کے باب میں عہد و پیمان جدید ہوتے ان میں بدگمانیاں اور غلط فہمیاں ہونی شروع ہوئیں اور ان کا ہونا بمقتضائے طبع بشری تھا۔ انگریز چینیوں کی حالت سے جاہل تھے۔ یہ لاعلمی اس سبب سے ناگزیر تھی کہ اہل چین کے ساتھ انگریزوں کی آمد و رفت و ملنے جلنے کے وسائل بہت ہی محدود تھے۔ مگر اس لاعلمی نے انگریزوں کو کام کرنے سے معذور نہیں رکھا بلکہ انہوں نے کام کرنا اس طرح شروع کیا کہ گویا وہ اہل چین کے حال سے خوب واقف ہیں۔

اہل چین کو اوّل سے ہی یہ یقین تھا کہ ان سپرانٹنڈنٹوں کا مقرر ہونا اس لئے ہے کہ وہ افیون کی تجارت کی محافظت کریں اور بالجبر چین کے پولٹکل تعلقات مغرب کے ساتھ پیدا کرائیں۔ ان سپرانٹنڈنٹوں کے موجود ہونے کا عملاً اثر یہی دیکھنے میں آیا کہ انہوں نے اس مردود تجارت کی ممانعت کے حاکمان چین نے معاونت نہیں کی اور انگریزی تاجروں نے ان کو یہ جانا کہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ وہ اس ہماری تجارت افیون کی محافظ و حامی ہو۔

برٹش گورنمنٹ نے یہ اشتہار دیا کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی ہے کہ وہ برٹش رعایا کو یہ اختیار دے کہ وہ جس ملک سے تجارت کرتے ہو۔ اُس کے قوانین کے برخلاف کام کرے۔ قوانین چین کے برخلاف کام کرنے سے جو تاجروں کے نقصان اُٹھانے پڑینگے وہ خود اُن کو اس لئے اُٹھانے پڑینگے۔ کہ خود اُنکو اپنے سر پر لائے ہیں مگر گورنمنٹ کا یہ دانشمندانہ اشتہار بہت دیر کر شائع ہوا۔ مدت سے برٹش تاجر اس بات کا یقین کرکے اپنا کام کر رہے تھے۔ کہ انگلش گورنمنٹ ہماری تجارت کی محافظت کے لئے پشت پناہ اور بالکل ہماری خدمت گذار ہے۔

چینیوں کے حاکموں نے انگریزی تاجروں کے پاس سے افیون چھینی اور تجارت افیون کی ممانعت کے لئے سخت تدابیر کرنی شروع کیں۔ مگر اُن میں کوئی تدبیر انصاف کے

برخلاف نہ تھی۔ تو چیف سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایلیٹ نے گورنر ہند کو لکھ بھیجا کہ آپ جنگی جہاز جسقدر بھیج سکیں انگریزوں کی جان و مال بچانے کے واسطے چین میں بھجدیں۔ مگران جہازوں کے آنے سے پہلے چین سے انگریزوں کی لڑائی شروع ہوگئی۔ انگریزوں کے لئے اہل چین سے لڑنے میں سوائے سستی فتوح حاصل کرنے کے کوئی بڑا کام نہ تھا چین کی سپاہ بڑی بہادری سے لڑی اور بہت دفعہ اہل سپارٹا کی طرح بعد شکست کے سپہ سالاروں نے اپنا جینا پسند نہ کیا۔ جب سر ہوگف نے چینیوں کے شہروں میں سے ایک شہر چھین لیا۔ تو تاتاری جرنل نے جب دیکھا کہ اب میرے پاس کچھ سامان جنگ باقی نہیں رہا تو وہ اپنے گھر گیا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ گھر کو آگ لگادو اور آپ کرسی پر ہو بیٹھا۔ اور چپ چاپ جلکر خاکستر ہوگیا۔

انگریزوں نے بہت جلدی سے چین کے مشرقی کنارہ پر جزیرہ چوسون کو فتح کرلیا اور دریائے پی ہو میں اپنے بیڑے کا ایک حصہ بھیجا کہ وہ دارالسلطنت چین کو اپنی آنکھیں دکھلائے تو صلح و عہد و پیمان کے تمہیدیں شروع ہوئیں جن کو طرفین کی گورنمنٹوں نے نامنظور کیا اس لئے پھر ہنگامۂ پیکار گرم ہوا۔ انگریزوں نے جزیرہ چوسو پر پھر قبضہ کرلیا۔ اور ایک بڑا شہر ننگ پو فتح کرلیا۔ اور دوسرے شہر امویے پر قبضہ کرلیا۔ اور لشکر انگریزی نانکین کے روبرو آیا۔ چین کی گورنمنٹ نے آخرکار جانا کہ انگریزوں سے کارزار کرنا عبث ہے پھر انہوں نے ان شرائط پر جو انگریزوں نے پیش کیں صلح کرلی۔ انگریزوں نے اوّل ان سے جزیرہ ہونگ کونگ مانگا کہ وہ اس کو ہمیشہ کے لئے حوالہ کریں۔ پھر پانچ بندرگاہ کینٹن۔ ایموائے۔ فوچو۔ ننگ پو اور شانگھی مانگے کہ ان میں انگریز تاجر بے روک ٹوک تجارت کیا کریں اور کونسل وہاں مقرر کریں۔ ان سب شرائط کو اہل چین نے مان لیا۔ پھر ان سے ساڑھے چار کروڑ روپیہ جنگ کا خرچ اور ایک کروڑ روپیہ اس افیوں کی قیمت کے معاوضہ کا مانگا جو اہل چین نے ضایع کی تھی اس لئے کچھ مدت کے لئے لڑائی ختم ہوگئی اور جیسے بچے کہا کرتے ہیں کہ برف زیادہ برف کو بلاتی ہے اس لڑائی نے اور لڑائیوں کو بلایا۔

اہل انگلینڈ اور اہل چین کی جنگ

انگلینڈ میں یوہی تکل دنیا آرام سے رہی تھی۔ کہ دفعتہ کلیل میں غلیل لگی کہ ۲ فروری ۱۸۵۷ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں ملکہ معظمہ کی طرف سے کہا گیا کہ کین ٹن کے چینی حاکموں نے برٹش جھنڈے کی تذلیل کی ہے۔ اور اپنے عہدنامہ کے خلاف کام کرکے اس کی معافی چاہنے سے بھی بڑی ہٹ وضد کر کے انکار کیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ملکہ معظمہ کے افسر جو چین میں متعین ہیں وہ چینیوں کی سرزنش کے لئے ایسی تدبیر کریں۔ کہ اطمینان خاطر خواہ حاصل ہو۔ اہل چین نے ایک جہاز پر زیادتی کی تھی۔ جس کا بیان آگے آتا ہے کہ یوروپ کے نمونے پر ایک چھوٹا سا جہاز بنایا گیا تھا۔ اور اُس کا نام لورچا ٹرور رکھا گیا تھا۔ ۸ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو اس جہاز میں چینیوں کا ایک گروہ ایک افسر کے ماتحت سوار ہو کر دریائے کین ٹن میں چلا۔ اہل چین نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو بحری لڑائی کا الزام لگا کے گرفتار کر لیا اور دو کو جہاز کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ اس جہاز کے مالکوں نے بیان کیا کہ یہ جہاز برٹش جہاز ہے۔ کین ٹن میں مسٹر پارکیس کونسل تھا اس نے کین ٹن کے چینی گورنر یہہ سے اُن آدمیوں کو واپس طلب کیا اور اس کی وجہ اپنی درخواست میں بیان کی کہ بموجب عہدنامہ ۱۸۴۳ء کے جو عہدنامہ ۱۸۴۲ء کا ضمیمہ ہے۔ چینی حاکموں کو کوئی حق نہیں ہے۔ کہ انگریزی جہاز پر اصلی یا فرضی چینی مجرموں کو گرفتار کریں ہاں اُن کو یہ حق ہے کہ مجرموں کو انگریزوں کے حوالہ کریں۔ چینی گورنر نے یہ بحث نکالی کہ لورچا ٹرور چینیوں کا جہاز ہے جو قزاقی کرتا ہے اُس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ انگلینڈ کا جھنڈا اپنے اوپر کھڑا کرے۔ یہ صاف صاف بیان کیا جاتا ہے کہ شرہد انگلش جہاز نہ تھا بلکہ وہ چینی جہاز تھا۔ جس پر کسی فریب سے انگلینڈ کا جھنڈا لگا لیا تھا۔ مسٹر پارکیس ایک چلابُلبک حرکت کونسل تھا۔ اُس نے فوراً گرفتار شدہ آدمیوں کے واپس کرنے کی درخواست کی اور ہونگ کونگ میں جو انگریزی مختار عام سرجان بوئرنگ رہتے تھے۔ اُن سے اپنے اس کام میں امداد چاہی اور درخواست کی کہ اس کو اختیار دیا جائے کہ وہ اس کام کو کرے

سر جان بوؤنگ بڑے لائق اور قابل افسر تھے۔ وہ یورپ اور ایشیا کی زبانیں جانتے تھے ان میں بہت سیاحی کرچکے تھے۔ اور تجارت و بنج و بیوپار کے معاملات کو خوب سمجھتے تھے کئی برس تک وہ کین ٹن میں کونسل رہ چکے تھے۔ اور اب چیف سپرنٹنڈنٹ تجارت کا عہدہ رکھتے تھے۔ مگر خود پسند بڑے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ انگلینڈ کے آگے چینی قوموں کی ناک رگڑوا دیں۔ انہوں نے چینی حاکموں پاس اپنا حکم بھیجا کہ ٹمرد جہاز کے آدمی جو گرفتار کئے ہیں وہ فوراً ہمارے حوالہ کئے جائیں اور اُن کے گرفتار کرنے کی معافی مانگی جائے۔ اور آئندہ عہد کیا جائے کہ ایسی حرکت دوبارہ نہیں سرزد ہوگی اور اگر اڑتالیس گھنٹے کے اندر اس حکم کی تعمیل نہ ہوگی تو اہل چین کے برخلاف بحری کام کئے جائینگے۔ چینیوں کے گورنر نے اُن آدمیوں کو فوراً بھیجدیا اور آئندہ وعدہ کیا کہ برٹش جہاز پر جانے کے اندر چینی افسر بڑی احتیاط کرینگے۔ مگر اُس نے خاص ٹمرد جہاز کی بابت کوئی معافی نہیں مانگی۔ کیونکہ اس کی رائے یہ تھی کہ یہ جہاز چینی ہے انگریزوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ امر واقعی بھی یہی تھا۔ مگر سر جان بوؤنگ نے میر بحر سر سی مور کو حکم دیدیا کہ وہ کین ٹن پر گولہ زنی کرے۔ ۲۳ر اکتوبر سے ۱۳ر نوامبر تک بحری جنگ جاری رہی۔ چینی گورنر یہیہ نے یہ خطا کی کہ انتقام لینے کے لئے انگریزوں کے سر کاٹ لانے کے لئے انعام مقرر کیا۔

چین سے جب یہ خبریں انگلینڈ میں آئیں تو وہاں اس معاملہ پر ایک مباحثۂ عظیم شروع ہوا۔ ۲۴ر فروری ۱۸۵۷ء کو لارڈ ڈربی نے چین میں جو کام انگریزی حاکموں نے کئے تھے پارلیمنٹ میں اُن کی مذمت کی۔ ہوس آف لارڈس میں اُن کی رائے کثرت رائے سے مسترد ہوئی۔ اس باب میں مخالفت و موافق مباحثے ایسے بڑے طول طویل ہوئے۔ کہ پارلیمنٹ بدل گئی۔ لارڈ پامرسٹن پھر ذی اختیار ہوئے انہوں نے بیان کیا کہ کین ٹن کی حکومت میں برٹش جھنڈے کی ایک وحشیانہ گستاخی کی گئی ہے جس کے سبب سے تمام معاہدے جو چین سے ہوئے تھے ٹوٹ گئے۔ چین کے حاکموں نے انگریزوں کے سر کاٹنے کے لئے انعام مقرر کیا ہے۔ اُن کے قتل کرنے اور زہر دیکر مار ڈالنے کی تدبیریں کیں ہیں۔ ایک چینی بورچی کی کہانی کہ اس نے روٹی میں زہر ملا کر سر جان بوؤنگ کے مارنے کا قصد کیا تھا۔ خداس سے عام ہوگئی

کہ چینی گورنر نے سارے انگریزوں کو زہر دیکر مار ڈالنے کا قصد کیا تھا۔ ملکہ معظمہ نے چین
میں اپنا نیا مختار عام بھیجدیا اور سپاہ بحری و بری مقرر کردی کہ وہ ضرورت کی صورت میں
اعانت کرے۔ ہندوستان میں جو ۱۸۵۷ء میں غدر ہوگیا تھا۔ اس لئے چین کے معاملات
میں التوا ہوا مگر پھر شروع ۱۸۵۸ء میں کینٹن کے کاموں میں کامیابی شروع ہوئی کہ فرانس کی
تھوڑی سی سپاہ انگریزی سپاہ کی کمک کے لئے آگئی۔ کہ چینیوں سے لڑے۔ انگریزی اور
فرانسیسی سپاہ نے کینٹن پر قبضہ کرلیا اور اُس کے ساتھ کمشنر یہیہ کو گرفتار کرلیا اور اس شہر
میں میجر سرسی ہورنے چند روزہ حکومت قایم کی۔ جب شہنشاہ چین نے شرائط صلح کو
منظور نہیں کیا۔ تو لارڈ ایلجن پیہو کی حد سے باہر نکلے کہ دارالسلطنت کو دھمکائیں تو پھر
چین کی شاہی گورنمنٹ نے جلدی سے ۲۶ جون کو کینٹن کے عہدنامہ کو منظور کرلیا۔
جس کو لارڈ ایلجن اور بیرن گروس نے مرتب کیا تھا جس میں یہ شرائط تھی کہ شہر کینٹن چھوڑا
جائے اور یوروپ کے تاجروں اور پادریوں کو چین میں ہر جگہ جانے آنے کی اجازت
دی جائے۔ ایک سال کے بعد پیکن میں اس عہدنامہ کی تصدیق اور توثیق ہوگی لارڈ ایلجن
انگلینڈ میں واپس آگئے اور اُن کے چھوٹے بھائی فریڈرک بروس مارچ ۱۸۵۹ء میں زائد سفیر
اور خود مختار وزیر انگلینڈ کی طرف سے چین کے لئے مقرر ہوئے اور بروس صاحب کو یہ
ہدایت ہوئی کہ ٹین سن میں پیہو کی راہ سے جائیں اور وہاں سے پھر پیکن میں عہدنامہ
کی تصدیق و توثیق کے لئے جائیں۔ لارڈ مالمسبری جو اس وقت فورین سکریٹری تھے
انہوں نے یہ بتلایا کہ چین کی سلطنت بہت ہی متعرض اس کی ہوگی کہ پیکن میں سفیر انگلینڈ
آئے۔ اور جہاں تک اُن سے ہوسکے گا وہ سفیر کے آنے میں تاخیر کے لئے بہانہ جوئی کریگی
مگر اس سبب سے کہ دارالخلافہ میں سفیر جانے کا ارادہ اپنا فسخ نہ کرے۔ میجر ہوپ
کمانڈر چیف چین کو انگلینڈ کی طرف سے یہ ہدائتیں ہوئیں کہ دریائے پیہو کے دہانہ تک
مسٹر بروس کے ساتھ کافی فوج بھیجے جو بیس میل ہے۔ ۲۰ جون ۱۸۵۹ء کو مسٹر بروس اور سفیر
فرانس دونوں پیہو کے دہانہ پر مسٹر ہوپ کے بیڑے کے ساتھ پہنچے۔ ۱۹ جہاز اس
بیڑے میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ پیہو کے قلعے مضبوط محفوظ ہوگئے ہیں ٹین سن سے بعض

عہدہ دار چین آئے اور گفتگو شروع کی کہ کچھ مہلت ملے اور باہم رفع نزاع ہو جاسے مسٹر
برؤس کو یقین ہو گیا کہ لارڈ سالسبری نے جو کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔ کہ چینیوں کی
حاکم یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے کام میں فتحیاب نہ ہو۔ اُس نے میر بحر ہوپ کو کہا۔ کہ وہ
جہازوں کے لیئے رستہ صاف کرے۔ جب میر بحر اپنی توپوں کی کشتیاں لایا تو قلعہ نے اُس
پر آتشباری کی۔ چینیوں کے توپچیوں نے خوب نشانہ بازی کی۔ اور چار توپوں کی کشتیوں
کو بیکار کر دیا۔ اور تمام حملہ آور جہازوں کو ٹھیرا دیا میر بحر ہوپ خود زخمی ہوا اور ایسے ہی فرانسیسی
بیڑے کا کمانڈر انچیف مجروح ہوا جو کمک کے لیئے آیا تھا۔ غرض دریا میں زبردستی جانے
کا ارادہ موقوف ہوا اور بالفعل پیکن میں جانے کا قصد فسخ ہوا۔ اس دہانہ پر چینیوں نے
کوئی فریب اور دغا نہیں کی۔ جو کام کیا ظاہر و باہر کیا۔ انگریزی افسروں نے جان لیا کہ
سفیروں کا دریا میں جانے کا چینی مقابلہ نہیں کرینگے۔ جب یہ خبر انگلینڈ میں آئی تو بڑی گھبراہٹ
ہوئی سب اس ارادہ پر آمادہ ہوے۔ کہ پیکن میں سفارت ضرور بزور جانی چاہیئے انگلینڈ
کی گورنمنٹ نے لارڈ ایلجن اور بیرن گروس کو جنھوں نے عہدنامہ مرتب کیا تھا سپاہ کے
ساتھ بھیجا۔ اور فرانسیسی گورنمنٹ نے کونٹ ہیلی گاڈ کو اپنی سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر
کر کے بھیجا۔ ان سے چینی سپاہ بہادری سے لڑی۔ مگر اس میں اس قدر سکت نہ تھی کہ وہ
ان انگریزی اور فرانسیسی زبردست جرنیلوں کا مقابلہ کر سکتی۔ ان دونو نے مل کر ٹاکو
کے قلعہ کو فتح اور ٹین سن کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور پیکن کی طرف رستہ لیا۔ چین کے حاکموں
نے صلح کے لیئے درخواست کی۔ لارڈ ایلجن نے کہا کہ شہر ٹنگ چو میں جو پیکن سے بارہ[۱۲] میل
ہے۔ صلح کے باب میں عہد و پیمان کے پیغام سلام ہونگے۔ پہلے اس سے صلح کے باب میں
گفتگو کی جائے۔ لارڈ ایلجن کے سکریٹریوں مسٹر پارکیس اور مسٹر لوچ اور بعض اور انگریزی
افسروں کو جو التواء جنگ کے علم کے نیچے تھے دغا و فریب سے جیتے پکڑ کرے گئے اور مختلف
قیدخانوں میں اُن کو بھیجدیا مسٹر پارکیس اور مسٹر لوچ مع اپنے گیارہ ہمراہیوں کے رہا ہوئے
مگر قید میں اُن پر بہت ظلم و ستم برپا ہوے اور تیرہ آدمی قید سختی کے سبب سے مر گئے۔
لارڈ ایلجن نے کہا کہ صلح کے باب میں کوئی گفتگو جب تک نہیں ہو گی کہ کل قیدی رہا

ہوکر واپس نہ آئینگے۔ انگریزی اور فرانسیسی سپاہیں پیکن کے دروازوں کے لگ بھگ جا پہنچیں اور دروازوں کے اڑانے کے لیئے توپیں لگادیں۔ تو پھر اہل چین چین مان گیئے۔ اور انگریزوں نے جو شرائط صلح پیش کیں ان کو منظور کرلیا اور شہر کا دروازہ حوالہ کیا شہر کی دیواروں پر انگریزی اور فرانسیسی جھنڈے پہلو بہ پہلو لہراتے لگے۔ جب لارڈ ایلجن شہر میں داخل ہوئے۔ تو ان کو معلوم ہوا کہ قیدی مارے گئے تو انہوں نے موسم گرما کے محل کے جلانے کا قصد کیا تاکہ اہل چین کو معلوم ہو کہ دغا فریب کرنے کی سزا یہ ملا کرتی ہے۔ اس محل میں اہل چین کی ساری صنعتیں اور کاریگریاں خرچ ہوئی تھیں سب قسم کی اعلےٰ درجہ کی عمارات وطرح طرح کے باغات موجود تھے۔ اس کو دو دن میں لارڈ ایلجن نے جلوا کر اور تباہ کر کے خاک سیاہ بنا دیا اور ایک یادگار بنائی گئی جس پر چینی زبان میں یہ کتابہ لگوایا کہ یہ بیوفائی اور دغا و فریب کا صلہ ہے۔ اس جنگ کا انجام یہ ہوا کہ انگلینڈ کو استحقاق حاصل ہوا۔ کہ پیکن میں انگریزی سفیر رکھے گا خواہ چین کی گورنمنٹ اس کو رکھنا چاہیئے۔ اور بڑی بھاری رقم زر ادا کرے جو تاوان جنگ اور آدمیوں کے خون بہا لینے کا معاوضہ ہو جن کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ اور اس قصور کی بابت ما کو قلعوں پر سے جو حملہ کیا ہے اس کی معافی مانگیں۔ یوروپ کو اس فتح سے معلوم ہوا کہ پیکن ایسا بڑا شہر نہیں ہے جیسا کہ وہ خیال کرتے تھے۔ وہ کھنڈروں و شکستہ عمارات سے بھرا ہوا ہے۔

فساد لبنان

کوہ لبنان میں اس سال میں فسادات برپا ہوئے جن میں انگلینڈ و فرانس کو متفق ہو کر مداخلت کرنی پڑی۔ دو فریق تھے۔ ایک فورومانٹس جو عیسائی تھا اور دوسرا ڈروس تھا۔ جو نہ عیسائی تھا نہ مسلمان ان دونوں فریقوں کی آپس کی رقابت سے فسادات پیدا ہوئے۔ ٹرکی کمانیر نے بیروت کے قریب عیسائی فرقے کے آدمیوں سے ہتیار لے لیئے اس لیئے اس کو دوسرے فریق نے بڑی بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ جولائی میں اس دیوانگی نے دمشق تک پاؤں پھیلائے۔ متعصب

پرجوش ترکوں نے عیسائیوں کے ایک مقام پر حملہ کیا اور اس کے ایک بڑے حصے کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ ایک دن میں دو ہزار عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ فرانس۔ روس۔ آسٹریا۔ ہولنڈ بلجیم۔ گریس کے کونسلوں کے دفتروں کو غارت کیا۔ دمشق کے بہت سے اشراف مسلمانوں نے جن میں بڑا جلیل القدر نامور عبد القادر الجیریا کا سردار تھا اُسنے بڑی بہادری اور جوانمردی سے مصیبت زدہ عیسائیوں کو بچایا اور اون کو پناہ دی۔ دمشق کے گورنر نے باوجودیکہ اس پاس بڑی سپاہ تھی کچھ اس قتل کے روکنے میں سعی نہیں کی۔ اس قتل کی خبر جب انگلینڈ میں گئی تو اہل انگلینڈ نے لبنان میں امن امان قایم کرنا چاہا۔ سلطان نے منظور کیا کہ اس فساد کو یوروپ کی تمام سلطنتیں متفق ہو کر دُور کریں۔ انگلینڈ نے لارڈ ڈفرن کو بھیجا کہ وہ کمشنر کا کام کریں۔ انہوں نے بڑی بلند حوصلگی اور عالی دماغی سے اس کام کو انجام دیا۔ ٹرکی نے جو اس قتل کے سرمنشا و سرغنہ تھے بڑی سخت سزائیں دیں۔ سلطان نے فواد پاشا کو بھیجا جو دول خارجیہ کا وزیر تھا۔ اس نے مجرموں اور اعلےٰ عہدہ داروں کے سزا دینے میں ذرا رحم نہیں کیا اُس نے دمشق کے گورنر اور سپاہ کے سپہ سالار کو شہر میں سب کے سامنے قتل کیا اور پولس کے بہت سے افسروں کو موت کی سزا دی۔ جب امن امان قایم ہو گیا تو سب سلطنتوں نے متفق ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ آیندہ سلطان لبنان میں ایک عیسائی حاکم مقرر کیا کرے۔ فرانس کی سپاہ نے سریا کو خالی کر دیا۔ بڑا اندیشہ تھا کہ وہ کہیں اس کو دبا نہ بیٹھیں مگر اس کے خالی ہو جانے سے یہ اندیشہ دُور ہوا۔

قتل کے لئے سازش کرنیوالونکی سزا کا حال

۱۴ جنوری ۱۸۵۸ء کی شام کو میلاس اور سنی نے فرانس کے شہنشاہ کے قتل کرنے کا قصد کیا جو یادگار رہے گا۔ یہ شخص اٹلی سے جلاوطن ہو کر انگلینڈ میں رہتا تھا وہ سپاہیانہ وجاہت رکھتا تھا انگلینڈ میں بہت لوگ اس کو جانتے تھے اور اس کے دوست تھے وہ یہ چاہتا تھا کہ اٹلی کو آسٹریا کی اطاعت سے آزاد کرائے اور یہ مطلب اس کا جب تک حاصل نہیں ہو سکتا تھا کہ شہنشاہ فرانس کو ٹھکانے نہ لگائے پس اس نے ۱۴ جنوری کو جب پیرس میں شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر اوپیرا ہوس کے دروازہ پر پہنچے ہیں تو

اُن کی گاڑی میں تین بمب کے گولے پھینکے گئے جو ناشپاتی کی شکل کے بارود سے بھرے ہوئے تھے۔ یہ گولے پھٹے اور انہوں نے بہت آدمیوں کو مجروح و مقتول کیا۔ ان گولوں کے اتنے ٹکڑے اُڑے کہ دس آدمی مرے اور ۱۵۶ آدمی زخمی ہوئے۔ شہنشاہ فرانس اس صدمہ سے ایسا ڈرا کہ آئندہ اس نے ارادہ کیا کہ اٹلی کے معاملات سے دست بردار ہو۔ ارسنی اور ایک اور آدمی کو پھانسی ملی اور دو آدمی دائم الحبس ہوکر جلاء وطن کئے گئے۔ اہل فرانس نے انگلینڈ سے درخواست کی کہ وہ ایسی سازش کرنے والوں کے لئے انسداد کرے۔ لارڈ پامرسٹون نے قتل کی سازش کرنے والوں کی سزا کا بل پیش کیا جس کا منشا یہ تھا کہ جو انگریزوں کی قلمرو میں غیر ملکوں کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کے قتل کرنے کے لئے سازش کریں اُن کو سزا دی جائے۔ اس وقت بعض انگریزوں کو بعض فرانسیسی برا کہہ رہے تھے کہ وہ قاتلوں ملاذ و ماوے ہیں اُن پر شہنشاہ فرانس کو حملہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے یہ بل پاس نہ ہوا اور لارڈ پامرسٹون نے وزارت سے استعفا دیدیا۔ لارڈ ڈربی کی وزارت کا آغاز ہوا۔ اس بل کے پاس نہ ہونے سے انگلینڈ اور فرانس دونو خوش ہوئے اُن میں جو رنجش ہوگئی تھی وہ دور ہوگئی پھر دونوں آپس میں دوست ہوگئے۔

یہودیوں کا ممبر پارلیمنٹ ہونا

لارڈ ڈزریلی کامنس ہوس کے پیشوا تھے انہوں نے کوشش کی کہ پارلیمنٹ میں یہودی داخل کئے جائیں۔ یہودیوں کو عیسائی مذہب کے موافق حلف اُٹھانے سے انکار تھا اور پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے بموجب قانون کے عیسائی مذہب کے موافق حلف اُٹھانا ضرور تھا۔ اس وزارت میں اس باب میں بحث ہو ہوا کر یہ ایکٹ پاس ہوگیا کہ یہودی پارلیمنٹ میں شریک ہوں اور اس ایکٹ کے بموجب بیرن روتھچائلڈ ایک یہودی لنڈن کی طرف سے کامنس ہوس کا ممبر مقرر ہوا۔ یہودیوں کے لئے حلف کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوا۔

جزائر آئی اونیا

سر اڈورڈ لٹن کولونیز (نوآبادیاں) کے سکریٹری مقرر ہوئے انہوں نے برٹش کولمبیا کی بنیاد ڈالی

اور مسٹر گلیڈسٹن کو جزائر آئی اونیا میں بھیجا۔ یہ سات جزیرے تھے ان میں سلطنت جمہوری تھی اور برطانیہ اعظم اُن کی محافظ تھی اور اُس کو اختیار تھا کہ وہ اپنی سپاہ کی چھاؤنیاں یہاں ڈالے ان میں دنگے فساد مچ رہے تھے جن کے مٹانے کے لئے مسٹر گلیڈسٹن وہاں گئے۔ انھوں نے اہل آئی اونیا کو سمجھایا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ انگلینڈ اور اُن کے درمیان مصالحت کراؤں۔ ان کو انگلستان سے آزاد کرنے کے لئے نہیں آیا عام لوگ یہ چاہتے تھے کہ گریس کے ساتھ یہ جزائر شامل ہو جائیں انگلینڈ کی محافظت سے چھوٹ جائیں۔ لارڈ جان رسل نے جزائر آئی اونیا کو گریس کی سلطنت کے حوالہ کر دیا۔

اٹلی کی آزادی کے لئے جنگ ۱۸۵۹ء

۱۸۵۹ء میں جب دوبارہ پامرسٹن کی وزارت کا آغاز ہوا تو اٹلی میں ایک ہنگامہ جنگ برپا تھا اہل اٹلی کو یقین تھا کہ جب تک آسٹریا کے قبضے میں لمبارڈی اور وینیشیا رہنگے ہم کو آزادی نہیں ہوگی ہر ریاست میں حکومت شخصی کی حمایت کیلئے آسٹریا کی سپاہیں موجود رہتی ہیں صرف سارڈنیا کے فرماں روا کوئنٹ وکٹر ملینوال کو اس پر اصرار ہے کہ آسٹریا کی مرضی کے برخلاف کونسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ قایم ہو وکٹر بڑا سچا ایمان دار دانشمند مدبر تھا کل اہل اٹلی اس کو ادب و عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اہل آسٹریا کو خارج کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کو پولی ٹکل اختیارات حاصل ہوں۔ اب یہ ظاہر تھا کہ کل اٹلی میں کیا حکومت شخصی ہو یا کونسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ ہو لیکن کونسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ تو سارڈنیا میں بھی قایم نہیں ہو سکتی تھی اگر آسٹریا نہ نکالا جائے اور حکومت شخصی بھی نہیں قایم ہو سکتی تھی جب تک کہ سارڈنیا کی سلطنت بالکل غارت و تباہ نہ ہو۔ ۱۸۵۸ء میں سارڈنیا کے مدبر وکٹر نے فرانس کے شہنشاہ نپولین کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ اٹلی سے آسٹریا کو لڑ کر خارج کر دے۔ اہل انگلینڈ کی مرضی یہ نہ تھی کہ لڑائی ہو۔ ۱۸۵۹ء میں فرانس کی سپاہ کوہ الپس کے پار شہنشاہ لے گیا۔ تاکہ اہل سارڈنیا کی اعانت کرے۔ اس لیئے لڑ لگئی۔ بارما۔ موڈنیا اور سٹیس اوف چرچ کے شمالی حصوں سے حکمرانوں کو نکال دیا اور کوئنٹ وکٹر کی سپاہ کو اپنے ساتھ بلایا اور ان سپاہیوں نے ملکر اہل آسٹریا کو میجنٹا اور سولفرینو میں شکستیں دیں اور شاہ سارڈنیا اور شہنشاہ فرانس میلان میں داخل ہوئے۔ مگر زوریچ میں صلح ہو کر یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ لڑائی ختم ہوا اور میلان وکٹر کو دیا جائے مگر وینیشیا آسٹریا

کے پاس رہے مگر اہل اٹلی نے اس کو منظور نہیں کیا۔

سنہ ۱۸۶۰ میں نامور جرنیل گاری بالڈی نے جزیرہ سسلی پر حملہ کیا انگریز بھی اس کے ساتھ ہو کر لڑے اور چند ہفتوں میں سسلی و نیپلز کو سوائے گاآئٹا کے فتح کر لیا یہ مہم شہر نیپلز میں جا کر ختم ہوئی اور اس کا انجام یہ ہوا کہ اطالیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں سب مٹ گئیں۔ اور وکٹر امینوال وہاں کا بادشاہ ہو گیا مگر اس پر بھی گاآئٹا جہاں بادشاہ نیپلز نے آخری مقابلہ کیا تھا۔ کئی مہینے تک لڑتا رہا مگر ۱۳ فروری سنہ ۱۸۶۱ کو اس نے خود اپنے تئیں حوالہ کیا اب وکٹر کل اٹلی میں سوا وینیشیا کے جس میں آسٹریا کی سپاہ رہتی تھی حکمرانی کرتا تھا۔ روم اور اس کی نواح کے اضلاع کو پوپ کے لئے فرانس کی سپاہ تقاضہ نشین محفوظ و مامون رکھتے تھے۔

وولنٹیر سنہ ۱۸۵۹ و سنہ ۱۸۶۰ء

سنہ ۱۸۶۰ میں لارڈ رسل نے ایک ریفورم بل پیش کیا۔ ملک نے اس کی کچھ پروا نہ کی لارڈ رسل نے بھی اس پر اپنا بڑا زور نہ ڈالا بل کو واپس لے لیا۔ معاملات ملکی میں اُلٹ پلٹ ہوتی رہی۔ نپولین نے جو ساوائے اور نائس پر قبضہ کیا تو اس کے سبب سے یہ ترددات پیدا ہونے لگے کہ اس کو جو آسٹریا میں فتحیابی ہوئی ہے وہ پرشیا اور انگلینڈ کے شکست دینے کا ارادہ نہ کرے نوجوانوں نے اپنے تئیں وولنٹیروں میں بھرتی کرانا شروع کیا۔ لارڈ ڈربی کی وزارت تھی لارڈ پامرسٹن نے بھی اس تحریک میں تائید کی ہر پرگنے میں وولنٹیروں کی جماعتیں بھرتی ہوئیں کہ وہ انگلینڈ کی سپاہ کا ایک مستقل حصہ ہو گئیں اور ہر وولنٹر کا چہرہ لکھا جانے لگا۔

فرانس کے ساتھ تجارت کے باب میں عہدنامہ سنہ ۱۸۶۰ء

نپولین انگلینڈ سے جھگڑا کرنا نہیں چاہتا اور بہت سے ایسے موقع پیش آئے کہ ان دونو قوموں میں یگانگی اور اتحاد رہا۔ نپولین نے انگلینڈ اور فرانس کے درمیان تجارت کے باب میں وہ عہد و پیمان کرلئے جو کوبڈن نے پیش کئے اور مسٹر گلیڈسٹن نے پڑتال کر کے اس کی تائید کی وہ پیل کی آزادی تجارت کے اصول کی تکمیل کے درپے تھے سنہ ۱۸۶۱ میں تجارت کے عہدنامہ پر دستخط

ہوئے کہ انگریزی اسباب و مال جو فرانس میں داخل ہو ان پر خفیف سا محصول لیا جائے اور فرانسیسی شراب اور اشیاء تجارت انگلستان میں آئیں اُن پر خفیف محصول لگایا جائے اس باب میں انگلینڈ اور فرانس کی رایوں میں یہ فرق تھا کہ انگلینڈ میں تو سارے ملک کی ملاسئے آزادی تجارت کی تھی اور فرانس میں صرف شہنشاہ کی رائے آزادی تجارت کی تھی فقط اسی کی رائے کے زور سے برخلاف اہل ملک کی رائے کے یہ عہدنامہ ہوا تھا اسی سبب سے جب شہنشاہی قوت کا زوال آیا تو اہلِ فرانس نے اوّل ہی موقع پاکر تجارت کے معاہدہ کو جس کی وہ کچھ قدر قیمت نہیں جانتے تھے توڑ دیا۔

امریکہ میں آپس کی لڑائیاں سنہ ۶۰ و ۶۱ و ۱۸۶۲ء

سنہ ۱۸۶۰ میں فرانس کے ساتھ عہدنامہ پر دستخط ہوئے تھے کہ امریکہ کی یونائیٹڈ سٹیٹس میں ایسی واردائیں وقوع میں آئیں جن کے سبب سے انگلینڈ کو بڑی سختی و زحمت اُٹھانی پڑیں جنوبی سٹیٹس میں لاکھوں حبشی غلام تھے جو روئی اور شکر پیدا کرتے تھے اس لئے اِن کا نام بھی غلام سٹیٹس تھا اور شمالی سٹیٹس میں کسی قسم کے غلام نہ تھے اِن کا نام آزاد سٹیٹس تھا وہ نہایت خوشحال و سرسبز تھیں اور غلام سٹیٹس تنزل کی حالت میں تھیں۔ غلاموں کے حاکموں کو یہ اُمید تھی کہ وہ نئی نئی زمینوں میں غلاموں کو لے جاکر کاشت کراکے اپنے تئیں آسودہ حال کر لینگے۔ آزاد سٹیٹس کے باشندے یہ نہیں چاہتے تھے کہ قدیمی غلام سٹیٹس میں غلامی موقوف ہو جائے۔ اور وہ قانوناً یہ خواہش بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر وہ کسی نئی سٹیٹس میں غلامی کا متحمل ہونا نہیں چاہتے تھے۔ سنہ ۱۸۶۰ میں ابراہام لنکن پریسیڈنٹ منتخب ہو کر مقرر کیا گیا کہ وہ اس مشکل کو سہل کرے۔ اس پر غلام سٹیٹس نے اپنے تئیں شمالی سٹیٹس سے علیحدہ ہو کر اعلان کیا کہ ہم آزاد ہیں۔ اور اپنا نام کون فیڈریٹ سٹیٹس رکھا۔ آزاد سٹیٹس اور سٹیٹس کو شامل کرکے اپنے تئیں یونائیٹڈ سٹیٹس کہتے تھے اُنھوں نے یہ کہا کہ کون فیڈریٹ سٹیٹس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ یونائیٹڈ سٹیٹس سے یونین یعنی متحد ہونے کو چھوڑ دیں وہ مجبور کی جائینگیں کہ پھر یونین (متحد ہونے) میں شامل ہوں۔

سنہ ۱۸۶۱ میں ان دونوں فریقوں میں سخت لڑائی شروع ہوئی۔ اس جنگ کے باب میں انگریزوں کی مختلف رائیں تھیں۔ اکثر انگریزوں کی اعلےٰ جماعتوں کی رائیں جنوب والوں کی رائیوں کے ساتھ متفق تھیں اور کاریگر زیادہ تر شمال کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے۔ سنہ ۱۸۶۱ کے آخر میں کون فیڈریٹ گورنمنٹ کے دو ایجنٹ می سون اور سلائی یوروپ کو انگریزی جہاز ٹرنٹ میں بیٹھ کر روانہ ہوئے کہ وہ انگریزوں اور فراسیسوں سے دوستانہ امداد کی درخواست کریں اُن کو یونائٹیڈ سٹیٹس کے جنگی جہازوں کا کپتان انگریزی جہاز میں سے گرفتار کر کے لے گیا یہ حرکت اِس کی انٹرنیشل قانون کے برخلاف تھی۔ کہ کوئی قوم کسی ایسے جہاز پر سے جو کسی لڑائی میں شریک نہ ہو آدمیوں کو گرفتار کر کے لے جائے۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ حجت پیش کر کے کہا کہ اگر یونائٹیڈ سٹیٹس گرفتار شدہ ایجنٹوں کو واپس نہ کرے گی تو لڑائی شروع ہو گی۔ یونائٹیڈ سٹیٹس نے فوراً ایجنٹوں کو حوالہ کر دیا۔ اور اقرار کیا کہ ہمارے افسروں نے غلطی کی بس دونو قوموں میں جو رشتہ برادری رکھتی تھیں ہنگامہ جنگ برپا ہوتے ہوتے رہ گیا یہ دونوں قوموں کی خوش نصیبی تھی۔

یونائٹیڈ سٹیٹس نے ابتداء جنگ سے جنوبی بندرگاہوں کو بند کر دیا تھا۔ بہت سے انگریزی سوداگروں نے دُخانی جہاز بنائے کہ وہ ان بیڑوں کے درمیان گذریں جنہوں نے بندروں کو بند کر رکھا ہے۔ اور کون فیڈریٹس پاس اپنا اسباب لے جا کر بیچیں اور اُس کی عوض میں روئی خریدیں۔ کون فیڈریٹ پاس سامان بحری نہیں تھا وہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ ہمارے دشمنوں کے تجارتی جہازوں پر حملہ کیا جائے۔ انہوں نے حکم دیا کہ ایک دُخانی جنگی جہاز برکس ہیڈ میں انگریزی جہاز بنانے والے تیار کریں جب یہ جہاز تیار ہو کر سمندر میں چلا تو اس کا نام الباما رکھا گیا۔ اس نے بہت سے تجارتی جہازوں کو گرفتار کر کے جہازوں کو ڈبو دیا اور ان کے قیمتی اسباب کو اور جہازوں میں اُتار لیا۔ اس حرکت پر اہل امریکہ کو بڑا غصہ آیا اور یہ امر قرار پایا کہ برٹش گورنمنٹ کو چاہیئے تھا۔ کہ الباما کو پہلے اس سے گرفتار کرتے کہ وہ سمندر میں ڈالا گیا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک جنگی جہاز تھا جو مناسب نہ تھا کہ وہ اس بندر سے چلتا جو فریقین میں سے کسی کا طرفدار نہ تھا۔ برسوں کے بعد برٹش گورنمنٹ کو اہل امریکہ کو ان نقصانوں کا

معاوضہ دینا پڑا جو اس جہاز کے سبب سے اِن کا ہوا تھا۔ یہ گورنمنٹ کی بدنظمی اور غفلت تھی کہ اس جہاز کو سمندر میں چلنے دیا۔

روئی کا قحط ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۴ء تک

اس عرصہ جنگ میں انگلستان کے شمالی حصہ میں امریکہ سے روئی کے نہ آنے کے سبب سے بڑی مصیبت آئی۔ کیوں کہ جنوبی بنادر بند تھے۔ لیکن شہر میں روئی کے ملوں کے چلنے کا بالکل مدار امریکہ کی روئی کے آنے پر تھا۔ بند بندروں سے اگر روئی آئی بھی تو وہ ملوں کی ضرورت سے بہت کم تھی۔ مصر اور ہندوستان سے روئی منگانے کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں سے جو روئی آئی وہ اچھی نہ تھی اور اس کی مقدار بھی ملوں کے لئے کافی نہ تھی اس لئے ملیں کیا تو بند ہوگئیں جو چلتی تھیں تو ہفتے میں چند گھنٹے۔ ہزاروں آدمی بیکار رہتے سے بھوکے مرنے لگے۔ روئی کے قحط سے وہی تکلیف ہوئی جو روٹی کے قحط سے ہوتی۔ مصیبت کے مارے قحط میں مصیبت ہی پر صابر نہ تھے بلکہ اس کے ساتھ یہ انسانیت بھی رکھتے تھے کہ شمالی سٹیٹس کو برا اس سبب سے نہیں کہتے تھے۔ کہ انہوں نے بندرگاہوں کو بند کر کے اُن پر یہ بلاؤں کی جھڑی لگائی ہے۔ اُن کا یہ ایمان و یقین تھا۔ کہ غلاموں کا رکھنا گناہ و جرم ہے۔ شمالی سٹیٹس کی فتحیابی سے امریکہ میں غلامی کا نام نہیں رہے گا۔ اس لئے انہوں نے صبر کے ساتھ چپ چاپ مصیبت کو جھیلا اور کبھی یہ قصد نہیں کیا کہ وہ غلامی کی امداد کریں جس پر وہ دل سے تبرا بھیجتے تھے۔

امریکہ کی سول وار کا خاتمہ ۱۸۶۴ء

۱۸۶۴ء میں شمال والوں کو کامل فتحیابی حاصل ہوئی اور لڑائی ختم ہوگئی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس کے کل ملک میں غلامی بالکل مٹ گئی۔ فتحمندوں نے مفتوحین پر ایسا رحم کیا کہ اُون کو اپنا بن داموں کا غلام بنا لیا۔ اور اس کا اثر انگلش پولیٹیکس پر بھی پڑا کہ جمہوری گورنمنٹ بھی دردناک اِمتحانوں میں رحم کرتی ہے اور اپنی مضبوطی دکھاتی ہے۔

لارڈ پامرسٹون کے آخر ایام

انگلینڈ میں لارڈ پامرسٹوں کو بہت زیادہ آدمی پسند کرتے تھے۔ وہ بڑے اولوالعزم خوش مزاج عالی ہمت بلند فکر تھے اپنی قوم کی بہادری کو ایسا دکھایا کہ وہ کسی سے دبی نہیں اب ان کی عمر اسی برس کی تھی وہ قدیم نظام کو کافی جانتے تھے۔ مسٹر گلیڈسٹن نے اپنے جد وجہد و مالی کامیابی سے ایسے اختیارات حاصل کر لئے تھے کہ پامرسٹن کے بعد وہی صاحب اختیار سمجھے جاتے تھے انہوں نے کامنس ہوئس میں ریفورم بل پیش کیا ۱۸۶۵ء میں ایک نئی پارلیمنٹ منتخب ہوئی اس کے پہلے اجلاس سے پہلے ۱۵ اکتوبر ۱۸۶۵ء کو لارڈ پامرسٹن نے انتقال کیا وہ اپنے آخر دم تک چیتی چالاکی و مستعدی سے کام کرتے رہے مگر اب وقت ایسا آگیا تھا کہ اس میں کام ایسے پیش ہوتے تھے کہ اُن کے سرانجام کرنے کے لئے جوان ہاتھوں اور دماغوں کی ضرورت تھی۔

لارڈ رسل کی وزارت ۶۵ و ۱۸۶۶ء

لارڈ پامرسٹن کی جگہ لارڈ رسل وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اور مسٹر گلیڈسٹن کامنس ہوئس کے پیشوا و رہنما بنے جب ۱۸۶۶ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو ریفورم بل پیش ہوا۔ کامنس ہوئس میں اکثر ممبر ریفورم بل کی پرواہ نہیں کرتے تھے گو اُس نے اس بل کو پھینک نہیں دیا مگر لبرل فرقہ نے اس پر بہت اعتراض کئے اور اس پر مباحثے کرنے میں اپنا وقت بہت ضایع کیا اور آخر کو وزارت نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہوئس کامنس یہ نہیں چاہتا کہ اس بل کو پاس کرے اس پر وزارت نے استعفا دیدیا تاکہ معلوم ہو کہ وزارت کو اس بل کی ایسی پرواہ ہے کہ اس کے نامنظور ہونے پر اُس نے اپنے عہدہ سے دست برداری کی۔

لارڈ ڈربی کی تیسری دفعہ وزارت ۶۶ و ۱۸۶۸ء

تیسری دفعہ پھر لارڈ ڈربی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ اور ڈزرئیلی وزیر مال۔ جس کو یہ یقین تھا کہ ریفورم بل آئندہ ضرور پاس ہوگا۔ وہ کامنس ہوئس کے پیشوا بنے جلد یہ امر ظاہر ہو گیا کہ اگرچہ

کامنس ہوئس ریفورم بل کی پروا نہیں کرتا مگر کاریگروں کو اس کی بڑی پروا ہے شمال میں شہر و قصبوں میں اس بل کے واسطے اُنکی میٹنگ کیثر الہجوم بڑی گرم جوشی کے ساتھ ہوتی تھیں۔ گورنمنٹ نے منع کیا کہ لنڈن میں ہائیڈ پارک میں کوئی میٹنگ نہ ہونے پائے۔ مگر جب بھیڑ نے دیکھا کہ پارک کے دروازے بند ہیں تو وہ اُس کے جنگلے کو توڑ کر اندر گھس گیا۔ لارڈ ڈزریلی نے اپنی تیز فہمی سے دریافت کر لیا کہ ملک بغیر ریفورم بل پاس کرائے نہیں رہے گا۔ تو وہ اُس کے خود مہتمم بن گئے ۱۸۶۷ء کے اجلاس میں انہوں نے بہت سے ایسے رزولیوشنوں کا ایک تانتا باندھ دیا کہ جس پر ریفورم بل کا پاس ہونا مبنی تھا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ کامنس ہوئس چاہتا ہے کہ اصل مسودہ قانون پیش ہو تو اُنہوں نے قانون کا مسودہ تیار کیا جب کامنس ہوئس اس مسودہ سے خوش نہ ہوئی تو اُس نے مسودہ کو واپس لے کر دوسرا مسودہ جو پہلے مسودہ سے جدا تھا تیار کیا۔ تین وزیروں نے یہ سمجھ کر اس بل میں سلطنت جمہوری کا پر تو زیادہ تر نظر آتا ہے استعفا دیدیا جب وہ کامنس ہوئس میں گیا تو اور بھی وہ سلطنت جمہوری کا ہمرنگ ہو گیا تھا۔ بل کی آخر صورت یہ تھی بورڈ (پرگنہ) میں جو شخص کوئی ریٹ (محصول) دیتا ہے وہ ووٹ دینے کا مستحق ہے اور شہروں و قصبوں میں جو شخص دس پونڈ کرایہ دیتا ہے اور سال بھر تک اُسی کرایہ کے مکان میں رہتا ہے وہ ووٹ دینے کا مستحق ہے اور دہات میں جو شخص ۱۲ پونڈ لگان دیتا ہے ووٹ دینے کا مستحق ہے اور پرانے قاعدے کے موافق جو شخص چالیس شلنگ کی معافی یا زمیداری رکھتا ہے وہ بھی ووٹ دینے کا مستحق ہے حاصل یہ ہے قصاب و شہروں میں کاریگروں کو پارلیمنٹ کے لئے ممبروں کے انتخاب کرنے میں ووٹ دینے کا اختیار حاصل ہوا جس کے سبب سے اُن کو انتظامات ملکی میں دخل ہو ۱۸۶۸ء میں اسی اصول کے موافق آئرلینڈ و سکوٹ لینڈ میں ریفورم ہو گئی اور سیٹ دوبارہ تقسیم ہوئیں۔

کاغذ و اخباروں پر محصول کی موقوفی

اخباروں پر محصول بار بار کم و بیش ہوتا رہتا تھا۔ ابتدا صدی میں ہر اخبار پر چار پنس محصول تھا ۱۸۳۶ء میں وہ گھٹ کر ایک پنس رہ گیا۔ سرخ ٹکٹ ایک پنس کا ہر اخبار پر لگتا

تھا۔ سوا اس کے ہر اشتہار پر جو اخبار میں مشتہر ہوتا تھا۔ چھ پنس یا اس کے قریب محصول لیا
جاتا تھا۔ پھر آخر کو کاغذ پر بھاری محصول لگ گیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اخبار ایسے گراں قیمت
ہوگئے کہ اُن کو دولت مند ہی خرید کر پڑھ سکتے تھے یا کلب میں بہت سے آدمی شریک
ہوکر اُن کو خریدتے اور باری باری سے اُن کو پڑھتے تھے۔ اور جس کے پاس سب سے پیچھے
اخبار رہ جاتا تھا وہ اخبار کا مالک ہوجاتا تھا۔ یہ معاوضہ اس کو اس بات کا ملتا کہ اس کو سب سے
پیچھے خبریں ملتیں۔ آخر کو اُن محصولوں میں تخفیف ہوئی اور اشتہاروں پر محصول بالکل
موقوف ہوا مسٹر گلیڈسٹن کی حسن سعی سے کاغذ پر محصول معاف ہوگیا جس کے سبب سے اخبار
ارزاں بکنے لگے۔ پہلے گراں محصول اس لئے لگائے جاتے تھے کہ بدخواہ اخبار زیادہ نہ جاری ہونے پائیں

نیوزی لینڈ و شانٹی و جاپان وغیرہ میں لڑائی جھگڑے

لارڈ پامرسٹن کی رائے یہ تھی کہ انسان لڑنے والا اور جھگڑنے والا حیوان ہے اسی رائے پر انہوں
نے عمل کیا کہ اُن کے نزدیک کوئی تدبیر ملکی اس سے بہتر نہ تھی کہ ملک کو ایسی حالت میں رکھا
جائے کہ جب کوئی اُس پر حملہ کرے تو وہ اُس کے مقابلہ کے لئے تیار رہے انگلستان کو نیوزیلینڈ
سے اپنے ہی معاملات میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ نیوزیلینڈ میں ایک فساد برپا ہوا شمالی جزیرہ
میں آک لینڈ کے قریب ایک قوم ویکاٹوس رہتی تھی اُس نے ان لوگوں کی مزاحمت کی جو
نقل مکان کر کے یہاں آنکر آباد ہوئے تھے۔ یہی بات بہت جلد ماوری کے باشندوں کی
سرکشی ہوگئی۔ ماوری ایک عجیب عاقل قوم تھی۔ وہ دونوں صلح و جنگ کے فنون سے ماہر
تھی۔ اِن میں علم کا ایک فن ایسا تھا کہ جس کے سبب سے ہر متنفس ان کا لکھ پڑھ سکتا تھا
بہت سے اِن میں فصیح بیان تھے۔ اور بہت سا ڈپلومیٹک ہنر اپنا ظاہر کرتے تھے۔ وہ انگریزوں
سے اچھی طرح لڑے۔ کہ انگریزوں کو اُن کے دہات کے قبضہ کرنے میں الٹا ٹنا اور نقصان
اُٹھانا پڑا۔ مگر آخر کار ماوروں کو شکست ہوئی زمین کی بابت اصل باشندوں اور انگریزوں
میں جو اپنا وطن چھوڑ کر آباد ہوئے تھے۔ پرانا جھگڑا چلا آتا تھا۔ اب وہ از سر نو تازہ ہوا۔
یہ ایک پرانی کہانی تھی کہ انگریز اپنی زمین کے بڑھانے کے شوقین تھے اور اصلی باشندوں

کو اس پر حسد تھی کہ زمین اُن کے قبضے سے نکلی جاتی تھی پارلیمنٹ میں اس باب میں
مباحثہ پیش ہوا۔ نیوزیلینڈ کی جماعت مقننہ نے ایکٹ پاس کیا جس کے موافق اصلی باشندوں
کی نوے لاکھ ایکڑ زمین پر انگریزوں نے قبضہ کرلیا اور کولونی کی گورنمنٹ کو گرفتار کرکے اور
قید کرکے انگریزوں کو بالکل خودمختار کیا۔ اور گورنمنٹ نے اپنی ضمانت پر ایک کڑوڑ روپیہ
انگریزوں کی مدد کے لیئے جو وہاں تارک الوطن ہوکر آباد ہوئے تھے قرض لیا کہ وہ اچھی طرح
سے اصلی باشندوں سے لڑیں مگر جو اس لڑائی میں خرچ ہوا اس کو اپنے پاس سے ادا کریں۔
افریقہ کے گولڈ کوسٹ میں بھی گورنمنٹ کو تکلیف اُٹھانی پڑی۔ شاہ اشانٹی کے کچھ غلاموں
نے انگریزی قلمرو میں پناہ لی تھی۔ کیپ کوسٹ کولونی کا گورنر غلاموں کو شاہ کے حوالہ کرنا
نہیں چاہتا تھا۔ سنہ ۱۸۶۳ کے موسم بہار میں شاہ نے انگریزوں کو دھمکیاں دیں اور اُن کی
سرحد پر چالیس میل کے فاصلہ پر چڑھ کر آیا۔ گورنر انگریزی نے یہ سمجھ کر کہ وہ لڑنے کے لیئے
سر پر چڑھا آتا ہے اس کے مُلک میں اپنی سپاہ کو چڑھایا۔ موسم نہایت برا تھا۔ آب و ہوا
ایسی خراب تھی کہ وبا پھیل رہی تھی جو سپاہ کہ ویسٹ انڈیا سے وہاں بھیجی گئی تھی وہ
اُس کی متحمل نہیں ہوئی اور وہاں مکھیوں کی طرح مرنے لگی اس لیئے اس بُری تدبیر کو چھوڑ دیا
جاپان میں ایک فساد پیدا ہوا کہ برٹش رعایا میں سے مسٹر رچرڈسن جاپان میں انگریزوں کی
بستی میں ستمبر سنہ ۱۸۶۲ میں اُس سڑک پر مارا گیا تھا جو بموجب عہدنامہ کے انگریزوں کی آمدورفت
کے لیئے مقرر ہوئی تھی۔ اس شہزادہ کو سٹ سوپا کے آدمیوں نے مارا تھا۔ یہ شاہزادہ جاپان
کی گورنمنٹ میں اپنا حصہ رکھتا تھا جاپان کے شہزادوں میں جلیل القدر تھا۔ جاپان کی
گورنمنٹ سے اور اس شاہزادہ سے انگریزوں نے کہا کہ ایک کڑوڑ روپیہ تاوان کا دے
اور معافی مانگے شاہزادہ سٹ سوپا سے دو لاکھ پچیس ہزار روپیے طلب کیئے تھے
اور قاتلوں کے لیئے سزا دینے کی درخواست کی گئی تھی۔ جب سٹ سوپا نے نہ روپیہ دیا
نہ قاتلوں کو سزا دی تو سنہ ۱۸۶۳ میں کرنیل نیل نے جو جاپان میں انگریزوں کے معاملات کا
مختار تھا امیر بحر کوپر کو لکھا کہ وہ انگریزی بیڑے کو سٹ سوپا کی دارالسلطنت کاگوسیما پر
لے جائے تاکہ شہزادہ انگریزوں کے کہنے کے موافق عمل کرے جب بیڑا آیا تو کاگوسیما

کے قلعوں نے اس پر گولہ باری کی۔ انگریزوں نے شہر پر گولوں کا مینہ برسا کر اس کو بھسم کر دیا۔ عورتیں بچے شہر میں سے باہر چلے گئے تھے اِس لئے اس میں جانیں کم تلف ہوئیں آخر کاسٹ سویا نے اطاعت اختیار کی اور انگریزوں کے حکم کی تعمیل کی۔

پولینڈ کے معاملات

مشرقی و مغربی جزائر نے معاملات میں انگلینڈ کو ایسی جوابدہیاں نہیں کرنی پڑیں جیسی کہ پولینڈ کے فسادات میں۔ روس کے سبب سے پولینڈ میں ایک فساد عظیم برپا ہوا انگلستان میں لوگ پولینڈ کو حق پر جانتے تھے اور روس کو اس کے برخلاف سمجھتے تھے۔ عہدنامہ وائنا کے موافق ساری سلطنتوں کو پولینڈ کے حقوق پر خیال کرنا پڑا۔ نپولین شہنشاہ فرانس اس شرط پر روسیوں اور پولینڈ کے باشندوں کے درمیان مصالحت کرانے پر آمادہ تھا۔ کہ انگلینڈ اس کے ساتھ ہو۔ لارڈ رسل نے پولینڈ کے باب میں ایک مراسلہ روس کو لکھا۔ روس نے چھ باتیں پولینڈ کے مصالحت کے لئے پیش کیں۔ لارڈ پامرسٹون نے انگلینڈ کے خیال کو پولینڈ کی طرف سے اُٹھا دیا۔ پھر کچھ فرانس اور انگلینڈ میں رنجش ہوگئی آخر سب کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ انگلینڈ نے پولینڈ کے معاملات میں مداخلت سے بالکل پہلو تہی کی اور ایسے ہی وہ ڈنمارک اور اہل جرمن کے باہمی فسادات میں خاموش رہا۔

جزیرہ جمیکا

لارڈ رسل کی وزارت میں اس جزیرہ کے فسادات سے انگلینڈ کو تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اس جزیرہ میں حبشیوں نے سرکشی کی جس کے رفع کرنے میں انگریزی سپاہ کو خونریزی کرنی پڑی۔ اس بغاوت کی تحقیقات کے لئے کمیشن مقرر ہوا۔ اس کے کمشنروں نے اپریل سنہ ۱۸۶۶ میں یہ رپورٹ بھیجی کہ حقیقت میں گورنمنٹ سے مقابلہ اس منصوبے کے لئے کیا گیا کہ زمین بغیر محصول ادا کرنے کے حاصل کی جائے اور ان کچہریوں سے نجات ملے جن میں باغیوں کی مرضی کے خلاف فیصلے ہوتے ہیں۔ بغاوت بہت جلد پھیل گئی مسٹر آئر نے

جس دانائی سے اس فساد کو رفع کیا قابل تعریف ہے مگر مارشل لا مدت دراز تک جاری رہا جس کے سبب سے سزائیں زیادہ تر ملیں پھانسیاں ناحق بہت آدمیوں کو ہوئیں تازیانہ زنی وحشیانہ کی گئی۔ اس فساد کا سرغنہ گورڈون تھا۔ اُس نے اپنی تحریر و تقریر سے اس آتش فساد کو بھڑکایا تھا

کنیڈا کے معاملات

۱۸۶۹ء کنیڈا کی قلمرو کی وسعت خلیج ہڈسن کی مُلک کے الحاق سے ہوئی۔ خلیج ہڈسن کی کمپنی کی چارٹر کی مدت ۱۸۶۹ء میں ختم ہوئی کولونیوں کے سکریٹری لارڈ گرین ویل تھے انہوں نے یہ تجویز پیش کی جو دونوں ہوئیں میں منظور ہوئی کہ کمپنی کو تین لاکھ پونڈ دیدئے جائیں اور ایسے مُلک لے لیا جائے اس پر کچھ لوگوں نے سرکشی کی۔ سرغنہ بغاوت لوس ریل تھا اس نے قلعہ گیری پر اور کمپنی کے خزانہ پر قبضہ کرلیا اور آبادی کی آزادی کا اعلان کردیا۔ کرنیل ولزلی نے جاکر بغیر اس کے کہ کسی کی نکسیر بھی پھوٹے ۲۳ اگست کو قلعہ گیری پر قبضہ کرلیا۔ اور زمین پر قبضہ ہوگیا۔ جس کا نام ضلع منی ٹوبا رکھا گیا۔ اس طرح شمالی کنیڈا میں انگریزی عملداری سمندر سے سمندر تک ہوگئی۔ شمالی امریکہ میں ۱۸۴۱ء میں برٹش آبادی ۱۵ لاکھ آدمیوں کی تھی اور اب پینتالیس ۴۵ لاکھ ہوگئی۔

جزائر آسٹریلیشیا

جزائر آسٹریلیشیا بھی کنیڈا کی سی عظمت رکھتے ہیں۔ آسٹریلیشیا میں پانچ کولونی الگ الگ ہیں۔ نیوساوتھ ویلز۔ وکٹوریہ۔ مغربی آسٹریلیا۔ جنوبی آسٹریلیا۔ اور کوینس لینڈ اور یہ سب اس ایک جزیرہ کے اضلاع ہیں جس کے برابر وسعت میں دُنیا میں کوئی جزیرہ نہیں۔ مجمع الجزائر آسٹریلیشیا میں نیوزیلنڈ اور طسمانیہ جدا جزائر ہیں۔ ان تمام جزیروں میں ری پریزنٹے ٹو گورنمنٹ ہے اور اس کے ساتھ جوابدہ منسٹر و بارلیمنٹری چیمبر ہے۔

اندرونی اور بیرونی فسادات و تکالیف

۱۶ر فروری ۱۸۶۶ء کو لارڈ رسل نے ہوئس آوف لارڈس میں بل پیش کیا کہ گورنمنٹ کا ارادہ

ہے کہ آئرلینڈ میں قیدی کی طلبی کے پروانے یا کسی شخص کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا ایکٹ منسوخ کیا جائے یہ بل ملکۂ معظمہ کی منظوری سے پاس ہو گیا۔ آئرلینڈ کے سبب سے بہت سی تکلیفات پیش آئیں۔ اس کے باشندے جو گورنمنٹ سے ناراض رہتے تھے اون کے حامی وہ اہل آئرلینڈ ہوئے جو امریکہ میں جا بسے تھے۔ یہ سب کے سب انگلستان کے دشمن جان تھے۔ اہل آئرلینڈ جب امریکہ میں جا کر بسے ہیں تو اوس وقت وہ لایق سپاہی و مدبر نہ تھے مگر امریکہ کی آپس کی لڑائیوں میں سپاہ میں بھرتی ہو کر بڑے سپاہی اور دانشمند ہو گئے تھے انہوں نے ایک مخفی اپنی سوسائٹی بنائی جس کے ہر ممبر کو فین این کہتے تھے۔ بحر اطلانطک کے دونوں طرف اس مخفی سوسائٹی کا زور ہوا اور امریکہ سے آئرلینڈ میں بہت سے سپاہی فنش آئرلش (اہل آئرلینڈ) آئے اور مارچ ۱۸۶۷ء میں آئرلینڈ میں ایک عام فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ مگر کئی روز تک رات دن برف کے طوفان ایسے آئے کہ باغیوں کو حرکت کی مجال نہ تھی۔ وہ برف میں دفن ہو گئے۔ وہ جا بجا پولس سے لڑے۔ کچھ گولیاں چھٹیں بہت سے آدمی گرفتار ہوئے۔ چند جانیں تلف ہوئیں۔ کچھ دنوں کے لئے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔ بعض فین این کے سرغنہ گرفتار ہوئے انہوں نے جوابدہی بڑی بہادرانہ کی۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم اپنے مقصد مقدس پر جان فدا کرنے کو تیار ہیں۔ ان میں سے کرنیل برک پر مئی ۱۸۶۷ء میں پھانسی کا فتویٰ دیا گیا۔ مگر بڑے بڑے معزز آدمیوں نے اس کی حمایت کر کے ملتوی کرا دیا۔ پھر لوگوں کو اس پر جرأت ہوئی کہ مین چسٹر میں حوالات کی رواں گاڑی میں سے دو فین این کو لوگ چھڑا کر لے گئے۔ اور ایک پولس کے آدمی کو مار گئے پانچ چھڑانے والے پکڑے گئے۔ تین کو پھانسی دی گئی دو رہا ہوئے۔ ۱۳ دسمبر کو جیلخانہ کلرکین ویل کے اڑانے کا ارادہ فین این نے کیا۔ جس میں اُن کے دو قیدی تھے یہ قیدی تو رہا نہ ہوئے مگر جیلخانہ کی دیوار جو باروت سے اڑائی تو اوس کے صدمہ سے چھ آدمی اوسی وقت مر گئے۔ اور چھ پیچھے مرے۔ اور ایک سو بیس آدمی زخمی ہوئے۔ اور جدا جدا فین این نے سازشیں کیں۔ سازش کرنے والوں کو قیدیں ہوئیں۔ اور پھانسیاں ملیں انگلستان کو یونین ٹریدس کی سوسائٹیوں کی سازشوں نے ان فین این کی سازشوں سے زیادہ تکالیف پہنچائیں۔ یہ سوسائٹی جو کوئی کاریگر اُن کی مخالفت میں سر اُٹھاتا۔ تو اس کے گھر میں آگ

لگا دیتے یا اُس کے دروازوں میں ایک کین سٹر باروت سے بھرا ہوا رکھ دیتے اور اس کو اُڑاتے یا اس کے بچھونے میں بعض مہلک کلیں رکھ دیتے۔ مجرموں پر ایسے مقدمات میں مشکل سے جرم ثابت ہوتا۔ اس لئے اکثر وہ سزا سے بچ جاتے۔ گورنمنٹ نے ایک کمیشن مقرر کر کے ٹریڈس یونین کی سازشوں کی تحقیقات کی۔ بعد تحقیقات او مباحثات کے اِس فساد کا انسداد ہو گیا۔ لارڈ ڈربی نے علالت طبیعت کے سبب سے استعفا دیدیا۔ لارڈ ڈزرئیلی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

بالٹ لایعنی ووٹ کاغذ پر لکھکر صندوق میں ڈالنے کا قانون

اس نئی پارلیمنٹ نے کے بی نٹ میں زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا۔ ممبرآن پارلیمنٹ پہلے ووٹوں کی کثرت سے مقرر ہوتے تھے۔ اِس پر یہ اعتراض ہوا کہ لوگ ووٹ دینے والوں کو رشوت دیکر یا اپنا کسی طرح کا دباؤ کام میں لاکر اپنے حق میں ووٹ بڑھا لیتے ہیں اس لئے یہ قانون جاری ہوا کہ لوگ اپنا ووٹ کاغذ پر لکھ کر ایک صندوق میں ڈال دیا کریں جس سے معلوم ہی نہ ہو کہ کس نے کس کے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح سے اِن کاریگروں کو ووٹ دینے میں آزادی ہو گئی۔ کہ وہ اپنے کار فرمائیوں کے لحاظ و ادب و خوف سے ووٹ نہ دیں۔ گورنمنٹ نے اپنا پرانا قاعدہ پر وگزی سے بھی ووٹ دینے کا موقوف کیا۔

ٹیلیگراف

گورنمنٹ نے دلیری کر کے تمام ٹیلیگرافوں کو اپنے قبضے میں کر کے پوسٹ آفس کے سپرد کر دیا اگرچہ تھوڑے دنوں اس طرح کام کرنے سے نقصان ہوا مگر پبلک کو یہ قاعدہ بہت پسند آیا وہ جاری رہا

جنگ ابی سینیا

مہم ابی سینیا کی کامیابی بھی ایک عجیب تاریخی واقعہ ہے۔ اس سرزمین میں ابتدائی عیسائی رہتے تھے۔ اور سینٹ مارق کی استخواں یہاں کے تبرکات میں موجود تھیں۔ اہل ابی سینیا ابھی

سلطنت کی اصل حضرت سلیمان کے عہد سے بتاتے ہیں کہ ملکہ شیبا اُن کے ملک میں سیر کو آئی تھیں۔ سنہ ۱۸۶۵ء میں تھیوڈر شاہ ابی سینیا نے برٹش رعایا کے آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ جن میں کپتان کیم بدون ملکہ معظمہ کے کونسل مسوواہ کے تھے۔ اور او ر افسر بھی تھے یہ سب اُس وقت مقید ہوئے کہ وہ انگلش گورنمنٹ کا کام کرتے تھے۔ اس لئے اون کے چھڑانے کے واسطے مہم کرنی پڑی۔ ان انگریزوں کے ساتھ جرمن کے مشنری مع بیویوں اور بچوں کے بھی گرفتار ہوئے تھے۔ چار برس سے یہ لوگ قید تھے۔ سنہ ۱۸۶۵ء میں لارڈ جیمس فورڈ نے ہوس اوف لارڈ کی توجہ اس طرف دلائی کہ بعض برٹش رعایا کی تھیوڈور بادشاہ والی ابی سینیا کے ہاتھ سے کیا دُردشا ہو رہی ہے۔ تھیوڈور غاصب سلطنت تھا۔ اس لئے خصایل میں وحشیانہ نیکیاں اور بدیاں موجود تھیں۔ وہ مغلوب الغضب بھی تھا۔ اور دوست بھی پکا و مستقل تھا۔ جیسے منطقہ حارہ میں گرج کی کیفیت ہوتی ہے۔ ویسی اُس کے مزاج کی تھی۔ کہ ابھی کڑک رہا ہے پھر خاموش ہے۔ گھڑی میں بھوت گھڑی میں ولی۔ مسودہ میں مسٹر پلوڈن کا جو پہلے کونسل تھے بڑا دوست تھا۔ مسٹر پلوڈن اس طرح مارے گئے تھے کہ وہ تھیوڈور کی اعانت ایک بغاوت کے فرو کرنے میں کرتے تھے۔ تھیوڈور نے اُن کے قتل ہونے کی عوض میں ستّو سے زیادہ باغیوں کو قتل کیا۔ مسٹر پلوڈن کی جگہ کپتان کیمرون کونسل ابی سینیا کے ہر حصہ کے لئے مقرر ہوئے۔ مسودہ ایک جزیرہ بحر احمر میں افریقہ کے کنارہ پر ہے۔ وہ ترکوں کی عملداری میں ہے وہ ابی سینیا کا کوئی حصہ نہیں۔ مصر سے جو لوگ ابی سینیا جاتے ہیں اُن کے جانے کا یہی دروازہ ہے۔ سنہ ۱۸۴۸ء میں مسٹر پلوڈن نے یہ عہد نامہ حاصل کر لیا تھا۔ کہ مسودہ میں ایک برٹش کونسل رہا کرے کہ وہ ابی سینیا میں انگریزی تجارت کی محافظت کیا کرے۔ مسٹر پلوڈن نے تھیوڈور کے ساتھ بڑی دوستی پیدا کر لی تھی۔ جس کے سبب سے انگلش کو ایک طرح کی تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے کپتان کیمرون کو ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ تھیوڈور کے جھگڑوں میں جو اُس کی رعایا کے ساتھ ہوں کسی طرح شریک نہ ہو۔ اور لارڈ جان رسل نے اس کو سمجھا دیا تھا۔ کہ ابی سینیا میں انگلش کا قایم مقام نہیں ہے۔ جس سے تھیوڈور کو یہ معلوم ہوا کہ انگلینڈ نے اپنی دوستی کو بدل ڈالا۔

جس کے سبب سے اُس نے یہ فساد برپا کیا کہ مشنریوں کو پکڑ لیا۔ کپتان کیمرون بہت ہوشیار نہ تھے۔ تھیوڈور کو اُن پر شبہ ہوا کہ وہ مصر سے سازش رکھتا ہے۔ تھیوڈور نے ملکہ معظمہ کو ایک خط لکھا کہ ترکوں کے برخلاف میری کمک کریں۔ بعض سببوں سے اس خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ ایک کہانی گھڑی گئی کہ تھیوڈور نے اپنی عالی ہمتی یہ دکھائی ہے کہ میں ملکہ انگلینڈ کا شوہر بنوں میں ملکہ شیبا کی اولاد میں سے ہوں اس لئے میں ملکہ کے شوہر ہونے کے لئے لیاقت رکھتا ہوں۔ غرض یہ تو تحقیق نہیں کہ یہ درخواست اس نے کی یا نہیں مگر انگلینڈ سے وہ ناراض ہو گیا اور سمجھا کہ میری تحقیر کی گئی۔ کہ میرے خط کا جواب نہ دیا۔ اس لئے برٹش رعایا جو اس کے ہاتھ لگی اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اُن کے پانوں میں بیڑیاں ڈال دیں اور مگڈلا میں جو پہاڑ پر اسکی دار السلطنت تھی مقید کر دیا۔ کرنیل کیرون بھی ان قیدیوں میں تھے یہ اُس کی غلطی تھی کہ وہ مسودہ سے ابی سینیا میں چلا گیا تھا۔

اب برٹش گورنمنٹ کو یہ دشواری پیش آئی کہ اگر وہ ابی سینیا پر مہم کرتی ہے تو اول اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھیوڈور قیدیوں کو مار ڈالے گا۔ اس لئے اول مصالحت کی تدابیر کی گئیں مسٹر سٹم اور دو انگریز ملکہ معظمہ کی طرف سے تھیوڈور پاس بھیجے گئے کچھ دنوں تک تو وہ اُن سے حیلہ بازی کرتا رہا پھر اُن کو بھی قیدیوں میں داخل کیا۔ آخر لارڈ سٹین لی نے تھیوڈور کو لکھا کہ تین مہینے کے اندر قیدیوں کو چھوڑ دے نہیں لڑائی شروع ہوگی۔ مگر یہ خط تھیوڈور کے ہاتھ میں کبھی نہیں آیا۔ گورنمنٹ نے بمبئی گورنر سر روبرٹ نے پیئر کو جو پیچھے لارڈ نے پیئر میگڈلا ہوئے اس مہم پر متعین کیا ۱۸۶۷ء میں جو پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اس میں رسد رسالی کے لئے ووٹ دئے گئے اور بمبئی سے سپاہ روانہ ہوئی۔ اس مہم کا اہتمام بڑی اچھی طرح عین وقت پر کیا گیا اس جنگ آرائی میں تو ذرا سی بھی دشواری نہیں پیش آئی مگر منزل پیمائی میں بڑی مشکلات پیش آئیں دھوپ سے جلنا پڑتا تھا پاؤں کو دس ہزار فیٹ بلند پہاڑوں پر چڑھنا ہوتا تھا اوپر سے بارش ہوتی تھی۔ ایسی حالتوں میں سامان رسد و سفر ساتھ لے کر چلنا بڑا صعب گذار تھا پھر وحشیوں کا مقابلہ اور ستاتا تھا۔ غرض یہ سفر سفر آخرت کی صورت رکھتا۔ بادشاہ تھیوڈور عداوت اور محبت کے درمیان لٹکتا تھا۔ کبھی قیدیوں پر ایسا مہربان ہوتا تھا کہ شراب کی بوتل

لاکر اُن کو پلاتا اور آپ پیتا۔ کبھی قیدیوں کو اپنی قہر کی آنکھیں ایسی دکھاتا کہ ابھی مار ڈالیگا اس کو اہل ابی سینیائی لڑنے کی طاقت پر بڑا بھروسا تھا۔ کبھی وہ اپنی الوالعزمی کو ظاہر کرتا تھا کہ حملہ آوروں سے لڑونگا کبھی اُس کا دل اس سے دھلا جاتا تھا کہ انگریزی لشکر اس کے قریب چھاتی پر چڑھا آتا ہے۔ اپریل ۱۸۶۸ء میں میڈلا کے سامنے مسٹر روبرٹ نے پیر آیا اور ۱۰ اپریل کو وہ ایک لڑائی ایسی لڑا جیسی کہ بعض اوقات ریل وے ٹرین پر جب وہ اپنی پوری حرکت کر رہی ہو کوئی سانڈ حملہ کرے اہل ابی سینیا نے بہادری اور جوش سے حملہ کیا مگر انگریزی ہتیاروں نے سب کو ہلاک کیا پانچسو اہل ابی سینیا کو مار ڈالا۔ اور پندرہ سو کو زخمی کیا انگریزی لشکر میں ایک سپاہی بھی نہیں مارا گیا۔ اونیس سپاہی زخمی ہوئے تھیوڈور نے صلح کرنی چاہی اور کل قیدیوں کو انگریزی لشکر میں بھیجدیا مگر خود اُس نے اپنے تئیں نہیں حوالہ کیا اس لئے سر روبرٹ نے پیر نے اُس کے قلعہ میگڈ لا پر حملہ کیا وہ ایسا ڈھلان پہاڑوں کے اندر تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ اس کے اوپر بلی بھی سوائے دو مقاموں کے نہیں چڑھ سکتی تھی۔ جن میں سے ایک مقام شمال میں تھا دوسرا جنوب میں ان مقامات پر تنگ راہیں قلعہ تک جاتی تھیں۔ شمالی جانب سے حملہ ہوا سپاہ بہت دقتیں اور دشواریاں اٹھاتی ہوئی دروازہ تک چڑھی۔ اور میگڈ لا کو لے لیا۔ دروازہ کے اندر تھیوڈور کا جسم مُردہ پڑا تھا اُس نے خودکشی کی تھی۔ پھر قلعہ شاہی اس نظر سے مسمار کیا گیا کہ اگر وہ سلامت رکھا جائیگا تو کوئی زبردست گروہ مسلمانوں کا اس پر قبضہ کر لیگا اور ابی سینیا کے عیسائیوں سے انتقام لے گا۔ ۲۱ جون کو پہلا دستہ سپاہ کا ابی سینیا کی مہم سے واپس آگیا اس سے زیادہ کوئی مہم سب طرح سے بخوبی انجام نہیں پاسکتی۔ وہاں دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں کوئی بڑی دشواری نہیں تھی وہاں بڑے دشمن تو دو تھے ایک کوہستان دوسری آب وہوا اس حسن خدمات کے صلہ میں سر روبرٹ کو برن کا خطاب ملا اور اُنکی پنشن ہوئی۔ تھیوڈور کی بیوہ انگلش کیمپ میں مرگئی اُس کے بیٹے نے کچھ دنوں بمبئی میں تعلیم پائی پھر وہ انگلینڈ میں آیا اُس کی تعلیم کا اہتمام ملکہ معظمہ نے خود اپنے ذمے لے لیا یہاں کی آب وہوا نے اُس کو زندہ نہیں رہنے دیا۔ ابی سینیا کے اندرونی معاملات میں کچھ دخل نہیں دیا گیا۔ وہاں کا ایک سردار انگریزوں کا دوست تھا۔ اُس کے سر پر سر روبرٹ نے تاج رکھا اور اُس کو خطاب جان دوم کا دیا۔

مسٹر گلیڈسٹن کی وزارت اور آئرلینڈ سے سینٹ چرچ کا موقوف ہونا ۶۹-۱۸۶۸ء

آئرش کسانوں کا مالک صاحب بادشاہ کیتھولک چرچ ہے اس کے رقیب و حریف سینٹ چرچ تھے جو انگلش حکومت نے قایم کئے تھے۔ ان کسانوں نے اپنے کیتھولک مذہب کے سبب سے بہت سے مصائب اٹھائے تھے۔ مگر کوئی چیز اُن کو اپنے مذہب کی پیروی سے باز نہیں رکھ سکتی تھی ہر آبادی کا موضوع کیتھولک مذہب کی قدرت تھی۔ اہل آئرلینڈ کے نصف خیالات اور اُن کی نصف زندگانی عقبیٰ سے متعلق تھی۔ اِس دُنیا سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے تھے ان کے نزدیک فوق العادت ہی عادت تھی۔ ندیاں۔ وادیاں۔ پہاڑ جو اُن کے ملک میں تھے وہ پُراسرار صورتوں اور دیوانگی آمیز افسانوں سے بھرے ہوے تھے۔ یہ سب باتیں اُن کے لئے زندہ چیزیں تھیں۔ غرض کسان سب طرح کے توہمات باطلہ میں گرفتار تھے اور توہمات پرستی کرنی ہی کو وہ سچے دل سے اپنی بڑی خدا پرستی جانتے تھے۔ وہ بُرے حال میں بھی خوش رہتے تھے اور اُس کو خدا کی مہربانی سمجھتے تھے۔ اِن کا مذہب عقل پر مبنی نہ تھا بلکہ اُن کے ایمان پر وہ اپنے چرچ پر دل و جان سے فدا تھے۔ سینٹ چرچ جو آئرلینڈ میں قایم ہوے اُن کو وہ ایک ظلم کی نشانی جانتے تھے۔ جب فروری ۱۸۶۸ء میں لارڈ ڈربی نے اپنی علالت طبیعت کی وجہ سے استعفا دیا اور اُن کی جگہ لارڈ ڈزریلی وزیر اعظم مقرر ہوا تو اُس وقت میں اہل آئرلینڈ کو جو انگلینڈ کی طرف سے تکالیف پہنچ رہی تھیں اون کے رفع کرنے پر پارلیمنٹ کو توجہ ہوئی گلیڈسٹن نے یہ رزولیوشن پیش کیا کہ آئرلینڈ میں سے سینٹ چرچ موقوف کئے جائیں جب لارڈ ڈزریلی کی بھی وزارت موقوف ہوئی تو مسٹر گلیڈسٹن وزیر اعظم مقرر ہوے جس میں سینٹ چرچ کے موقوف ہونے کا مسودہ پیش ہو کر پاس ہو گیا اور سینٹ چرچ آئرلینڈ سے برخاست ہو گئے

آئرلینڈ کا قانون اراضی ۱۸۷۰ء

جب مسٹر گلیڈسٹن کو وزارت ملی تو اُنھوں نے اپنی ایک سپیچ میں کہا تھا کہ آئرلینڈ کا زہریلا درخت تین بڑی شاخیں سینٹ چرچ و بندوبست اراضی و نظام تعلیم رکھتا ہے۔ اِن سب کی

جڑ پیڑ کاٹنی چاہیئے۔ سینٹ چرچ موقوف ہوا۔ جس سے ایک شاخ کٹ گئی دوسری کی کاٹنے کی نوبت
آئی۔ کہ ۱۵ فروری ۱۸۷۰ء کو مسٹر گلیڈسٹن نے آئرلینڈ کی بندوبست اراضی کا بل کامنس ہوس
میں پیش کیا۔ آئرلینڈ ایک زراعتی ملک تھا اس میں صنعت کے کارخانے تھوڑے سے اور بڑے
بڑے شہر بہت کم تھے۔ آئرلینڈ کی آبادی کا گذارہ صرف زمین کی پیداوار سے ہوتا تھا۔ وہ
نہایت مفلس تھے اور اس افلاس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آئرلینڈ کی اراضی چھوٹے چھوٹے حصوں میں
منقسم تھی اور اون کے مالک بھی چھوٹے چھوٹے زمیندار تھے۔ جو اجنبی تھے۔ اُن کو یہ زمینیں
لڑائیوں کی حسن خدمات کے جلدو میں ملی تھیں ان میں سے بعض اپنی زمینداری میں نہیں رہتے
تھے۔ اپنے ایجنٹ (گماشتے) مقرر کرتے تھے۔ پس اہل آئرلینڈ کو اراضی کا ملنا جس سے اُن کا
گذارہ ہوتا ان زمینداروں یا ایجنٹوں کی عنایتوں پر موقوف تھا۔ کاشتکار حیثیت اراضی
کے بڑھانے میں مطلق محنت و توجہ اس سبب سے نہیں کرتے تھے کہ اس سے کچھ اُن کو
مفاد نہیں تھا اگر وہ اپنے قطعہ اراضی کی حیثیت کو بڑھاتے تو اُن کو یقین تھا کہ اُس پر لگان
بڑھایا جائیگا۔ اور اس حیثیت کے بڑھانے کی محنت کا معاوضہ ایک حبہ بھی نہیں ملے گا
اگرچہ زمیندار اشراف رحم دل انسانیت رکھنے والے ان کاشتکاروں کے ساتھ مروت کرتے تھے
مگر کثرت سے ایسے ہی زمیندار یا ایجنٹ تھے کہ وہ ان کسانوں کو خوب نچوڑتے تھے اور ایک ایک کوڑی وصول
کرتے تھے اور جو شخص اُنکی اراضی کا لگان زیادہ سے زیادہ دیتا اُسکو اپنی اراضی دیتے تھے جب کاشتکار کو اراضی ملجاتی تھی تو وہ
اپنی طاقت کو اسکی ترقی میں کام میں نہیں لاتا تھا جانتا تھا کہ جب میں اپنی اراضی کی حیثیت بڑھاؤنگا اُس
پر لگان بڑھ جائیگا۔ پس وہ زمیندار کے لئے یا نئے کاشتکار کے واسطے کیوں اراضی کی حیثیت
بڑھاتا۔ وہ زمین میں ہل اچھی طرح نہیں چلاتا اوپر سے زمین کو پو پلا کر کے بیج ڈال دیتا اور
تھوڑے سے وقت میں جتنا اس سے حاصل کر سکتا تھا وہ حاصل کرتا تھا۔

آئرلینڈ میں ایک ضلع السٹر تھا وہاں کاشتکاروں کے حقوق پر خیال کیا جاتا تھا وہاں
رسم و رواج ہو گیا تھا کہ جب کاشتکار حیثیت اراضی کی ترقی کرے تو بیدخل ہونے کی صورت
میں زمیندار یا نیا کاشتکار جو اس کے سارے حقوق لے اس حیثیت اراضی کی ترقی کا معاوضہ
بھی دے۔ اور اس کو یہ آزادی بھی تھی کہ وہ ان اپنے حقوق کو فروخت کر ڈالے اہل آئرلینڈ

کی یہ درخواست تھی کہ ہر جگہ رعایا کے لئے لگان کا ایک قاعدہ مقرر ہو جائے۔ مگر انگریزی مدبر نسلاً بعد نسلٍ اس درخواست پر عدم توجہ کرتے چلے آئے انہوں نے الفاظ اور اشیا کے مغز معنی میں اور اصلی واقعات اور غیر اصلی باتوں میں تمیز نہیں کی۔ لارڈ پامرسٹن نے زمینداروں کے ایک مجمع میں کہا کہ کاشتکار کا حق سمجھنا زمیندار کا غلطی کرنا ہے۔ جب پر اُن کو بہت سی چیز دئے گئے لارڈ پامرسٹن اس بات کو بھول گئے کہ زمیندار بھی مثل اور شخصوں کی رعایا میں اپنی حقیت ان شرائط کے ساتھ رکھتا ہے جو بہبودی و خوشحالی رعایا کے تابع ہوں زمیندار اپنی زمین پر حق ملکیت اُسی طرح کی رکھتا ہے جیسے جہاز کا مالک اپنے جہاز پر یا ریل وے کا اپنی ریل کی لاین پر جس میں گورنمنٹ کو یہ حق حاصل ہی کہ فرائض ملکیت کی ہونے کی اچھی طرح نگرانی کرے۔ اراضی جتنی جس کے پاس ہے وہ بالطبع وسعت میں نہیں بڑھ سکتی اور اس پر ایک آدمی کا قبضہ دوسرے آدمی کو اس پر قبضہ کرنے سے خارج کرتا ہے۔ بس یہ ملکیت کی صورت ایسی ہے کہ اس میں گورنمنٹ کی حکومت کو غلبہ ہونا چاہئے۔ انگریزی مدبروں نے نسلاً بعد نسلٍ یہ بیان کیا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی قانون زمینداروں کے حق ملکیت میں مداخلت کرے۔ حقیت اراضی کے باب میں بڑے طول طویل مباحثے ہیں کہ یہ حقیت فتح سے حاصل ہوتی ہے جس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں ہے۔ غرض اب پارلیمنٹ نے حقیت اراضی پر توجہ کی اور مسٹر گلیڈسٹن نے اراضی آئرلینڈ کا بل پیش کیا۔ جس میں ان سب مسائل کو جو زمینداروں کے حقوق کے باب میں چلے آتے تھے مٹانا چاہا۔ آئرلینڈ میں ایک ضلع السٹر تھا جس میں یہ رسم و رواج بمنزلہ قانون ہو گیا تھا کہ جب کاشتکار اپنی آراضی سے بیدخل کیا جائے تو زمیندار یا نیا کاشتکار جو اُس کی جگہ آئے حیثیت اراضی بڑھانے کا معاوضہ دے۔ بس اسی بنا پر مسٹر گلیڈسٹن نے اپنے بل کو مبنی کیا۔ اور زمینداروں کے ذمے اس کا بار ثبوت ڈالا کہ کاشتکار کے بے دخل کرنے کا استحقاق اپنا ثابت کریں۔ اُس کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کاشتکار جب تک اپنی اراضی کاشت کا لگان دیتا رہے تو وہ اپنی اراضی سے بے دخل نہ کیا جائے اور اگر اُس نے اپنی محنت اور سرمایہ سے حیثیت آراضی کو بڑھایا ہے تو وہ اُس کے معاوضہ پانے کا مستحق ہے جب ۱۸۷۰ء میں یہ بل ایکٹ ہو گیا کہ زمیندار مجبور ہے کہ وہ اپنے کاشتکار

کو جواز دیا دحیثیت اراضی کرے اس کا معاوضہ دے اور کاشتکار کو زمین سے بے دخل کرنے
کی کوئی وجہ سوائے اِس کے نہ ہو کہ وہ لگان نہ دیتا ہو۔ اگر کاشتکار اپنے زمیدار سے زمین
خریدنی چاہیں تو گورنمنٹ اُن کو قرض دے۔ تاکہ وہ اپنے فارم (زراعت) کے مالک ہو نے
کے قابل ہو جائیں جب کا وہ لگان دیتے تھے۔ اس ایکٹ کا جو منشاء تھا اُس کا اثر کچھ نہ
ہوا پہلے سے زیادہ کاشتکاروں کی بے دخلیاں ہونے لگیں اس ایکٹ کی شرائط کے موافق
زمیدار مجاز تھا کہ کاشتکار سے ایسا معاہدہ کراتے کہ اس ایکٹ کا اثر اس پر کچھ نہ ہوتا
وہ اکثر کاشتکاروں پر ایسا اپنا رعب داب واثر رکھتے تھے کہ ان کو ایسی ترغیب دیتے
تھے کہ وہ اُن سب فائدوں سے جو پارلیمنٹ نے اُن کو دئے تھے محروم ہو جاتا تھا

تعلیم کا بل

زمانہ حال کی تاریخ میں مسٹر گلیڈسٹن کے عہد میں ایسی اصلاحیں ہوئیں کہ انتظام ملکی
کا ایک نیا عہد شمار ہوتا ہے۔ اس کے عہد میں یہ پانچ چھ اصلاحیں ہوئی ہیں۔ سینٹ چرچ
کا آئرلینڈ سے موقوف ہونا۔ دوم آئرلینڈ کی بندوبست اراضی کی اصلاح۔ سوم سپاہ میں
جو کمیشن خریدا جاتا ہے اوس کا موقوف کرانا۔ ووٹ دینے کے لئے بالٹ کا نظام قایم ہونا
چہارم قومی تعلیم کے نظام کا بل بنانا۔ پنجم غیر قوموں کے ساتھ جو پولیسی تھی اُس کا درست کرنا۔
آئرلینڈ کے بندوبست اراضی کے بل کے پہلو بہ پہلو مسٹر فوسٹر نے تعلیم کا بل پیش کیا۔
انگلینڈ کی تہذیب کے دامن پر یہ ایک دھبا تھا۔ کہ اُس نے غریب بچوں کی تعلیم کے
لئے کچھ بندوبست نہیں کیا وہ دُنیا کے بڑے بڑے ملکوں سے کیا بلکہ ایسے بھی جو بڑے
نہیں کہلاتے تھے تعلیم میں پیچھے تھا۔ مدتوں تک انگلینڈ کے مدبران ملکی یہ رائے
رکھتے رہے کہ گورنمنٹ کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ سب کی تعلیم عام کرائے۔ تعلیم کے لئے
لوگ خیراتی چندہ جمع کرتے جس میں بہت تھوڑا ہی حصہ گورنمنٹ کا ہوتا اور اس میں بڑی
جنبہ داری اور خست کی جاتی نہایت مفلسی پھیل رہی تھی اس لئے سخت ضرورت تھی کہ
تعلیم کی معاونت روپیہ سے کی جائے مدارس کے لئے جگہ و مکانات نہ تھے اس کا نتیجہ یہ

تھا کہ ملک کے دو تہائی بچے بغیر تعلیم کے تھے۔ مسٹر گلیڈسٹن کی وزارت کا سب سے بڑا کام قومی تعلیم کا انتظام قایم کرنا تھا۔ انگلینڈ کی تاریخ میں پہلی دفعہ تھی کہ قومی تعلیم کا انتظام ہوا۔

۱۷ فروری سنہ ۱۸۷۰ع کو انگلینڈ اور ویلز کے لئے مبادی عام تعلیم کا مسودہ قانون جو فوسٹر صاحب نے پیش کیا کہ سکول بورڈ کا انتظام انگلینڈ اور ویلز میں قایم کیا جائے اور ہر بورڈ کو یہ اختیار دیا جائے کہ بموجب قواعد مخصوصہ بچوّں کو جن کی عمریں پانچ اور بارہ برس کے درمیان ہوں مجبور کریں کہ وہ ضلع اسکولوں میں داخل ہوں۔ گورنمنٹ نے بالجبر تعلیم کا قاعدہ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا وہ ضلع کے حکام کے ہاتھ میں دیا۔ بالفعل مدارس موجودہ کو گورنمنٹ ایڈ (امداد) اس شرط پر دی گئی کہ اون کی تعلیم ایک خاص درجہ تک موثر ہو۔ اور اُن کا امتحان سرکاری انسپکٹر لیا کریں اُن کے واسطے فنڈ کچھ تو مقامی محصولات سے لیا جائے اور کچھ خزانہ شاہی سے کچھ طلبہ کی فیس سے جہاں رعایا کا افلاس حد سے زیادہ ہو وہاں حکام ضلع کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنی رائے سے فری سکول جاری کریں۔ جن میں فیس نہ لی جائے۔ اس انتظام میں بڑی پیچیدار بات آن کر یہ پڑی کہ دینوی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم جو لڑکوں کے والدین کو پسند ہو کس طرح شامل کی جائے۔ یہودیوں کو یہ اعتراض تھا کہ عیسائی مذہبی تعلیم اُن کو نہ ہو اور پروٹسٹنٹ محصول دینے والے اس لئے مجبور نہ کئے جائیں کہ وہ رومن کیتھولک مذہب کی تعلیم کے لئے محصول دیں ایسے ہی اختلافات مذہب کے سبب سے تدبیر تعلیم کے نظام میں دشواریاں واقع ہوئیں یہ بھی لوگوں کو پسند نہ تھا۔ کہ صرف دینوی تعلیم ہو اور مذہبی تعلیم نہ ہو۔ بحث ہو ہوا کر یہ بات ٹھہری کہ ان اسکولوں میں بائبل مع تفسیر پڑھائی جائے مگر کسی خاص فرقہ عیسائی کے مذہب کے موافق اسکولوں میں بچوّں کو تعلیم نہ دی جائے۔

غرض یہ کہ تعلیم کا بل پاس ہوگیا جب بورڈ اسکول اوّل بڑے بڑے شہروں میں قایم ہوئے۔ تو اُن پر بڑے بڑے آدمیوں نے توجہ کی اور بورڈ کی ممبر عورتیں بھی ہونے لگیں۔

سپاہ میں عہدوں کے فروخت کا قاعدہ موقوف ہونا ۱۸۷۱ع

مسٹر کارڈویل وزیر جنگ نے ایک تجویز پیش کی کہ کل رگیولر سپاہ ملیشیا وہ ولنٹیرد

رزرو سپاہوں کا ایک ہی انتظام و بندوبست کیا جائے اس میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ سپاہ میں عہدوں کا خریدنا موقوف ہوجائے اب تک رجمنٹوں کے افسر مجاز تھے کہ جب وہ خود بخود ترک ملازمت کریں تو اپنے عہدہ کو اپنے ماتحت افسروں کے ہاتھ بیچکر ایک رقم وصول کرلیں ۔ یہ افسران ماتحت بحالت استطاعت خوشی خوشی اعلےٰ عہدوں کو خرید کر اپنے اعلےٰ افسروں پر افسر ہوجاتے ۔ اور غریب افسر صرف اُس وقت ترقی پاتا کہ کسی افسر کی موت کے سبب سے عہدہ خالی ہوتا ۔ کامنس ہوس میں اس طریقہ کے موقوف ہونے کا مسودہ قانون پیش ہوا اور پاس ہوگیا مگر ہوس اوف لارڈس میں جب تک ملتوی کیا گیا کہ کل سپاہ کے اصلاحوں کی تجویز کامنس ہوس میں پاس ہو ۔ مسٹر گلیڈسٹن اس بات کو بل کی نامنظوری کے برابر سمجھے ۔ افسر اپنے عہدوں کے خرید فروخت ایک شاہی وارنٹ (اجازت) کے موافق کرتے تھے ۔ اس کے واپس لے لینے کی اجازت ملکہ معظمہ سے مسٹر گلیڈسٹن نے حاصل کرلی بس اس طرح بل کے پاس ہونے سے جو مقصود تھا ۔ حاصل کرلیا ۔

بالٹ ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ و سنہ ۱۸۷۲

۲۰ فروری سنہ ۱۸۷۱ کو مسٹر فوسٹر نے بالٹ بل پیش کیا جس کا مقصد اعظم یہ تھا ۔ کہ محض ووٹ دینے کا انتظام یوں جاری ہو کہ جس مقام میں ووٹ لئے جائیں مہتمم افسر کے روبرو ووٹ دینے والا آئے اور اپنا نام اور سکونت کا مقام بتلائے ۔ اور یہ افسر تحقیق کرے کہ رجسٹر کے موافق اُس نے اپنا نام اور مقام ٹھیک ٹھیک بتایا ہے تو اس کو سٹیمپ لگا ہوا کاغذ ووٹ لکھنے کے لئے دے ۔ پھر وہ ووٹ دینے والا ایک علحدہ مکان میں جاتا اور اس کے سامنے ایک فہرست اُمیدواروں کی پیش ہوتی وہ جس کے لئے ووٹ دیتا اُس کے نام کے سامنے کروس (صلیب) کا نشان کر دیتا ۔ پھر وہ اس کاغذ کو اس طرح لپیٹتا کہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس نے کس کے نام پر نشان کیا ہے پھر عہدہ دار کے سامنے ایک ظرف میں جو ووٹوں کے لئے رکھا جاتا ۔ ڈال دیتا یہ بل ایک برس کے بعد پاس ہوا ۔ اس کے سبب سے یہ ناممکن ہوگیا کہ یہ معلوم ہو کہ کس شخص نے کس کے

لئے ووٹ دیا۔ ووٹ دینے میں آزادی حاصل ہوگئی کسی شخص کے لئے ووٹ دینے میں اس کا رعب داب کا اثر نہ رہا ایک کاریگر کو یہ خوف نہیں رہا کہ اگر میں اپنے کارفرما کے حق میں ووٹ نہیں دونگا تو وہ مجھے موقوف کر کے ستائیگا۔

یونی ورسٹیز بل ایک امر مہتم بالشان تھا وہ پاس ہوا اس بل کا منشا یہ تھا کہ کیمبرج اوکس فورڈ یونی ورسٹیوں میں کل دنیوی طلبہ کیلئے خواہ کسی مذہب ملت کے ہوں شرائط مساوات ہوں اس سبب سے ۳۵ پینتیس برس سے جو شکایتیں چلی آتی تھیں وہ رفع ہوئیں۔ ٹریڈس یونین بل بھی پاس ہوا جس کے سبب سے کاریگروں پر جو سختیاں ہوتی تھیں اُن میں تخفیف ہوئی۔ عام حفظان صحت کا ایک سررشتہ قایم ہوا۔

پروشا اور آسٹریا کی لڑائی ۱۸۶۶ء

انگلینڈ میں تو سب طرح سے اصلاحوں کا دریا اُمنڈ رہا تھا اور یوروپ میں تغیرات و انقلابات کا طوفان آرہا تھا۔ اہل پروشا اور اہل آسٹریا میں ہنگامہ جنگ برپا تھا جس کا مآل یہ ہوا کہ پروشا نے ایک بندوق کے سبب سے جس کو نیڈل گن کہتے ہیں آسٹریا پر غلبہ پایا۔

فرانس اور جرمنی کے درمیان لڑائی ۱۸۷۰ و ۷۱ء

نپولین شہنشاہ فرانس نے پروشا سے اس سبب سے لڑائی شروع کی کہ اس کے سپاہیانہ عزت میں ہنگری کو تین شکست پانے سے بڑا بٹا لگ گیا تھا۔ پروشا سے لڑائی کے لئے بہانہ یہ نکالا کہ اہل سپین نے اپنے بادشاہ بنانے کے لئے شاہ پروشا کا ایک دور کا رشتہ دار بلایا تھا شہنشاہ فرانس اس معاملہ میں بالکل غلطی پر تھا۔

شاہ پروشا نے اپنے اس رشتہ دار کو سمجھایا کہ وہ سپین کے بادشاہ بننے سے دست کش ہو تاکہ فرانس سے پرخاش نہ ہو۔ اس پر شہنشاہ فرانس نے شاہ پروشا کو دبایا کہ وہ آئندہ اقرار کرے کہ سپین کے بادشاہ بننے کے لئے آئندہ بھی کوئی رشتہ دار اُن کا امیدوار نہیں ہوگا بس اس بات سے عہد و پیمان کے باب میں گفتگو ختم ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ

فرانس نے جنگ کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا تھا۔ اس پر کونٹ بس مارک نے ایک ہیبت ناک تبسم کیا۔ شہنشاہ فرانس کی صحت کچھ دنوں سے اچھی نہ تھی۔ وہ انتظام ملکی کی جزئیات کی طرف کم توجہ کرتا تھا۔ اس کے جرنیل ایسے برخود غلط تھے کہ وہ سپاہ کو مضرت پہنچا رہے تھے۔ غرض سپاہ میں بدنظمی تھی جنگ کے لئے کچھ تیاری نہ تھی۔ کل نظام ابتر ہو رہا تھا۔ کچھ مدت کے بعد فرانس نے لڑائی کا اشتہار دیا تو اس کی سپاہ برلن کی سرحد کی طرف کشاں کشاں گئی۔ آسٹریا سے جو پروشا لڑا تھا اس سے ہر شخص کو یہ تجربہ ہو گیا تھا۔ کہ جس وقت پروشا اپنا موقع دیکھے گا تو وہ ہما کی تیز رفتاری سے حرکت کریگا۔ فرانس کی سپاہ ایسی اٹک گئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ دلدل میں پھنس گئی۔ اہل پروشا فرانس پر دریا کی طرح چڑھ آئے لڑائی کا فیصلہ ایک ہی دن میں ہو گیا۔ اہل فرانس کو شکست پر شکستیں ہوئیں شہنشاہ کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ پیرس کو واپس جاتا۔ سیڈین میں اہل فرانس کو بڑی شکست ہوئی شہنشاہ نے اپنی تلوار دشمن کے آگے ڈال دی اور دشمنوں کے ہاتھ میں قید ہو گیا۔ اس طرح دوبارہ فرانس کی سلطنت شخصی بھی خاک میں مل گئی۔ پھر سلطنت جمہوری قایم ہوئی شہنشاہ بیگم یوجینی انگلینڈ میں چلی آئی اور فاتح کو ورسیلز میں جرمن کے شہنشاہ ہونے کی مبارکباد دی گئی۔ فرانس کے قبضے سے دو صوبے السیس اور لورینی نکل گئے اور بڑا بھاری جرمانہ دینا پڑا۔

اہل انگلینڈ اول ہمدرد و خیر خواہ پروشا کے تھے مگر پھر اس میں تغیر آ گیا۔ عام خیال یہ تھا کہ اہل پروشا اس پر قانع ہونگے کہ بونا پارٹ کے خاندان میں سلطنت باقی نہیں رہی اور وہ ری پبلک کے ساتھ فیاضانہ نرم شرائط کے ساتھ صلح کرینگے۔ مگر انہوں نے اہل فرانس کے ساتھ ایسی سختی کی کہ لنڈن میں پھر اہل فرانس کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے مجلسیں ہونے لگیں۔ جس سے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا فرانسیس ری پبلک کی گورنمنٹ انگریزی مدد کرتی ہے۔ پیرس میں پروشا اور فرانس کا صلحنامہ لکھا گیا جس کی خبر اور سلطنتوں کو نہ ہوئی۔

وزارت کی پولیسی دول خارجیہ کیساتھ ۱۸۷۲ء

دول خارجیہ کے ساتھ گورنمنٹ نے ایسی پولیسی اختیار کی کہ جس کے سبب سے
گورنمنٹ کو رعایا ناپسند کرنے لگی۔ ۱۸۷۰ء میں جو آسٹریا و پروشیا میں جنگ عظیم واقع ہوئی
تھی اُس کا یہ ایک نتیجہ تھا کہ روس سے جو ۱۸۵۶ء میں معاہدہ ہوا تھا کہ وہ بحیرہ اسود میں
اپنے جہاز نہیں رکھے گا وہ اس معاہدہ کا پابند نہیں رہا۔ جس کے فیصلہ کے لئے لنڈن
میں دونوں سلطنتوں کے وکیلوں کی کونفرنس ہوئی اور معاہدہ پر جو روسیوں نے اعتراض
کئے تھے وہ رد ہوئے۔ گورنمنٹ کو اس بات کا کرنا ضرور تھا۔ مگر اس سے انگلینڈ کو
گزند پہنچا۔ سوا اسکے اس کے گورنمنٹ سے رعایا کی ناراضی کا ایک اور سبب بھی تھا
کہ الباما جہاز کی غارت گری سے جس کا ذکر پہلے ہوا ہے یونائیٹڈ سٹیٹس کی بحری تجارت
کو نقصان ہوا تھا۔ اس کے معاوضہ کے فیصلے کے لئے ثالث مقرر کئے گئے ۱۸۷۱ء میں
معاوضہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ۱۸۷۲ء میں جنیوا میں ثالثوں کی پنچایت ہوئی اُس نے
یونائیٹڈ سٹیٹس کو .... ۵۰ اڈولر یعنی .... ۳ پونڈ سے کچھ زائد معاوضہ کے دلائے انگلینڈ
میں بہت آدمیوں نے یہ سمجھا کہ یہ رقم زیادہ دی گئی ہی خواہ یہ ہو یا نہ ہو مگر یہ رقم اتنی بجا تھی
جس کے سبب سے انگریزی کولنی کی شاخوں میں جو غلط فہمیوں سے منازعت پیدا
ہوگئی تھی۔ اس کا فیصلہ ہوگیا۔ اس زمانہ سے جب اِن دونوں قوموں میں منازعت
ہوگئی تو اُس کا فیصلہ ثالثی سے ہونا زیادہ بڑھتا گیا وہ لوگ جو اس ثالثی کے طریقے سے
تلخ ہیں بعض اوقات اِس بات کو بھول جاتے ہیں کہ بعض ہی ایسی صورتیں ہوتی ہیں
کہ وہ ثالثی سے فیصلہ ہونے کی قابلیت رکھتی ہیں جب دو قوموں میں نیک شرائط
کے ساتھ مصالحت ہوتی ہے اور اُن میں کسی خفیف معاملہ میں منازعت ہوتی ہے
تو اس کا ثالثی سے فیصلہ کرنا بہ نسبت جنگ کرنے کے بہتر ہوتا ہے مگر جب معاملات
ایسے ہوتے ہیں کہ اُن میں کسی قوم کے مستقل دائمی اغراض ہوتی ہیں اور وہ قومی عزت
پر بھی اثر رکھتے ہیں تو وہ ثالثی سے فیصل نہیں ہوسکتے۔ ۱۸۷۲ء میں اس ثالثی کے فیصلہ

میں انگلینڈ نے عزت کے ساتھ ایک رقم کثیر ناحق ادا کی اور جنگ نہیں کی۔

مسٹر گلیڈسٹن کی وزارت اوّل کا تنزل ۱۸۷۳ و ۱۸۷۴ء

۱۸۷۳ء میں وزارت نے ایک بل پیش کیا کہ آئرلینڈ میں ایک نئی یونی ورسٹی ایسی قایم کی جائے کہ وہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کے درمیان اعتبار پیدا کرے اور اس کو ممانعت کی جائے کہ جو مسائل و مضامین متنازع فیہ ہیں اُن کو تعلیم نہ کرے بلکہ اعلےٰ درجہ کے مضامین الہیئہ و فلسفیہ و تاریخیہ کی تعلیم کرے یہ عجیب بل کامنس ہوس میں رد کیا گیا۔ جس پر وزرا نے استیعفا دیدیا۔ ۱۸۷۴ء پارلیمنٹ موقوف ہوئی اور کثرت سے کن سرویٹو ممبروں نے عودکی اور وزارت نے استعفا دیا اور لارڈ ڈزریلی وزیر اعظم مقرر ہوا۔

کونگریس برلن و روس و ترکی کے معاملات

جب لارڈ بیکنس فیلڈ وزارت سے جدا ہوا اور اُن کی جگہ مسٹر گلیڈسٹن وزیر اعظم مقرر ہوا ان دونوں میں آپس میں تلخ گفتگوئیں ہوئیں لارڈ بیکنس فیلڈ تو یہ چاہتے تھے کہ ٹرکی بالکل سلامت قایم رکھی جائے اور وہ روسیوں کی سد راہ بنائی جائے خواہ اس میں انگلستان کا کچھ ہی نقصان ہو اور لارڈ گلیڈسٹن یہ چاہتے تھے کہ ٹرکی کے لئے کسی قسم کی جوابدہی انگلینڈ کو اپنے ذمے نہیں لینی چاہیئے اور اس کے نتایج کو دیکھنا چاہیئے دونو کی مشترک اُمید برآئی جون ۱۸۷۶ء کے آخر میں سرویا اور مونٹی نگرو نے ترکی سے لڑائی کا اشتہار دیا۔ سرویا کا جھگڑا تو جلد نبٹ گیا اور سرویا ٹرکی کے قدموں پر گرا مگر پہاڑی جفاکش مونٹی نگرو والے ہر جگہ ٹرکی کے مقابلہ کو کھڑے رہے۔ مگر وہ مظفر و منصور نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لئے اُنھوں نے روس کا دامن پکڑا۔ روس درمیان میں پڑا اور اُس نے التوا جنگ پر اصرار کیا ٹرکی نے اُسے قبول کرلیا۔ اس سبب سے انگلینڈ میں ایک خلجان روس کی طرف سے پیدا ہوا لارڈ ڈربی نے شہنشاہ الکزنڈر کو لکھا کہ انگلینڈ آپ کی نسبت کیا خیال کرتا ہے اور آپ کی کس بات سے خوف

کرتا ہے۔ جس کا جواب شہنشاہ نے یہ دیا کہ میں بقسم آپ سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ نہیں ہے کہ قسطنطنیہ پر قبضہ کروں اگر ایسی کوئی مجبوری آن پڑی کہ بلگیریا پر قبضہ کرنا پڑا تو وہ اس وقت تک ہوگا کہ عیسائی ان میں مامون ہوجائیں لارڈ ڈربی نے یہ تجویز پیش کی کہ اوّل یوروپ کی کونفرنس قسطنطنیہ میں منعقد ہو جس میں کوئی امر ایسا تجویز کیا جائے کہ ٹرکی کے ماتحت جو مختلف صوبے ہیں اُنکا حُسن انتظام ہو اور کل سلطنت عثمانیہ قایم و برقرار رہے۔ تمام دول اعلےٰ نے اس تجویز کو پسند کیا اور ۸ نوامبر ۱۸۷۶ء کو انگلینڈ کی طرف سے لارڈ سیلسبری اور سر ہینری المیٹ انگریزی سفیر اس میں شریک ہوئے۔ اس کونفرس کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ مدبران ٹرکی نے کہا کہ ہم نے ایک پارلیمنٹ تجویز کی ہے جس میں ہر صوبے کے ممبر ہونگے اور وہ اپنے لئے جو چاہینگے عرض کرینگے اور حقیقت میں ٹرکی نے ایسی پارلیمنٹ مقرّر کی تھی۔ مگر مغربی مدبّران ملکی اس بات پر کب قناعت کرنے والے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ٹرکی پارلیمنٹ کے یہ معانی ہیں کہ اس وقت دول اعلےٰ یوروپ کو دھوکہ میں ڈالے اور پھر وہ غائب ہوجائے۔ ٹرکی کے دل میں یہ بات تھی کہ انگلینڈ اس کا ساتھ دیگا اور اس کو جھگڑوں میں نہیں پڑنے دیگا۔ اس نے کونفرنس کی شرائط کو منظور نہیں کیا اس لئے اس سے کوئی بھلائی نہیں پیدا ہوئی۔ پھر انگلینڈ و روس اور دول یوروپ نے آپس میں مل کر ایسی تجویزیں کیں کہ ۲۴ اپریل ۱۸۷۷ء کو روس نے ٹرکی سے لڑائی کا اشتہار دیدیا۔ ۲۷ جون کو لشکر روس نے دریائے ڈنیوب سے عبور کیا اور بلقان کی طرف کوچ کیا اس کا مقابلہ خفیف ساترکوں نے کیا اور اسی زمانہ میں روس کی ایک اور سپاہ نے ایشیائی مائنر پر حملہ کیا۔ ٹرکی نے روسیوں کا مقابلہ ایسی بہادری اور جوانمردی سے کیا کہ ابتدا میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ روس کو ہزیمت اور ترکی کو فتح ہوگی۔ بہت جگہ روسی سپاہ بڑی ذلت کے ساتھ مفرور ہوئی۔ مگر ہوا نئی رُخ پر۔ لا روسیوں نے ۱۸ نوامبر ۱۸۷۷ء کو قرص کو حملہ کر کے فتح کر لیا۔ ۱۰ دسمبر کو پلیونا نے اپنے تئیں روسیوں کے حوالہ کیا اب ۱۸۷۸ء کے شروع میں ٹرکی بالکل اوندھے مُنہ گرا۔ قسطنطنیہ کی راہ صاف تھی پہلے اس سے کہ پبلک انگلش اپنا دم سنبھالیں اور دیکھیں کہ کیا ہو گیا روسیوں کی سپاہ آسٹنبول

کے میناروں کے سامنے نظر آنے لگی۔ انگلش گورنمنٹ نے ۱۸۷۸ء کے شروع میں سر ہنری الیٹ اپنے سفیر کو بدل کر مسٹر لیرڈ کو سفیر مقرر کر دیا۔ ترک اپنے تئیں ایسا قوی نہیں جانتے تھے جیسا کہ یہ سفیر ترکوں کو قوی جانتا تھا پارلیمنٹ کا انگلینڈ میں اجلاس ہوا تو ملکہ معظمہ نے اپنی سپیچ میں فرمایا کہ میں اس بات کو اپنے سے نہیں چھپاتی کہ روس اور ٹرکی کے جنگ کو امتداد ہوگا۔ بس مجھ پر فرض ہے کہ عاقبت اندیشی کی تدابیر کروں گورنمنٹ نے حکم دیا کہ بحر مڈیٹرینین کا بیڑا ڈارڈنیلز میں قسطنطنیہ کو جائے۔ پھر اس کو حکم ہوا کہ وہ ڈارڈنیلز سے الٹا خلیج بسیکا میں آجائے۔ یہاں انگلینڈ میں جنگ میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے مباحثے ہو رہے تھے۔ کہ یہ خبر آئی۔ کہ ٹرکی بالکل شکستہ حال ہو کر صلح پر راضی ہوگئی ہے سین سٹیفنو میں دونوں کے درمیان عہد نامہ لکھا گیا جس کی رو سے تمام عیسائی صوبوں کو ٹرکی سلطنت سے آزادی حاصل ہوگئی اور ایک نئی سٹیٹ بلگیریا کی تجویز ہوئی جس میں ایک بندرگاہ بحیرۂ ایجین میں ہوگا۔ مگر یہ عہد نامہ جب تک موثق نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ اور دول اعلٰے یوروپ اس کو منظور نہ کریں بس اس لئے برلن میں کونگرس ہوئی اور اس میں عہد نامہ لکھا گیا اور ۱۸۷۸ء میں اس پر سب کے دستخط ہوئے۔

برلن میں جو عہد نامہ لکھا گیا اس کے موافق رومینیا۔ سرویا۔ مونٹی نگرو بالکل آزاد ہوئے۔ ان میں مذہب کے مساوات کے خاص عہد و پیمان کئے گئے۔ مونٹی نگرو کو ایک بحری بندر دیا گیا۔ اور اس پر تھوڑا سا ملک جو اسے ملحق تھا اضافہ کیا گیا اس طرح سے اس کوہستانی ملک کا ایک بڑا مقصد نکلا کہ اب سمندر میں اس کے لئے رستہ کھل گیا اس عہد نامہ کے موافق بالکنس (بلقان) کے شمال میں ایک بلگیریا کی سٹیٹ پیدا ہوئی جو بہت چھوٹی اس بلگیریا کی سٹیٹ سے تھی جو سین سٹیفنو کے عہد نامہ میں لکھی گئی تھی۔ بلگیریا کی سٹیٹ خود مختار اور عملاً آزاد ہوئی مگر سلطان کی باج گذار رہی اور سلطان کی بادشاہی کی تسلیم کرنے والی۔ اور یہ ٹھیرا کہ اس میں فرماں روا وہ شاہزادہ ہو جس کو یوروپ کی دول اعلٰے منتخب کرے سلطان

اُس کو مقرر کرے اور یہ عہد بھی کیا گیا کہ یوروپ کی سلطنت ہائے عظیمہ کے خاندانوں کا کوئی رکن اُمیدوار اس کے فرماں روا ہونے کا نہ ہو۔ اس عہد نامہ کے موافق بالکنیس (بلقان) کے جنوب میں مختلف قسم کی ایک نئی سٹیٹ مشرقی رومیلیا بنائی گئی اس سٹیٹ میں ملکی اور جنگی حکومت سلطان کی رہی مگر اس میں حکمران سلطان کی طرف سے کوئی عیسائی فرماں روا مقرر کیا جائے۔ سلطان کو یہ اختیار دیا کہ سرحد پر غیر ائین سپاہ مثل اہل سرکیشیا اور باش بورن کے مقرر کرے اور اس سٹیٹ کے انتظام کے لئے سلطان صلاح مشورہ یوروپ کی سلطنت ہائے عظیمہ سے لیا کرے۔ گریس کے باب میں یہ قرار پایا کہ شاہ گریس اور سلطان باہم سرحد گریس کے باب میں فیصلہ کریں اور اگر ان میں باہم فیصلہ کچھ نہ ہو تو سلطنت ہائے عظیمہ یوروپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ فیصلہ کردیں۔ بوسینا اور ہرزی گوئنا اہل آسٹریا کے حوالہ ہوا اور وہاں ان ہی کا انتظام ہو روس کو بیس سربین کا وہ حصّہ جو پیرس کے عہد نامہ کے موافق روس سے لیا گیا تھا رومینیا واپس کرے۔ اور اس کے معاوضہ میں رومینیا کو ڈینیوب کا ڈلٹا اور ڈبروڈس جا کا ایک حصّہ دیا جائے ایشیا میں سلطان روس کو قرص۔ اردھان۔ باطوم اور اس کے ساتھ بحیرہ اسود کے بنادر حوالہ کئے جائیں۔ اس عہد نامہ سے کریمیا کی لڑائی میں جو روس سے مُلک چھینا گیا تھا۔ وہ پھر اس کو مل گیا اور بحیرہ اسود کے بنادر میں جو اس کے جہازوں کے لئے ممانعت ہوئی تھی وہ موقوف ہوئی اب بحیرہ اسود میں وہ اپنے جہاز چلا سکتا تھا۔ سلطان سے سفارش کی گئی کہ وہ تھسلی اور اپائی رس کا ایک حصّہ گریس کو دیدے بوسینیا اور ہرزی گوینا کی محافظت آسٹریا کے سپرد ہو۔ انگلینڈ کو جزیرہ سائی پرس اس شرط پر دیا جائے کہ وہ خراج ٹرکی کو دیا کرے۔ اس برلن کی کونگرس کی بابت انگلستان میں مدبران ملکی کی اختلافات آرائے کا ایک ہنگامہ برپا ہوا اسمیں ۲۸ مئی ۱۸۷۸ء کو لارڈ رسل کا انتقال ہوا۔ اس وقت سے گورنمنٹ کی عام پسندی کم ہوتی چلی گئی۔ تجارت کی کساد بازاری تھی جس کا سبب گورنمنٹ تھی اور انتظامات خانگی گورنمنٹ نے جو تدابیر کیں اُن میں ناکامیابی ہوئی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بھی

کامیابی خاطر خواہ نہ ہوئی۔ اُن میں سے اوّل افغانستان پر حملہ تھا۔

افغانستان پر حملہ

کابل میں امیر شیر علی خان جو دوست محمد خان کا بیٹا تھا فرماں روا تھا اس پاس ایک مشن (سفارت) بھیجنے کا مصمم ارادہ گورنمنٹ نے کیا تاکہ وہ روسیوں کی سازشوں کا انسداد کرے اور افغانستان میں سب سے زیادہ رعب داب انگلستان کا قایم کرے امیر شیر علی خان اس مشن کے آنے پر یا مستقل رزیڈنٹ کے مقرر ہونے پر معترض ہوا مگر مشن بھیجا گیا۔ مشن کی صورت لشکر کشی کی معلوم ہوتی تھی۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۷۸ء کو یہ مشن لپٹاور سے روانہ ہوا۔ مگر سرحد پر امیر شیر علی کے ایک افسر نے اس کو روکا کہ جب تک امیر کا حکم اس کے پاس نہیں آئے گا۔ وہ اُس کو آگے نہیں بڑھنے دیگا۔ اس میں ایسا بڑا التوا ہوا کہ وہ امیر شیر علی کی گستاخی برٹش گورنمنٹ کی شان میں سمجھی گئی۔ سفارت کو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھے۔ جس سے یہ مشن (سفارت) ایک حملہ ہو گیا۔ افغانوں نے اس کا مقابلہ خفیف سا کیا اور انگریزی سپاہ کابل میں پہنچ گئی۔ اور امیر شیر علی خان اپنی دار السلطنت سے بھاگ گیا۔ انگریزی سپاہ کے ایک حصّہ نے قندہار میں قیام کیا۔ امیر شیر علی خان مر گیا اور یعقوب خاں اُس کا نیا جانشین ہوا۔ گندمک میں انگریزی لشکرگاہ میں یعقوب خاں آیا۔ ۲۶ مئی ۱۸۷۹ء کو عہد نامہ گندمک میں لکھا گیا جس کے مواقف گورنمنٹ ہند نے ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ دینے کا وعدہ کیا اور امیر نے وہ ملک دینا قبول کیا جسے ہندوستان کی سائنٹفک سرحد قایم ہوا اور اس بات کو منظور کیا کہ کابل میں رزیڈنٹ رہا کرے۔ ان شرایط کے قبول کر لینے کے عوض میں برٹش گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ اگر اس پر کوئی اجنبی حملہ کریگا تو روپے اور ہتیاروں سے اس کی استعانت کی جائیگی اگر ضرورت ہوگی تو سپاہ سے بھی۔ اس عہد نامہ پر ابھی خوشی کی تالیاں بج رہی تھیں کہ کابل میں انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہو گیا کہ لوئس کیوگناری سفیر انگریزی مع اپنے سٹاف کے کابل میں قتل کیا گیا۔ جسکے سبب سے ضرور ہوا کہ کابل پر حملہ کیا جائے

سپاہ انگریزی بڑی سرعت سے کابل دوڑی گئی۔ اور ۱۸۷۹ء کے بڑے دن کی شام کو کابل پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب خاں کو اس جرم میں کہ وہ سفیر کی قتل کی سازش میں شریک تھا قید کر کے ہندوستان میں بھیجدیا۔ کابل میں سپاہ کا قیام تو ہوا مگر اس پر قبضہ نہیں ہوا۔ جس زمین پر انگریزی لشکرگاہ تھی صرف وہی زمین اُن کے قبضہ میں تھی۔ گندمک کا صلح نامہ ردی ہوگیا۔

جنگ جنوبی افریقہ

یہ جنگ بھی منحوس اور بیجا تھی۔ جن اضلاع کو جنوبی افریقہ کہتے ہیں ان میں کئی اسٹیٹس تھیں جن میں دیسی اور اہل یوروپ حکومت کرتے تھے اور اُن کی حکومت کی مختلف صورتیں تھیں مدت سے کیپ کولونی اور نٹال میں انگریزی عملداری چلی آتی تھی ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ میں سلطنت جمہوری ڈچ کی آبادیوں کی تھی۔ ۱۸۴۸ء میں دریاء اورنج کے ملک پر انگریزی گورنمنٹ نے حکومت جمائی تھی لیکن پھر اپنے اختیارات ڈچ گورنمنٹ کو دیدئے۔ ٹرنسوال میں ڈچ کی سلطنت جمہوری تھی جس سے کوئی تعلق بلا واسطہ برٹش گورنمنٹ سے نہ تھا۔ ۱۸۵۲ء میں انگلش گورنمنٹ نے اپنا رزولیوشن یہ پاس کیا کہ اُس کی جوابدہی اور عملداری جنوبی افریقہ میں صرف نٹال اور کیپ کولونی میں محدود ہے اور وہ اورنج فری سٹیٹ اور ٹرنسوال کی سلطنت جمہوری کی آزادی کو تسلیم کرتی ہے۔ علاوہ اہل یوروپ کی سٹیٹس کی بہت سی دیسی سٹیٹس تھیں ان میں سے کافر قوم پہلے انگریزوں کو اکثر تکلیف دیتی تھی۔ جنوبی افریقہ میں سب سے زیادہ زبردست قوم زولو تھی۔ نٹال اور زولو کے ملک کی حد فاصل دریائے ٹوگیلا تھا۔ زولو قوم کا فرماں روا سیٹی وایو انگریزوں کے ساتھ اتحاد کا بڑا میلان رکھتا تھا گو انگریزوں کے سبب سے اس کو سلطنت نہیں حاصل ہوئی تھی مگر انگریز یہ سمجھتے تھے کہ اس کی تاجداری انگلستان کے بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ اکثر اس کی لڑائیاں بوئر سے رہتی تھیں یعنے ڈچ کی اولاد سے جو ٹرنسوال ریپبلک میں سے تھی اور

اکثر اور قوموں سے بوئر کی لڑائیاں رہتی تھیں۔ ٹرنسوال کی ری پبلک نے افریقہ کے سب سے بڑے سردار سی کوکوینی سے جنگ کی اور بڑی ہزیمت اُٹھائی جس سے ٹرنسوال کی سیاہ خراب ہوئی اور خزانہ خالی ہوا اور اپنی سرحدوں میں انتظام رکھنے کی قابلیت اس میں بالکل نہیں رہی اور یہ ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس کے جنوبی افریقہ کے دشمن اس ری پبلک کو بالکل خاک میں ملا دینگے اور وہ انگلش سٹیٹس کے حدود پر چڑھ آینگے۔ غالباً پھر اُن سے انگریزوں کو لڑنا پڑیگا۔ ایسی صورتوں میں خاص مایوس اور دہشت زدہ اہل ٹرنسوال نے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ ٹرنسوال ری پبلک کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیں انگلستان نے سر تھیوفلس سپ سٹون کو اس تحقیقات کے لئے بھیجا کہ اس درخواست کی حقیقت کو دریافت کریں کہ وہ اصلی قومی درخواست ہے یا نہیں اس نے یہ غلطی کی کہ بہادرانہ اعلان کردیا کہ ٹرنسوال کی ری پبلک برطانیہ اعظم میں داخل کی گئی اس اثناء میں ایک قطعہ زمین کی بابت ٹرنسوال ری پبلک اور سیٹی والیو کے درمیان فساد چلا آتا تھا۔ اب یہ فساد فیصلہ کے لئے انگلینڈ کے سپرد ہوا۔ جس کو سیٹی والیو اپنا بڑا دوست سمجھتا تھا۔ انگریزی چار ثالثوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ قطعہ زمین زولو قوم سے علاقہ رکھتا ہے۔

اس اثنا میں سر بارٹل فریر لارڈ ہائی کمشنر مقرر ہو کر گئے۔ اُن کے جاتے ہی تمام مقدمات کی کایا پلٹ گئی اور ایک نئی صورت پیدا ہوگئی۔ سر بارٹل فریر نے فیصلہ ثالثی کو دبائے رکھا اُن کی مرضی نہ تھی کہ وہ بغیر کسی شرائط کے ایک نیا مُلک سیٹی والیو کو حوالہ کریں جس کو وہ سخت دشمن اور خود مختار جانتے تھے۔ اس اثناء میں سیٹی والیو کے دل میں بھی انگریزوں کے ساتھ عداوت پیدا ہوئی اور اس کو یہ یقین ہوگیا کہ انگریز اس سے لڑنے کے لئے ایک بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور اس کا مُلک چھیننا اور اس کو قید کرنا چاہتے ہیں۔ سر بارٹل فریر کی طبیعت میں انگلستان کی سلطنت بڑھانے کا شوق تھا۔ خواہ جنگ سے ہو یا غیروں کے مُلک کے الحاق کرنے

سے ہو۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ افریقہ کے کل جنوبی حصہ میں انگریزی عملداری ہو جائے اور دیسی قوموں کی ریاستوں کی حدیں مٹ جائیں اور وہ سب شامل ہو کر ایک شاہی متفقہ سلطنت ہو جائے۔ مسٹر بارٹل فریر کا رقیب سیٹی وایو بن گیا اب یہ دونوں ستارے ایک برج میں نہیں رہ سکتے تھے۔ اور جنوبی افریقہ میں دونو سر بارٹل اور زولو کے بادشاہ کی سلطنت نہیں رہ سکتی تھی (دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند) سر بارٹل نے اوّل تو فیصلہ ثالثی کو چند مہینے دبائے رکھا۔ اور جب شاہ زولو کو دیا تو اُس سے کہا کہ وہ اپنی زولو فوج کو برطرف کر دے۔ اور سپاہی اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ حقیقت میں یہ امر اشتہار جنگ تھا فوراً انگریزی سپاہ نے زولو کے مُلک پر حملہ کر دیا مگر ۲۲ جنوری ۱۸۷۹ء کو اس نے شکست فاش پائی۔ انگریزوں کی بڑی ہیٹی ہوئی کہ انہوں نے نیم برہنہ وحشیوں سے شکست پائی اس کا تدارک یہ کیا گیا کہ لارڈ چیلمس فورڈ سپہ سالار بنا کے بھیجے گئے انہوں شاہ زولو کو گرفتار کر لیا اور اُس کے لشکر کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا او سیٹی وایو کا ملک بڑے بڑے دیسی سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ اُس کا ایک انگریز جان ڈرن کو دیا گیا جو بہت کم عمری میں یہاں آنکر لبا تھا۔ اور زولوؤں کی قوم میں سربر آوردہ ہو گیا تھا۔

نہر سویز کے حصّوں کی خریداری

لارڈ بیکنس فیلڈ کے عہد وزارت کی ایک بڑی بات فورین پولیسی میں خدیو مصر سے نہر سویز کے حصّوں کی خریداری ہے۔ نہر کے اصلی چار لاکھ حصّوں میں نصف سے زیادہ خدیو مصر کے حصّے تھے۔ روز بروز مصر کا دوالہ نکلتا جاتا تھا۔ اس کے ۱۷۶۰۰۰ حصّے بکنے لگے ۲۵ نوامبر ۱۸۷۵ء کو دنیا کو حیرت ہوئی کہ برٹش گورنمنٹ نے اُن کو چار کروڑ روپیہ کو خرید لیا۔ اس خریداری کی انگلستان میں سب نے تعریف کی۔ اُن کی وزارت میں ہندوستان کے وائسرائے کے بہت سے اختیارات چھین کر سکرٹیری اوف سٹیٹ ہند کے ہاتھ میں آئے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ نورتھ بروک نے قبل از وقت استعفا دیدیا اور لارڈ لٹن اُن کی جگہ مقرر ہوئے۔ اسی وزارت میں ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا

نیا لبرایل انتظام

۱۸۸۰ء کے موسم بہار میں مدّت پیچھے لبرایل اپنے عہدہ کی جلاوطنی کے بعد بڑی دھوم دھام سے ذی اختیار ہوئے اور مسٹر گلیڈسٹن اس کے سردار بنے۔ ان کے سامنے مغربی ایشیا۔ مصر۔ اور جنوبی افریقہ کی مشکلات پیش آئیں۔ اُن کو ایک دو لڑائیوں کو ختم کرنا پڑا جو ابھی تمام نہیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے اوّل افغانستان کا معاملہ اس طرح فیصلہ کیا۔

لارڈ رپن وجنگ افغانستان

لارڈ لٹن نے استعفا دیدیا تھا اُن کی جگہ لارڈ رپن مقرّر ہوئے جن کی نسبت انگلستان میں اس سبب سے کہ وہ پروٹسٹنٹ مذہب کو چھوڑ کر رومن کیتھولک ہو گئے تھے خیالات اچھے نہ تھے مگر گلیڈسٹن نے اس پر خیال نہیں کیا اور اُن کو ہندوستان کا گورنر جنرل اور وائسرائے مقرر کر دیا۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ لارڈ بیکنس فیلڈ کی مشرقی پولیسی اور لارڈ لٹن کی جنگ افغانستان کا حال کیا ہوا کہ سفیر قتل ہوگیا تو سپاہ انگریزی نے کابل کو فتح کر لیا۔ یعقوب خاں کو قید کر کے ہندوستان بھیجدیا۔ اب گورنمنٹ کے سامنے یہ معاملہ پیش تھا۔ کہ کابل کا حاکم کس شخص کو مقرر کرے۔ یعقوب خان کے جرنیلوں میں سے فتح محمد جو بڑا مدبر اور بہادر تھا برٹش کا مخالف ہوا۔ اور بہت سی پہاڑی قومیں اُس کے ہمراہ ہوئیں۔ موسم سرما میں انگریزی سپاہ نے شیرپور میں ڈیرے ڈالے۔ دس ہزار کابلیوں نے کابل میں جمع ہو کر شیرپور کو گھیر لیا مگر اس کا کوئی بُرا اثر شیرپور پر نہیں ہوا۔ انگریزی سپاہ محصور نے دشمنوں کا مقابلہ بڑی بہادری سے اتنی دیر تک کیا کہ سپاہ کی کمک آگئی اور سال کے ختم ہونے سے پہلے کابل کا راستہ انگریزوں کے لئے کھل گیا۔ روس نے افغانستان کے امیر ہونے کے لئے دوست محمد خان کے پوتے عبدالرحمن خان کو پیش کیا۔ عبدالرحمن خان اپنے امیر ہونے کے لئے اپنے بھائی امیر شیر علی خان کے برخلاف سازش کرتا رہا مگر اُن

میں ناکام رہا۔ وہ اب ثمرقند میں رہتا تھا۔ روسیوں سے مدد چاہتا تھا کہ اُسکو امیر کابل بنادیں روسیوں نے اس کی مدد کی کابل کے امیر بننے کے لئے اُمیدوار بہت سے تھے وہ سب بالاتفاق انگریزوں سے نفرت رکھتے تھے۔ ہریک سلطنت کے دعوے کرنے میں دوسرے کا دشمن تھا مگر کابل سے انگریزوں کے نکال دینے کے لئے سب آپس میں متفق تھے۔ امیر عبدالرحمن برٹش گورنمنٹ کے نزدیک سب سے زیادہ لائق تھا۔ اور روس کا آسرا و سہارا بھی رکھتا تھا۔ اس لئے اس کو کابل میں امیر بننے کے لئے بلایا اُس سے سر لیپل گریفن کی معرفت عہد و پیمان ہوئے اس عرصہ میں قندہار میں انگریزی سپاہ پر ایک آفت آئی۔

قندھار میں جو سپاہ انگریزی تھی اس کا کمانیر جنرل پرمروز تھا۔ وہ بڑا بہادر تھا مگر اُس کو ایشیائی قوموں کے ساتھ معاملہ کرنے کا تجربہ نہیں ہوا تھا۔ قندھار ایسی جگہ نہ تھی کہ اگر اُس پر قوی حملہ ہو تو وہ آسانی سے روک دیا جائے۔ مگر انگریزوں نے تھوڑی سپاہ قندھار میں بھیجی تھی کہ وہ ایوب خان کو آگے نہ بڑھنے دے۔ ایوب خان بھی کابل میں امیر ہونے کا اُمیدوار تھا وہ انگریزوں کا بہت دشمن تھا قندھار پر چڑھا چلا آتا تھا انگریزوں نے اس کی طاقت کا تخمینہ غلط کیا اُس نے انگریزی سپاہ کو بڑی شکست دی۔ انگریزی سپاہ نے بہادری سے مقابلہ کیا مگر بہت سے سپاہی اس میں ایسے ناتجربہ کار تھے کہ کبھی میدان جنگ میں انہوں نے بندوق نہیں چھوڑی تھی۔ اب ایوب خاں نے قندھار کا محاصرہ کر لیا۔ جنرل پرمروز تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ اس میں محصور ہوا۔ ہندوستان کی تمام لڑائیوں میں انگریزی سپاہ کے لئے تاریکی کے بعد صبح ہوتی ہے سر فریڈرک روبرٹس دس ہزار سپاہ گورکھوں اور سکھوں کی لیکر قندھار کے محاصرہ اُٹھانے کے لئے کابل سے چلے۔ کابل و قندھار کے درمیان راہ بڑی دشوار گذار تھی مگر اسکو بہت جلد انگریزی سپاہ نے طے کر لیا۔ اور قندھار ابھی مقابلہ کر رہا تھا کہ یہ سپاہ اُسکی کمک کے لئے جا پہنچی۔ ایوب خان کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اس اثناء میں عبدالرحمن خان امیر کابل ہو گیا۔

ٹرنسوال کے معاملات

اب دوسرا بڑا کام مسٹر گلیڈسٹن کو اپنی وزارت میں ٹرنسوال کے معاملات کا طے کرنا تھا۔ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ سر تھیو مین شپ سٹون نے شہادت نامہ کو آسانی سے تسلیم کر کے ٹرنسوال ری پبلک کو برٹش گورنمنٹ کا ایک حصّہ قرار دیا تھا۔ بوئر اکثر مہیب صورت مغرور متکبر تھے۔ جو آزادی کو سب چیزوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اُنہوں نے خود اپنے تئیں ایک قوم بنایا تھا۔ بہت سے اُن میں ڈچ کی اولاد تھے مگر وہ اپنے تئیں ڈچ میں نہیں سمجھتے تھے بلکہ اپنے تئیں ٹرنسوال کی ری پبلک کا بوئر جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی زبان بھی ایک نئی بنائی تھی۔ وہ ساتھ مل جُل کر رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنے دوستوں سے بھی دُور دُور رہتے تھے۔ حتی الامکان بال بچوں سمیت الگ رہنا پسند کرتے تھے۔ سر تھیوفلس شپ سٹون یا سر بارٹل فریر یا سر گارنٹ ولزلی یقین کرتے تھے۔ کہ اکثر بوئر اس سے خوش ہیں کہ ٹرنسوال انگریزی سلطنت کا ایک حصّہ سمجھا جائے بوئروں کو سر بارٹل فریر نے دوستانہ سمجھایا کہ کوئی شخص جو تم سے یہ کہے کہ انگلش ٹرنسوال سے دست کش ہونگے اس کی بات کو سچ نہ جانو۔ سر گرنیٹ ولزلی نے کہا کہ ٹرنسوال ہمیشہ ملکہ معظمہ کی سلطنت جنوبی افریقہ کا ایک حصّہ رہے گا اور ایک موقع پر یہ کہا کہ جب تک آفتاب چمکتا ہے برٹش قلمرو میں ٹرنسوال شامل رہے گا۔ آفتاب تو چمکتا ہے مگر ٹرنسوال برٹش قلمرو کا ایک حصّہ نہیں ہے خود لارڈ ولزلی کو کہنا پڑا کہ ٹرنسوال کے اکثر آدمی برٹش کی سلطنت سے راضی نہیں اور اُنہوں نے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہتیار اُٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔

بوئر نے اپنے متعدد ڈیپوٹے شن انگلینڈ بھیجے کہ وہ ٹرنسوال کو اپنی سلطنت میں الحاق نہ کرے۔ اس سے اُن کو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوا۔ مگر انگلینڈ میں اُن کے ساتھ ہمدردی کرنے والے تھوڑے نہ تھے۔ مگر مسٹر گلیڈسٹن نے پبلک میں اس پولیسی پر لعنت بھیجی جس نے ٹرنسوال الحاق کیا ہے۔ اور ایک آزاد یوروپ کی

عیسائی ری پبلک کی قوم کو اُس کی تین چوتھائی آدمیوں کی مرضی کے خلاف مونارکی کا مطیع بنایا ہے۔ ۲۵ نومبر ۱۸۷۹ کی سپیچ میں اُنہوں نے فرمایا کہ مُلک ٹرنسوال ایسا مُلک ہے جس میں ہم نے نادانی سے نہیں بلکہ دیوانگی سے اپنے تئیں اس عجیب حالت میں رکھا ہے کہ مونارکی کی آزاد رعایا ری پبلک کی آزاد رعایا سے لڑتی ہے اور اُن کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اُن کا اہل شہر ہونا قبول کریں جن سے وہ انکار اور اکراہ کرتی ہے۔ ایک مہینے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ کیا یہ تعجب کی بات اُن لوگوں کے لئے نہیں کہ وہ خود آزاد ہیں اور اُن کے باپ دادا آزاد تھے اور وہ اپنی اولاد کو بھی آزاد رکھنا چاہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ شائستہ زندگی کی اصل جان آزادی ہے اور اُس کے بغیر کوئی چیز منتظم اور عمدہ پولی ٹکل سوسائٹی میں نہیں ہو سکتی باوجود اِس کے ہم ایک آزاد قوم پر اُس کی مرضی کے خلاف چاہتے ہیں کہ وہ مطلق العنان گورنمنٹ کی تابع ہو؟ انہوں نے یہ ایک فقرہ بھی فرمایا کہ مثل ہماری بوئر کی قوم طاقت ور سینہ زور اپنے خصایل میں مستقل ہے۔ بوئر نے ایک خفیف سے جھگڑے پر ہتیار ہاتھ میں انگریزوں سے لڑنے کے لئے اُٹھائے اور اپنی ری پبلک ہونے کا اشتہار دیا۔ اور حاکمان ثلاثہ کی گورنمنٹ اپنی قائم کی ان حاکموں سے سب سے زیادہ مشہور سٹیفن جان پال کروگر تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بوئروں کو کامل فتح انگریزوں کی سپاہ اور سپہ سالاروں پر ہوئی۔ انگریزی سپاہ بھی بڑی بہادری سے لڑی اس کا سپہ سالار سر جارج کولی میدان جنگ میں گولی سے مارا گیا۔ بوئر اپنے پہاڑوں سے خوب واقف تھے۔ اور اس کے راہوں اور رستوں کو خوب جانتے تھے۔ اور نشانہ بازی میں کامل اُستاد تھے۔ وہ تاک تاک کر اوّل انگریزی افسروں کو نشانہ بنا کے مارتے تھے پہاڑوں کے پیچھے یا اُن کے غاروں میں رہتے تھے۔ ایک انگلش بحری افسر نے کہا کہ پہاڑ کے نیچے کسی ایک بوئر کو مارنا چاہو تو چھ انگریزوں کی جان کھو۔ بوئروں نے انگریزوں کو شکست دے کر اپنے تئیں پھر آزاد کر لیا۔

اب مسٹر گلیڈسٹن نے چاہا کہ ٹرنسوال کی خانگی آزادی قبول کی جائے۔ اور صلح کی جائے مجوبہ پہاڑ کی شکست سے پہلے جس میں سپہ سالار جارج کولی گولی سے مارا گیا تھا۔ سر اولی لاین ووڈ نئی سپاہ کی کمک لے کر بھیجا گیا اس کا مقصد التوا جنگ کا تھا۔ اگر وہ ہو جائیگی

تو اس عرصہ میں آیندہ کے لئے مصالحت ہو جائیگی - یہ افسوس کی بات ہے کہ جب گورنمنٹ کا صلح کا ارادہ تھا تو اس کا اعلان اسی وقت نہیں کیا گیا - مسٹر گلیڈسٹن نے کہا کہ یہ بڑی مشکل بات ہے کہ جس وقت ٹرنسوال کے باشندے انگلینڈ کی شاہانہ قوت سے لڑنے کے لئے ہاتھوں میں ہتیار لئے ہوئے ہوں شرائط صلح منظور ہوں - آخر کار صلح کے پیغاموں میں اس کی حیص بیص میں بڑی دیر لگی مگر آخر کار صلح ہو گئی - ۱۲ر فروری ۱۸۸۴ء سنہ کو بوئروں نے جو معقول درخواستیں کیں وہ مانی گئیں - اُن کو بالکل خانگی آزادی دی گئی مگر عہد نامہ میں یہ شرائط بھی ٹھیریں کہ ٹرنسوال ری پبلک میں غلامی نہ داخل کی جائے - ٹرنسوال میں جو لوگ رہیں اُن کو مذہبی آزادی ہو کہ وہ اپنے طریق پر عبادت کریں اور مراسم مذہبی کو ادا کریں - اس میں جو دیسی باشندے رہیں اُن کو اراضی کی خرید و فروخت کا حق ہو - اور عدالت میں اُن کی رسائی ہو - برٹش گورنمنٹ نے عاقلانہ اپنے اختیارات یہ رکھے کہ اگر ٹرنسوال ری پبلک ان شرائط کے خلاف کام کرے تو وہ اس میں مداخلت کر سکے - اس عہد نامہ کے ہونے پر لوگوں نے بڑا غل مچایا کہ انگریزوں کی اس میں بھد ہوئی کہ اُس نے شکست پا کر یہ عہد نامہ کیا - مسٹر گلیڈسٹن کو یقین تھا کہ انگلستان ایسا صاحب قدرت ہے کہ انصاف کے ساتھ کام کرے اور پھر کچھ خوف نہ کرے - اس میں وہ انگلستان کی بیعزتی کچھ نہیں جانتے تھے - کہ وہ ضعیف دُشمن کو جس نے ایک حق کام کیا ہو بالکل کچل کر نیست و نابود کر دیں - غلط فہمی خود کریں اور سزائیں اوروں کو دیں - مسٹر گلیڈسٹن نے صلح کر لی اس میں ری پبلک کو اپنے طور پر کام کرنے کے لئے معقول شرائط ٹھیرالیں -

معاملات مصر

(او مصر تو مجھے کہاں لے جائیگا)

کنگ لیک کا مقولہ ہے کہ پیارے ہندوستان کو ہمیشہ اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے دریائے نیل کے کنارے پر ہم کو قدم جمانا چاہیئے اور امیر المومنین کا (سلطان روم) جانشین ہونا چاہیئے -

پہلے سلطان روم نے مصر کو فتح کر کے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنا لیا تھا۔ سنہ ۱۸۳۱ میں سلطان محمود ثانی کی عہد سلطنت میں محمد علی پاشا صوبہ مصر نے سلطنت ٹرکی کی حکومت سے نکل جانے کا قصد کیا۔ محمد علی پاشا کے متبنٰے ابراھیم پاشا نے بتیس ہزار سپاہ سے جا کر مملکت سلطانی پر حملہ کیا اور شہر عکہ و صیدا و بیروت پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے دمشق و حلب کو بھی فتح کر لیا غرض سلطان کی فوج کو ہر مقام پر ابراھیم پاشا نے شکست دی سلطان محمود ثانی کا انتقال ہو گیا۔ اور سلطان عبدالمجید خان تخت نشین ہوا۔ کسی مصلحت کے سبب سے محمد علی پاشا نے پیام صلح بھیجا اور سلطان کی اطاعت قبول کی مگر اپنی اعلےٰ درجہ کی فہم و فراست سے اُس نے مصر کی سلطنت میں خود مختاری کی بنیاد رکھی۔ ابراھیم پاشا کے بعد سلیمان پاشا ہوا اس نے قسطنطنیہ میں آستانہ حضرت امیر المومنین کی سترہ برس تک جبہ سائی کی سنہ ۱۸۶۷ میں سلطان نے اس کو خدیو کا خطاب دیا اور پاشائی اس کے خاندان میں موروثی کر دی وہ مصر کا خود مختار آزاد پاشا ہو گیا۔ فقط سلطان سے اس کا یہ تعلق رہا کہ سالانہ خراج ۶۹۵۷۹۲ پونڈ وہ سلطان کو دیا کرے اور خطبہ و سکہ میں سلطان کا نام رہے اور قانون سفارت کو قایم رکھے۔ اسمعیل پاشا نے ۱۸۷۵ میں وہ عدالت موقوف کر دی۔ جس میں مصریوں اور غیر قوموں کے درمیان مقدمات فیصل ہوا کرتے تھے۔ اور اُس کی جگہ ایک اور عدالت قایم کی جس میں دول اعلےٰ یوروپ کے جج اجلاس کر کے اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ کریں۔ اسماعیل پاشا نے جو خزانے کی خرابی کے بیج بوئے تھے انہوں نے پھل لانے شروع کئے۔ نہر سویز جس کو ایک فرانسیسی انجنیر نے تیار کیا تھا۔ وہ ۹۰ میل طول میں ہے وہ خاکنائے میں بنائی گئی ہے جو افریقہ و ایشیا کو ملاتا تھا۔ یہ نہر اب ان دونو براعظم میں آبنائے ہو گئی۔ اس میں جہازوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور جس کے اندر جہاز رانی کا مدار مصر کی امن امان پر ہے۔ اس لئے انگلستان اور فرانس کو زیادہ تر اس پر توجہ کرنی پڑی۔ سلیمان پاشا نے صرف اِس نہر سویز کی خریداری میں روپیہ نہیں برباد کیا بلکہ زبردست فرنگیوں نے جو اس کو بد صلاحیں دیں اُن پر عمل کر کے اپنی دولت کو برباد

کیا ۱۸۶۴ء میں ۵۷۰۰۰۰ پونڈ قرض لیا اور سال آیندہ میں اس پر اور ۶۲۰۰۰۰ پونڈ قرض کا اضافہ کیا اور ۱۸۷۳ء میں ۳۲۰۰۰۰ پونڈ اور قرض بڑھ گیا۔ اور ۱۸۷۶ء میں خدیو کی خود ذاتی اور خانگی خرچوں کی فضولی کے سبب سے ۷۰۰۰۰ ۳ پونڈ قرض ہوگیا۔ اس قرض کا سود سارے ملک کی آمدنی کو کھائے جاتا تھا۔ اب خدیو کو کہیں سے روپیہ قرض نہیں ملتا تھا۔ اِس لئے اُس کو نہر سویز کے حصّوں کے بیچنے کی ضرورت ہوئی اُس نے فرانس سے مخفی یہ معاملہ کرلیا قریب تھا کہ فرانس کو یہ حصّے ہاتھ لگ جاتے کہ اخبار نوردرن ایکو کے اڈیٹر مسٹر گرین وڈ کو اس مخفی معاملہ کی خبر ہوگئی اور اُس نے لارڈ دربی وزیر دول خارجیہ پاس جاکر اسکو اصل حال پر مطلع کیا لارڈ ڈربی نے یہ سمجھ کر کہ اسطرح حصّوں کے خریدنے سے فرانس نہر سویز کا بالکل مالک ہوجائیگا۔ اس نے سفیر مصر سے اصل حال تحقیق کرکے پارلیمنٹ میں نہر سویز کے حصّوں کی خریداری کا معاملہ پیش کیا۔ اور منظوری حاصل کرکے چالیس لاکھ پونڈ کو حصّے خرید لئے جن کی قیمت اب بہت بڑھ گئی ہے۔ خدیو نے انگلینڈ سے روپیہ قرض مانگا مسٹر ڈزرئیلی نے مسٹر کیو کو بھیجا کہ وہ تحقیقات کرکے اصل حال پر مطلع کرے مسٹر کیو نے لکھا کہ اگر انگلینڈ مصر کو روپیہ قرض دے گا تو روپیہ کا وصول ہونا ناممکن ہے۔ اس رپورٹ پر مسٹر اڈورڈ ڈائی سی کی یہ رائے ہوئی کہ اگر مصر میں انگلینڈ اپنی محافظت کا سررشتہ قایم کرنا اور ہندوستانی ریاستوں کی طرح اس کا انتظام کرنا چاہتا ہے تو یہ بالکل ممکن ہے کہ مصر کو اس کے قرضخواہوں کے پھندے سے نکال دے۔ اور اس کی مالی مشکلات کو اس طرح حل کرادے کہ اُس کے قرض خواہوں کے حق میں بے انصافی نہ ہو۔ اِس اثنائے میں غیر ملکوں کے قرض خواہوں نے جن کے پاس تمسک تھے خدیو پر اُس کی مکسڈ ٹرائی بیونیل (مخلوط عدالت) میں نالش کی مئی ۱۸۷۶ء میں وہ خارج ہوئی۔ جس پر جرمنی نے غصّہ میں آن کر اور انگلینڈ اور فرانس نے جرمنی کی تقلید کرکے اپنے اپنے قومی تمسکی قرض خواہوں کی طرف سے دعوے کیا۔ لارڈ سیلیسبری نے قدیمی فورین پولیسی کی حد سے سر اوّل نکال لیا

کہ اس نے مصر میں مداخلت اس بنا پر نہیں کی کہ قومی محافظت کرے بلکہ ان چند صاحبوں
کے سود کی محافظت کرے جو اسمعیل پاشا کے قرض کو وصول کرنا چاہتے تھے۔ مصر میں برٹش
کی قومی اغراض جو اصل جوکھوں میں ہوں ایک ہی طریقہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں کہ وہ ملک
پر قابض ہو یا اس کے انتظامات کی خود محافظ ہو۔ وہ اپنے اغراض کو اس طرح محفوظ نہیں رکھ
سکتے کہ اور دول یوروپ کے ساتھ شریک ہو کر مصر کی مالی حالتوں کے لئے قواعد مقرر کریں
اور دول یوروپ کی اغراض مصر میں قومی نہیں تھیں بلکہ اپنی رعایا کے ان چند آدمیوں کی
اغراض تھیں جنہوں نے اپنا روپیہ بڑی ضمانت پر قرض دیا تھا۔ انگلینڈ کی شاہانہ اغراض
یہ تھیں کہ مصر میں چاروں طرف ایسی اچھی منتظم گورنمنٹ ہو کہ اس میں سے بے خلش ہندوستان
میں اس کی آمد و رفت ہو۔ اور دول یوروپ کو اس سے کچھ غرض نہ تھی۔ کہ مصر کی گورنمنٹ
اچھی ہو یا بری ہو مگر ایسی ہو کہ وہ ان کے قرض کا سود اپنی بوٹیاں کاٹ کر ادا کرے۔ بس انگلینڈ
اپنی اغراض کے لئے یہ دعوے رکھتا تھا کہ وہ اس کا محافظ ہو اور دول مصر کے مالی کاموں
میں اپنا تسلط اتنا چاہتی تھیں کہ ان کا سود وصول ہو۔ لارڈ بکینس فیلڈ کی یہ فاش غلطی
تھی کہ انہوں نے مصر کی اور اپنی اغراض کو ایک نہ جانا اور دول یوروپ کی اغراض کا پاس
و لحاظ کیا۔ فرانسیسی و انگلشی تمسکی قرضخواہ اس بات پر متفق نہ تھے۔ کہ ایسی تدابیر کی جائیں۔
کہ فلاحین سے جن پر بھاری ٹیکس لگا ہوا تھا روپیہ وصول ہو۔ گوشین صاحب و مسٹر جوبرٹ
مصر بھیجے گئے کہ وہ مصریوں کے قرض کو یکجا کر کے یکساں سود مقرر کریں۔ انہوں نے جو
مصر کی آمدنی کا تخمینہ کیا تو وہ ۰۰۰۰۰۰۰۲ پونڈ زیادہ سے زیادہ بجائے ۰۰۰۰۰۰۸
پونڈ کے بدنصیب فلاحین سے زبردستی وصول ہوتے تھے۔ گوشین اور جوبرٹ
نے ۱۸۷۶ء میں بتایا کہ قرض کے مجموعہ ۰۰۰۰۰۰۰ پونڈ پر خدیو سات فیصدی سود
اور ڈوبے ہوئے فنڈ کو ادا کر سکتا ہے۔ اول اسمعیل پاشا نے اس طرح قرض کا ادا کرنا منظور
کیا مگر بوجہ بیان کرکے منکر ہو گیا کہ آمدنی کا تخمینہ غلط کیا گیا ہے تو فرانسیسی گورنمنٹ نے ایک
کمشن مقرر کیا جس میں انگلینڈ بھی داخل تھا۔ کہ وہ مصر کی آمدنی کے مخازن کی تحقیقات
کرے۔ اس کمیشن نے یہ رپورٹ کی کہ خدیو نے اپنے ذاتی خرچوں کے واسطے مصر کی زمین

کا پانچواں حصہ اپنا کر لیا ہے اس میں سے دس لاکھ ایکڑ زمین قرض خواہوں کے حوالہ کیجائے۔
خدیو نے نبر پاشا کے ماتحت ایک نئی وزارت قایم کی جس میں انگریزی کمشنر مسٹر روس بن کو وزیر مال مقرر کیا۔ اہل فرانس کو اس تقرر پر بڑا رشک وحسد ہوا۔ انہوں نے اپنی درخواستیں لارڈ سیلسبری پاس بھیجیں۔ انہوں نے اُن کو منظور کر کے خدیو کو اجازت دیدی کہ وہ فرانس کی طرف سے لارڈ ڈی بلگ ٹیرس کو مسٹر ڈبن کے کام میں شریک مقرر کر دے۔ اسطرح سے مصر میں دو مختلف الاغراض گورنمنٹوں کی دو عملی شروع ہوئی جس کے سبب سے آیندہ ساری خرابیاں پیدا ہوئیں۔ خدیو نے فوراً نبر پاشا کی وزارت کو برخاست کر دیا۔ جرمن نے مصر میں مداخلت کرنے کی دھمکی دی تو انگلینڈ اور فرانس نے سلطان روم سے کہہ سُن کر اسمعیل پاشا کو معزول کرایا۔ اور اُس کے بیٹے توفیق پاشا کو اُس کا جانشین کرایا۔ اس کے عہد میں ڈی بلگ ٹیرس کو اور انگریز مسٹر بیرنگ کو صیغہ مال کا کل اہتمام سپرد ہوا پہلا فراسیسی اور دوسرا انگریز تھا۔ فراسیسی اور انگریزی دو عملی کا اثر سیدھا سادھا یہ تھا کہ اُس نے جس سررشتہ میں ایک حاکم ہوتا تھا اُس میں دو حاکموں کو مقرر کرایا اور اُن کے اثر کو گھٹایا۔ جہاں ایک انگریزی افسر مقرر ہوتا تو مسٹر ڈی بلگ ٹیرس کو فرانسیسی افسر مقرر کرانے پر اصرار ہوتا اور ایسے ہی جہاں فراسیسی مقرر ہوتا وہاں انگریزوں کو انگریزی افسر کے مقرر کرانے پر اصرار ہوتا تاکہ دونوں افسر ایک دوسرے کے نگراں ومزاحم رہیں۔ انگریزی اور فراسیسی سلطنتوں کے سوائے یوروپ کی سب قوموں نے ملکر ایک کمیشن قرض کے فیصلہ کے لئے مقرر کیا جس میں انگلینڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ جرمن شریک تھے۔ اس کمیشن نے دو عملی وزارت کے انتظام کو خوب دیکھا بھالا۔ اس کمیشن کو یہ استحقاق تھا کہ وہ اس وزارت مال سے زیادہ موثر انتظام کا خواستگار ہو اور یہ وزارت جو روپیہ اس کو قرض ادا کرنے کے لئے دے۔ اُس کو قرض خواہوں میں تقسیم کرے۔ وزرائے خزانہ کسی بات کو اپنی گورنمنٹ کے حکم بغیر مانتی نہ تھی۔ کمیشن کو یہ استحقاق تھا کہ وہ مجلس وزرا میں بیٹھ کر بڑی بڑی باتوں میں صلاح ومشورہ دے۔ کمیشن بغیر روپے کے مصر میں کچھ کام نہیں کر سکتا تھا اور روپیہ بغیر وزرا کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ میجر بیرنگ اس

اس کام کو بڑی مستعدی سے کرتے تھے وہ اپنی خدمت سے جُدا کئے گئے اور اُن کی جگہ مسٹر کالوں مقرر ہوئے۔ انہوں نے اپنا کام مسٹر دی بلگ ٹیرس کے ماتحت بن کر لیا اس طرح کام کرنے سے انگلستان کا پلہ مصر میں جو ابتک بھاری تھا ہلکا ہوا۔ مصر میں یہ دو عملی وزارت مصریوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتی تھی بلکہ قرض خواہوں کے لئے کام کرتی تھی۔ مصر کے بجٹ میں کسی شخص پر اور کسی بات پر اسکے سوائے خیال نہیں ہوتا تھا کہ قرض ادا ہو اور انگریزی اور فراسیسی عہدداروں کی جو ٹڈیوں کے دل کی طرح آگئے تھے تنخواہ ادا کی جائے۔ اب مصریوں کا اس دو عملی وزارت سے ناک میں دم آگیا تھا انہوں نے ایک جنگی سرکشی اختیار کی۔ جس کا سردار کرنیل عربی بے تھا۔ جس کی پولیسی سوائے اس کے کوئی اور نہ تھی۔ کہ مصریوں کے لئے مصر ہو۔ اس فساد کے مٹانے کے لئے خدیو نے ریاض پاشا کی وزارت کو موقوف کیا اور شریف کی ماتحت وزارت قایم کی جس میں عربی بے حکومت کرتا تھا۔ اب یہ جلد ظاہر ہوگیا کہ برٹش اور فراسیسی مصر میں کام نہیں کرینگے۔ ۱۸ر جنوری ۱۸۸۲ء کو عائد مصری نے ایک اپنی جماعت بنا کر یہ دعوے کیا کہ بجٹ بنانے کا استحقاق ہم کو ہے۔ برٹش اور فراسیسی وزرا نے اس کے اس استحقاق سے انکار کیا۔ مصریوں نے دول غیر کے وزرا کا ہاتھ مصر کے محکموں کے حساب کتاب کی جانچ سے روک دیا۔ خدیو نے ایک نئی وزارت بنائی جس میں محمد سمیع برائے نام وزیر تھا۔ اور دراصل عربی وزیر جنگ تھا۔ کل مختار تھا۔ مدتوں تک عربی بے کو اہل یوروپ بڑا لایق فایق راست باز خیر خواہ قوم سمجھتے رہے۔ ۸۲-۱۸۸۱ء میں اس کا ستارہ اقبال خوب چمکتا رہا۔ قاہرہ میں اس کی سواری جس تزک و احتشام سے نکلتی تھی خدیو کی نہیں نکلتی تھی۔ خدیو مصر نے اوّل عربی بے کی قومی بہی خواہی کی تحریک کی تائید کی۔ اور اُس کو سپاہ کا وزیر بنا کے معزز و ممتاز کیا جسکے سبب سے وہ درحقیقت مصر کے نظم و نسق کا مالک و مختار ہوگیا۔ یہ بھی یقین کیا جاتا تھا۔ کہ درپردہ سلطان بھی عربی بے پر نظر التفات رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ عربی بے کی ہدایتوں کے موافق خدیو مصر کام کرے۔ اب انگلینڈ کی عقل چکر میں آئی کہ کیا تدبیر کرنی چاہیئے اگرچہ عربی پاشا

ایک قومی قومی گروہ کا سرپرست و مقتدا تھا تو یہ انگلینڈ کی پولیسی کے خلاف تھا کہ وہ اس کے پامال کرنے کے لئے مصر میں مداخلت کرتا

عربی پاشا کی نیت کا حال صحیح صحیح دریافت ہونا مشکل ہے مگر غالباً اس کی نیت میں یہ تھا کہ انگلینڈ مداخلت نہ کرے۔ اور اگر وہ مداخلت کرنے پر جرأت کرے تو اس کا تدارک اس کے رقیب فرانس کے پالیسی اور دول یوروپ کے ہاتھ سے کرایا جائے۔ عربی پاشا بڑا عاقل اور ہوشیار تھا۔ مگر وہ یوروپ کی امور سلطنت سے ناآشنا تھا۔ اس کو عربی زبان کے سوائے کوئی اور زبان بولنی نہیں آتی تھی۔ وہ جن چند انگریزوں سے ملا تو ان میں یہ قابلیت نہ تھی کہ وہ انگلش ڈپلومیٹک خیالات اسے سمجھاتے۔ یہ انگریز یقین کرتے تھے کہ عربی پاشا سچا خیرخواہ قومی ہے۔ اور قومی تحریک اعظم کا محرک ہے اس لئے انگریزوں کو اس کے ساتھ ہمدردی اور مروت کرنی چاہئے۔ انہوں نے عربی پاشا کو یقین دلایا کہ انگریزی قوم بھی اس کی محبت قومی کی تحریک کے مٹانے کا قصد نہیں کرے گی۔ مسٹر گیمٹا نے انگلینڈ کو ترغیب دی کہ وہ عربی بے سے لڑنے کے لئے فرانس کے ساتھ شریک ہو جائیں مگر اُسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ مسٹر موصوف اپنے عہدہ پریسیڈنٹ فرانس سے مستعفی ہوئے اُن کی جگہ مسٹر ڈی فریسی نٹ مقرر ہوئے جنکی پولیسی یہ تھی کہ مصر کے جنگی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ اس سبب سے مسٹر ڈی بلگ ٹیرس نے بھی استعفا دے دیا۔ بس لارڈ سیلیسبری نے دوعملی وزارت کا تجربہ کیا تھا۔ وہ ختم ہوا۔ عربی بے کو پاشا کا خطاب ملا وہ حقیقت میں مصر کا مطلق العنان حاکم تھا۔ جس کی پولیسی سوائے اس کے کچھ اور نہ تھی کہ مصریوں کے لئے مصر ہو۔ دھمکی دی گئی کہ جتنے اجنبی آدمی ہیں اُن کا قتل عام کیا جائے گا۔ اس سبب سے فرانسیسی اور برٹش کونسلوں نے اپنے اپنے بیڑے اسکندریہ میں بھیجدئے اور دونوں نے مل کر خدیو کو صلاح دی کہ وہ عربی پاشا کو نکال دے۔ وہ ہدؤں سے سازش کر رہا ہے عربی پاشا نے استعفا دیدیا۔ خدیو توفیق نے نئی وزارت قایم کرلی مگر اس سبب سے قایم نہیں رہ سکی۔ کہ سپاہ نے دھمکی دی کہ ہم سوائے سلطان کے کسی اور کی حکومت کو نہیں مانینگے۔ سلطان نے مصر میں رفع فساد کے لئے درویش پاشا کو بھیجا مگر وہ کچھ

نہ کر سکا۔ ۱۱ رجون ۱۸۸۲ء کو اسکندریہ میں اہل یوروپ اور مصریوں کے درمیان فساد برپا ہوا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ فساد اس لئے اُٹھا کہ اس کے لئے پہلے سے سازشیں ہو رہی تھیں یا یہ امر اتفاقیہ تھا۔ کہ باروت کے پیپے میں چنگاری جا پڑی۔ انگریزی اور فراسیسی رعایا ماری گئی۔ برٹش کونسل کو گاڑی میں سے گھسیٹ کر اتار لیا اور سخت زخمی کیا۔ مشکل سے لوگوں نے اس کی جان کو بچایا۔ یہ بات مانی جاتی ہے کہ عربی پاشا کی نیت میں یہ بات ذراسی بھی نہ تھی کہ یہ قتل ہو اس لئے کہ وہ بلاشبہ اعلےٰ درجہ کا اخلاق رکھتا تھا۔ اگر وہ نیک اخلاق نہیں بھی رکھتا تھا تو یہ جانتا تھا۔ کہ اس طرح قتل کا ہونا اُس کی ذات اور اُس کی پولٹیکل مقاصد کے حق میں زہر ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اس وقت تک انگلستان کا یہ ارادہ تھا کہ کوئی کام مصر میں فرانس کی صلاح بغیر نہ کرے مگر فرانس بہت وجوہ سے مصر کے کاموں میں مداخلت سے پہلو تہی کرتا تھا۔ اس اثناء میں عربی پاشا نے ایسی وضع اختیار کی کہ وہ انگریزوں سے لڑنا چاہتا ہے۔

برٹش گورنمنٹ کو اب تک تامل تھا۔ کہ وہ بیڑے سے سپاہ کو خشکی میں اُتار کر خدیو کو عربی پاشا کے یا کسی اور کے ہاتھ سے بچائے۔ سلطان روم نے مصر کے انتظام کرنے میں سب طرح سے التوا کیا اور مصر کی وزارت کا ذکر کیا گیا تو اس میں عربی پاشا کو وزیر جنگ تجویز کیا۔ انگلینڈ اب تک ارادہ یہ رکھتا تھا۔ کہ جو کام کرے وہ فرانس کی صلاح و مشورہ سے کرے۔ مگر بہت سی وجوہ ایسی تھیں۔ کہ فرانس کا میلان یہ تھا کہ معاملات مصر میں متعدی کے ساتھ وہ درمیان میں نہ پڑے۔ اس اثناء میں عربی پاشا نے خدیو کو تو ایک طرف بٹھایا اور انگلینڈ سے مقابلہ کرنے کا ڈھنگ دکھایا۔ اسکندریہ کے قلعوں کو بڑی شان کے ساتھ مستحکم کرنا شروع کیا۔ اور اپنے سامان جنگ کو بڑھایا۔ دفعتہً انگریزی حاکموں نے تنہا ہو کر کام کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ انگریزی بیڑے کے میر بحر سیمر نے عربی پاشا پاس حکم بھیجا کہ قلعہ کی کسی قسم کی استواری نہ کی جائے۔ اور اگر قلعے جو بندر پر ہیں وہ اس لئے حوالہ نہ کئے جائینگے کہ وہ اُن کو بے اسلحہ کر دے۔ تو انگریزی بیڑا اپنا کام شروع کریگا ۱۰ رجولائی انگریزی بیڑا اپنے مقام پر آیا اس میں آٹھ آہنی جہاز اور پانچ گن بوٹ اور

ساڑھے تین ہزار سے کچھ زائد سپاہ اور ایک سو دو توپیں تھیں۔ اس جنگ میں اہل فرانس کے شریک ہونے سے انکار کر دیا اور اسی رات کو پیرس سے حکم بھیجدیا کہ بیڑا۔ اسکندریہ کو چھوڑ کر بندر سعید پر چلا جائے۔ پس اس وقت جو فرانس و انگلینڈ کی دو عملی مصر میں تھی عملاً موقوف ہوئی۔ اا جولائی کو انگریزوں نے اسکندریہ پر گولہ زنی شروع کی یہ جنگ بہت دیر تک قایم نہیں رہی۔ اور اس کے نتیجہ میں بھی لمحہ بھر شبہ نہ ہوا۔ مصری توپچیوں نے توپیں اچھی طرح چھوڑیں۔ انگریز اپنے جہازوں پر سے برقی روشنی سے دیکھتے تھے کہ اسکندریہ کی ساری آبادی عربی پاشا کی گرمجوشی و ہمت کوششی میں شریک ہے اور عورتیں اور بچے تک توپچیوں کی مدد کرتے ہیں کہ وہ انگریزی بیڑے پر توپیں چلائیں۔ دوسرے دن بھر گولہ زنی ہوئی تو شہر مصر میں مصریوں نے صلح کا جھنڈا دکھایا کہ امان مانگی۔ آخر کو میجر انگریزی پاس خبر آئی کہ عربی پاشا۔ اور اس کی ساری سپاہ قلعوں کی کل ٹین سے جدا ہوئی شہر اسکندریہ انگریزوں کے قبضہ میں نہ تھا۔ وہاں افسروں نے بڑا فساد برپا کیا۔ میر جبر پاس اس قدر سپاہ نہ تھی کہ وہ شہر کے فساد کا انسداد کرتا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی سپاہ کو شہر میں اوتار کر انتظام و بندوبست کرے۔ مفسدوں نے شہر کی بڑی بڑی عمارتوں کو غارت کر دیا اور دو ہزار سے زائد اہل یوروپ کو قتل کر ڈالا۔ جب عربی سپاہ شہر میں آئی تو شہر کی گلیوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ مگر انگریزی سپاہ نے شہر کا بالکل بندوبست کر دیا۔ اور خدیو کو جو راس الطین کو بھاگ گیا تھا۔ محل رمیدہ سے واپس لائی۔ عربی پاشا اور مصری سپاہ نے تل الکبیر میں جاکر مورچہ بندی کی۔ جس کے پراگندہ کرنے کے لئے اور نہر سویز کے محفوظ رکھنے کے لئے گارنٹ ولزلی کے ماتحت انگریزی سپاہ روانہ ہوئی جس میں تیرہ ہزار سپاہ اور ساٹھ توپیں تھیں۔

پروفیسر اڈورڈ پامر کا مارا جانا

یہ پروفیسر مشرقی زبانوں کا بڑا عالم متبحر تھا۔ انہوں نے شمالی قوموں میں اپنا بڑا اعزاز پیدا کیا تھا۔ وہ اس غرض سے ڈپلومیٹک مشن بنا کے بھیجے گئے کہ وہ عربی پاشا

اور بدؤں کے درمیان اتحاد نہ پیدا ہونے دیں۔ اور بدؤں سے نہر سویز کی حفاظت کرنے کا عہد و پیمان لیں۔ اُن کو اپنے وطن سے ایسی محبت تھی کہ اُس کی خدمت گذاری کے عوض میں ایک سوئی بھی نہیں لیتے تھے انہوں نے اس کام کو خوشی سے قبول کیا۔ اُن کے ساتھ دو اور انگریز گئے جو اس کام کے لئے بڑے لائق تھے اس کے ساتھ پہرے چوکی سپاہیوں کا نہ تھا۔ کیوں کہ اُس کے ساتھ ہونے سے مقصد ہاتھ سے جاتا تھا۔ وہ جوبیا سے صحرا سنائی میں شامی امیر کا بھیس بنا کر گئے مگر اُن کو رہبر دغا دیکر ایک کمین میں لے گیا۔ اور ۱۰ اگست ۱۸۸۲ء کو اُن کو اور اُن کے ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ برٹش گورنمنٹ نے تحقیق کر کے اُن کے پانچ قاتلوں کو پھانسی دی۔ مگر اس عالم کے دوستوں کا دل کب اس سے ٹھنڈا ہوتا تھا۔ اُن کی لاش سینٹ پال میں گئی اور وہاں دفن ہوئی اس طرح اُن کی قبر فراموشی کے عالم میں مصر کی ریت کے نیچے دبنے سے بچ گئی۔ اُن کی بدولت نہر سویز محفوظ ہو گئی

۱۹ اگست ۱۸۸۲ء کو سر گارنٹ ولزلی سپاہ کو مخفی لے کر اسکندریہ سے اسماعیلیہ کو روانہ ہوئے۔ اُن کا ارادہ تھا کہ قاہرہ میں نہر آب شیریں کی راہ سے جائیں۔ ۲۸ کو عربی پاشا تل الکبیر میں آیا جہاں اُس نے مورچہ بندی کی تھی۔ انگریزی لشکر رات کو ریگستان میں ایک بڑا سفر کر کے آیا اور اُس نے عربی پاشا کے مورچوں پر حملہ کیا۔ مصری سپاہ اگرچہ بہادری سے لڑی مگر انگریزی سپاہ نے اُس کو سنگینوں پر ایسا چڑھایا کہ وہ بھاگ نکلی۔ عربی پاشا اور اُس کے نائب مقید ہوئے۔ جنرل لو تھوڑے سے سوار لے کر قاہرہ میں داخل ہوئے۔ اُس وقت قاہرہ میں ۲۷ ہزار فلاحین اور اس کے قلعہ میں دس ہزار سپاہ تھی مگر ۱۵ ستمبر کو انگریزی سپاہ بے کھٹکے قاہرہ میں داخل ہوئی۔ اور خدیو کو دوبارہ تخت نشین کیا جس کے سامنے یہ سپاہ صف بندی کئے کھڑی تھی۔ اس تاریخ لارڈ ولزلی نے تار بھیجا کہ لڑائی ختم ہوئی اور سپاہ نہ بھیجی جائے۔ مسٹر گلیڈسٹن کی گورنمنٹ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ انگلینڈ کا تسلط مصر میں جو دو عملی میں جا چکا تھا پھر حاصل ہو گیا۔ فرانس اور دول یوروپ نے خدیو کی سلطنت کے سنبھلنے کا بار بالکل انگلینڈ ہی کے سر پر رکھ دیا اور انہوں نے منظور کر لیا کہ مصر پر دس ہزار انگریزی سپاہ اپنا قبضہ رکھے مگر مسٹر گلیڈسٹن نے بڑے زور شور سے کہا کہ یہ قبضہ چند روزہ رہے اس جنگ کا خرچ انگلینڈ پر ۰۰۰۰۰ ۴۶ پونڈ پڑا۔ عربی پاشا کو کورٹ مارشل میں موت کا حکم دیا گیا۔ مگر خدیو نے اس سزا کو بدل کر لنکا میں جنم قیدی کر کے جلا وطن کر دیا۔ سر گارنٹ ولزلی نے اس مہم کا اہتمام بڑے حسن انتظام کے ساتھ کیا جس کام کے لئے جو وقت

مقرر کیا اُس کے سرانجام دینے میں پل بھر کا فرق نہ آنے دیا۔ اُن کو اور امیر البحر سی مور کو بیرونٹ کا خطاب ملا اور دو لشکروں کے لئے دو ہزار پونڈ پنشن مقرر ہوئی اس لڑائی کے نتائج یہ ہوئے کہ معاملات مصر سے فرانسیسی اور سلطان دونو جُدا ہو گئے اور برٹش کونسل جنرل کو بالکل مصر کے انتظام کے اختیارات خدیو کی طرف سے مل گئے۔ مصر سے دوعملی موقوف ہوئی۔ ساری جوابدہی اس سلطنت کی انگلینڈ کے ذمہ رہی۔ مصری سپاہ کے قواعد محدود ہوئے۔ مصری پولس کے افسر بیکر پاشا مقرر ہوئے۔ مصر پر انگلینڈ کے قبضہ رکھنے سے بہت فائدے حاصل ہوئے ٹیکسوں میں تخفیف و مساوات ہوئی۔ آدمیوں کا بیگار میں پکڑا جانا موقوف ہوا عدالتوں میں انصاف ہونے لگا۔

اگر برٹش گورنمنٹ کا مقصد مصر پر قبضہ کرنے سے یہ ہوتا کہ وہ مصر کی مختلف قوموں کی بہتری و بہبودی کرے تو وہ حُب انسانی میں کامیابی کا حاصل کرنا تھا مگر مدبران ملکی اس بات کو کب تسلیم کرتے ہیں کہ دریائے نیل پر انگریزوں کے قدم جمانے کا یہ مقصد تھا۔ اُن کا صرف یہ مقصود تھا کہ ہندوستان کی شاہ راہ میں اُن کی آمد و رفت بے ہرج و مرج ہو اور نہر سویز محفوظ رہے۔ انگلش گورنمنٹ مصر میں انگریزوں کے قبضہ رکھنے کے خلاف تھی۔ خواہ اس سے مصریوں کو کتنا ہی فائدہ ہو۔ عربی پاشا کو سیلون میں جلائے وطن کرنے کے سبب اُس کو مصر پر قبضہ رکھنے کے سبب سے فقط خدیو کی خاطر سے مہم پر مہم کرنی پڑیں ان مہموں میں بعض میں بڑی ناکامی ہوئی اور بعض میں کامیابی چند روزہ ہوئی۔ ایک پرانی ضرب المثل چلی آتی ہے کہ زیادہ و زیادہ تر۔ یہ بات زیادہ سے زیادہ تر رکھنے کی نہ تھی بلکہ زیادہ کے محفوظ رکھنے کے لئے مجبوری زیادہ تر رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ یہ امر بالکل یقینی ہے کہ مصر میں انگریزوں کے تسلّط رکھنے سے فرانس ہمیشہ سے ناراض تھا۔ مگر انگلستان مصر میں ایک خاص وقت تک حکومت رکھنے سے اپنے تئیں باز نہیں رکھ سکتا تھا۔

گلیڈسٹن کی دوبارہ وزارت ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۵ء تک

گلیڈسٹن نے دوبارہ وزارت مرتب کی جس کے روبرو آئرلینڈ کی مشکلات پیش آئیں۔ آئرلینڈ میں زمیندار اور کاشتکاروں کے تعلقات ایسے تھے جس سے بہت تکالیف پیدا ہوتی تھیں ایک لینڈ لیگ مرتب ہوئی کہ وہ زمینداروں کے مقابلے میں کاشتکاروں کی حمایت کیا کرے۔

پارلیمنٹ میں اہل آئرلینڈ کے ممبروں کی ایک پارٹی تھی۔ جو ہوم رول کے خواستگار تھیں کہ وہ خود ہی آئرلینڈ کے معاملات طے کیا کرے۔ اس گروہ کا سرغنہ پارنیل تھا۔ ۱۸۸۱ء میں اس وزارت میں اور ایک ایکٹ اراضی کا پاس ہوا۔ جس کے موافق ایک عدالت اراضی مقرر ہوئی کہ وہ لگان تجویز کیا کرے جو پندرہ برس تک نہ بدلا کرے۔ اور ایک ایکٹ پاس ہوا کہ جان و مال کی محافظت کے لئے قتل و دنگہ و فساد کا انسداد اس طرح کیا جائے کہ مشتبہ لوگ بغیر کسی تحقیقات جرم کے مقید ہیں ۱۸۸۱ء میں پارنیل اور اور سرغنہ مقید ہوئے ۱۸۸۵ء میں اُن کو گورنمنٹ نے رہا کر دیا کہ وہ نیک و صالح طریقے اختیار کریں۔ اس سبب سے مسٹر فوسٹر فورین سکرٹری آئرلینڈ نے استعفاد دیا اس کا قایم مقام ایس ولسن مقرر ہوا۔ اس کو اور اس کے ساتھ انڈر سکرٹری برک کو آئرلینڈ میں کوئین پارک میں ایک گروہ نے قتل کیا۔ پھر ایک اور ایکٹ انسداد جرایم کا نافذ ہوا آئرلینڈ کے ممبران پارلیمنٹ وزارت کے سخت دشمن تھے۔

۱۸۸۴ء میں لبرایل اور کون سروٹو کی موافقت سے تیسری دفعہ ریفورم بل پاس ہوا جس کے سبب سے دوسری دفعہ کے ریفورم بل کی نسبت زیادہ لوگوں کو پارلیمنٹ کے لئے ممبروں کے انتخاب کرنے کا اختیار حاصل ہوا۔ ۱۸۸۵ء میں لبرایل گورنمنٹ موقوف ہو کر کون سروٹو گورنمنٹ مقرر ہوئی

کولونیوں کا پھیلنا ۱۸۱۵ء سے ۱۸۷۴ء تک

۱۸۱۵ء میں واٹرلو میں فرانس سے جنگ عظیم ہوئی تھی اس کے بعد انگلینڈ نے اِن کولونیوں کی قدر و منزلت کی جو ویسٹ انڈیا آئی لینڈ میں تھیں۔ وہ شکر پیدا کرتی تھیں۔ اور کیپ گڈ ہوپ کی قدر شناسی کی کہ وہ انگریزوں کا مامن تھا جنگ کے زمانہ میں بڑا کام دیتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ انگریز اپنا ترک وطن کر کے۔ کینڈا اور آسٹریلیا میں بھی جا کر بسے تھے مگر اُن کی تعداد زیادہ نہ تھی اور کیپ گڈ ہوپ میں تقریباً ساری آبادی ڈچ کی تھی۔ ویسٹ انڈیا آئی لینڈ کا تنزل اس وقت سے ہو گیا کہ غلامی موقوف ہوئی۔ انگلینڈ کا بازار غیر ملکوں کی شکر کے لئے کھل گیا۔ غلاموں کے کاشت کرنے سے جو شکر کے نظام میں نقصانات ہوتے تھے۔ وہ بھی معلوم ہو گئے۔ برطانیہ اعظم نے جتنے اپنے آدمیوں کی نئی بستیاں آباد کیں۔ اُن کی گورنمنٹ کا انتظام مثل برطانیہ اعظم کی

گورنمنٹ کے کیا جس کے سبب سے ان نئی بستیوں نے کبھی اپنے مادری ملک کی رشتہ مندی کو نہیں چھوڑا۔ یہ انگریزی نوآبادیاں کرہ زمین کے تین حصوں میں ہیں۔ کینیڈا کی قلمرو میں۔ آسٹریلیشیا میں جنوبی افریقہ میں۔

شمالی امریکہ میں کینیڈا کی نوآبادیاں یعنی کولونی ۱۸۴۱ء سے ۱۸۷۲ء تک

ہم نے اول کتاب میں بیان کیا ہے کہ برٹش و فراسیسی آباد ہونے والوں میں جو فسادات تھے ان کا خاتمہ ۱۸۴۱ء میں ہو گیا اور دونوں کے صوبوں میں قانونی اتحاد ہو گیا دونوں میں انگلستان کی طرف سے ایک گورنر جنرل مقرر ہوتا تھا اور وہیں کے باشندوں کی ایک پارلیمنٹ مقرر ہوتی۔ واضع قانون لیمنٹ ایک سنیٹ ہوتا جس کے دو ممبر رعایا منتخب کرتی اور ائندہ تاحیات سینٹ مقرر کرتا۔ ہر ہر صوبہ کی پار جدا جدا مقامی معاملات کے انفصال کا اختیار رکھتی بالائی اور نشیبی کنیڈا کی جدا جدا پارلیمنٹ تھی اور ان کے نام ادل نے ریو اور کوئی بک تھے اور ان میں قلمرو واسکوشیا اور نیو برنزوک کا اور اضافہ ہو گیا۔ ۱۸۶۷ء و ۱۸۷۲ء کے درمیان اس قلمرو میں برٹش کولمبیا اور پرنس اڈورڈ آئی لینڈ اور شامل ہوئے نیو فونڈلینڈ جدا رہا۔ شمال مغرب کی غیر آباد زمین اس سلطنت کے ماتحت تھے۔ پس یونائیٹڈ سٹیٹس کے شمال میں کل امریکہ اطلینٹک سے لے کر پیسی فک تک باستثنائے نیو فونڈلینڈ اور اس کے تابع لے براڈور کے ایک گورنمنٹ کے ماتحت تھا۔

آسٹریلیشیا ۱۷۷۵ء سے ۱۷۷۲ء تک

آسٹریلیشیا کے کولونیوں کے دو گروہ ہیں ایک آسٹریلیا دوسرا نیوزی لینڈ۔ آسٹریلیا میں اول مجرم جلائے وطن ہو کر آباد ہوتے تھے۔ وہ ۱۷۸۸ء میں بندر جیکسن میں آئے۔ بہت برسوں تک اس کولونی کا نام سوتھ ویلز رہا جس میں مجرم آباد تھے۔ یہ مجرم اپنی میعاد قید بھگتنے کے بعد آزاد ہو جاتے تھے اور ان کی اولاد آزاد سمجھی جاتی تھی۔ انگلینڈ سے کچھ آزاد آدمیوں نے بھی جا کر وہاں بسنا شروع کیا۔ ۱۸۲۱ء میں نیو ویلز کی آبادی بیس ہزار آدمیوں کی تھی۔ جن میں تین چوتھائی مجرم تھے۔ یہ تحقیق ہو گیا تھا کہ اس ملک میں اون خوب پیدا ہوتی تھی۔ ۱۸۲۰ء میں اس کی آبادی

پچیس ہزار آدمیوں کی تھی اور ۱۸۲۵ء میں ۲۹۰۰۰ آدمیوں کی ہوگئی۔ اُس وقت سے اس میں کامیابی کی اُمید ہوئی اور اور کولونیاں اس عرصے میں آباد ہوئیں۔ ایک کولونی ویسٹ آسٹریلیا مجرموں سے آباد ہوئی اور ۱۸۳۶ء میں سوتھ آسٹریلیا میں ایک جُدا گورنمنٹ مقرر ہوئی ۱۸۴۲ء اس کے لئے ایک ایکٹ پارلیمنٹ میں پاس ہوا ۱۸۵۰ء میں نیو سوتھ ویلز سے وکٹوریہ جُدا کیا گیا جو آبادی آزاد آدمیوں کی تھی وہ اس بات سے خفا و ناراض ہوتے تھے کہ انگلینڈ سے مجرموں کی کھیپیں کی کھیپیں چلی آتی ہیں اُس نے مجرموں کے نہ آنے پر ایسا اصرار کیا کہ ۱۸۵۱ء میں الکا بھیجنا بند ہوگیا پھر اُن کولونیوں میں مجرم جانے لگے جو کم آباد تھیں۔ جب ان میں سونے کی کانیں نکل آئیں تو پھر وہاں آدمیوں کے ہجوم کے ہجوم آنے شروع ہوئے۔ برطانیہ اعظم سے بہت لوگوں نے سونے کی طمع میں ترک وطن کیا۔ ۱۸۵۹ء میں کوئینس لینڈ ایک جُدا کولونی آباد ہوئی۔ ۱۸۸۱ء میں کل آسٹریلیا کی آبادی ۲۸۴۳۰۰۰ آدمیوں کی ہوگئی ۱۸۸۲ء میں نیوزیلینڈ میں ۴۸۹۰۰۰ آدمیوں کی آبادی ہوئی اور وہاں ایک جُدا پارلیمنٹ مقرر ہوئی جس کی دارالاقامت ولنگٹن تھی۔

جنوبی افریقہ

۱۸۰۶ء میں کیپ کولونی برٹش گورنمنٹ کے تحت میں آئی ۱۸۲۱ء میں اس کے اندر برطن سے نقل مکان کرنے والوں کی رو آگئی۔ شمالی مشرقی سرحد پر کافر قومیں اُن کو ضرر پہنچاتے تھے کافر بڑے بہادر اُن سے لڑنے کو تیار بیٹھے تھے۔ ۱۸۳۴ء سے اس کافر قوم کے ساتھ وقتاً فوقتاً لڑائیاں جاری رہیں اور کولونی کے مخازن پر ایک ٹیکس لگ گیا تو اُن کی محافظت کے واسطے برٹش رجمنٹیں بھیجی گئیں۔ بہت سے ڈچ جن کو بوئر یعنی کسان کہتے ہیں وہ برٹش گورنمنٹ سے ناراض تھے ۱۸۳۵ء میں اُنہوں نے یہاں سے نقل مکان کر کے ایک بڑی جُدا سٹیٹ اورنج اور فری سٹیٹ بنائی جس کا آزاد ہونا ۱۸۵۴ء میں تسلیم کیا گیا ۱۸۵۲ء میں اب ڈچ کی آبادی ٹرنسوال کا آزاد ہونا مانا گیا ۱۸۴۳ء سے نٹال ایک برٹش کولونی تھی ۱۸۶۷ء میں کیمبرلی میں ہیرے کی کانیں نکل آئیں جس کے سبب سے لوگ زیادہ نقل مکان کر کے یہاں آئے ۱۸۷۵ء میں نقل مکان کرنے والوں کی تعداد جنوبی افریقہ میں ۱۷۵۹۰۰۰ ہوگئی انگریزی قلمرو میں ۹۰۰۰ ۱۳۴ تھی اور باقی اور آدمی بوئروں کی قلمرو

میں آن کر آباد ہوئے تھے۔ جنوبی افریقہ کی آبادیوں میں بہ نسبت شمالی امریکہ کی آبادیوں کے اصلی باشندوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ۱۸۷۵ء میں گوروں کی آبادی ۳۵۰۰۰ آدمیوں کی تھی۔ ہر چھ دیسی باشندوں کے پیچھے پانچ گورے تھے۔

معاملات سوڈان

مسٹر گلیڈسٹن کی عہد وزارت میں معاملات سوڈان

۱۸۸۳ء میں گورنمنٹ انگلینڈ و مسٹر گلیڈسٹن کا ارادہ ہوا کہ مصر میں انگریزی سپاہ کم کردی جائے مگر پہلے اس سے کہ یہ ارادہ پورا کیا جائے مصر میں ایک حادثہ برپا ہوا جس نے اس ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ ہمیشہ سے خدیو کے خاندان کی الوالعزمی یہ چلی آتی تھی کہ وہ خط استوا کی سمت میں اپنی سلطنت کو وسعت دے۔ اُس نے اُس سمت میں اس دشوار ضلع کے فتح کرنے کا ارادہ کیا جس کو سوڈان کہتے ہیں۔ اور اُس کے فتح کرنے کے لئے مصر کو سپاہیوں سے اور خزانوں کو روپیوں سے خالی کیا۔ اور اُس کی فتح کے لئے بہانہ یہ بنایا کہ بردہ فروشی کی تجارت کو موقوف کرے۔ اس طرح اس نے گراں بہا فتح کی پولیسی کو مقدس بنایا۔ سوڈان کی قوموں کو مصری اور ترک ستاتے بہت تھے اور جابرانہ اُن سے تحصیل زر کرتے تھے اس لئے نتیجی مصر میں جتنے فساد برپا ہوتے تو سوڈان کی قومیں مصریوں یا ترکوں کے خلاف سرکشی کرتیں۔ اب یہ قومیں مہدی موعود کے علم کے نیچے جمع ہوئیں۔ مہدی کا نام محمد احمد تھا۔ مئی ۱۸۸۱ء میں جزیرہ آبا میں بہت مسلمان اس کے مرید ہوگئے تھے۔ اُس نے اپنا مذہبی رنگ بدل کر جنگی رنگ اختیار کیا اور دعوت اسلام کرنے لگا۔ مُلک سوڈان کا بہت حصہ اُس نے فتح کرلیا۔ وہ صوبہ کردفان کا مالک تھا جب اکتوبر ۱۸۸۲ء میں خرطوم سے یہ خبر آئی کہ عبدالقادر گورنر جنرل خدیو نے جو سپاہ مہدی کے مقابلے میں بھیجی تھی وہ سب قتل ہوکر فنا ہوئی۔ اب اور فوج بھیجنی ضرور ہوئی۔ تو سوڈان کے اس فساد کے فرو کرنے کے لئے مارچ ۱۸۸۳ء میں برٹش گورنمنٹ نے کرنیل ہکس کو دس ہزار مصری سپاہ کے ساتھ بھیجا یہ وہ ہندوستانی سپاہ کا پنشن یافتہ افسر تھا۔ اس نے افسر کے بھیجنے کا حکم دیدیا۔ مگر اس کی امداد اور کمک کے لئے کوئی تدبیر نہیں کی۔ برٹش گورنمنٹ کی یہ پولیسی عاقلانہ نہ تھی کہ اس نے مصر کی قسمت

کی جوابدہی اخلاقاً اپنے ذمے لے لی۔ مگر اس کی یقینی کامیابی کے لیئے قدم نہیں اٹھائے۔ مہدی نے
صوبہ کردفا کے صدر مقام العبید کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ ۵ نوامبر ۱۸۸۳ء کو العبید سے تیس میل کے
فاصلہ پر مہدی نے ہکس پاشا کی سپاہ پر حملہ کیا۔ اور ہکس پاشا اور اس کی ساری سپاہ کو مار کر
بالکل نیست و نابود کر دیا۔ اب سوڈان میں مصریوں کے قبضے میں چند قلعے خرطوم۔ سواکن سنکیس۔
رہ گئے۔ جن کو دشمنوں نے سب طرف سے محصور کر رکھا تھا۔ برٹش گورنمنٹ نے توفیق پاشا خدیو
مصر کو سمجھایا کہ وہ سوڈان کے دوبارہ فتح کرنے کا قصد نہ کرے۔ مگر یہ صلاح دی کہ محصور قلعوں میں
جو سپاہی ہیں اُن کی مدد کر کے سلامت نکال لائے۔ اور بحر احمر کے کناروں پر اور دریائے نیل پر
وادی حلفہ تک اپنا قبضہ رکھے۔ جس کے سبب سے مُلک کے پیداوار کے باہر جانے کے رستے بند
ہو جائیں اور ملک کے فتنہ و فساد مٹ جائیں۔ اب وزارت انگلینڈ کی جان عذاب میں آئی اگر
وہ سوڈان کے دوبارہ فتح کرنے کا قصد کرتی ہے تو ٹوری بُرا کہتے ہیں۔ کہ وہ پولیسی اختیار کی جاتی ہے
جس میں خون ریزی ہوتی ہے۔ اور مصر کا سرمایہ خدیو کی اُولوالعزمی کے پورا کرنے میں برباد جاتا ہے۔ اور
اگر وہ توفیق پاشا کو یہ سمجھاتی کہ وہ سوڈان میں اپنا اکیلا کام کرے تو اُس کو بُرا کہتے ہیں کہ وہ غلامی اور
وحشی پنے پر تہذیب اور شائستگی کی فتحیابی کو ترک کرتی ہے۔ مگر اُس وقت وہ اور کاموں میں مصروف ہوئی

مہدی کی فتوح اور وزارت انگلینڈ کی دشواریاں

۵ رفروری ۱۸۸۴ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں ملکہ معظمہ نے جو اسپیچ دیا اس میں اُن باتوں کا ذکر
تھا کہ سوڈان میں مہدی کو فتوح غیر مترقبہ حاصل ہوئی ہیں اس سبب سے یہ ارادہ جو تھا کہ قاہرہ کو انگریزی
سپاہ بالکل خالی کر دے اور مصر کی سپاہ محافظہ میں کمی کی جائے۔ وہ ملتوی کرنا پڑا۔ جنرل گارڈن
اور اون کے ماتحت کرنیل سٹوورٹ کو خرطوم بھیجنے کی تدبیریں ہونے لگیں۔ مصر میں جو برٹش گورنمنٹ
نے پولیسی اختیار کی تھی اُس کے باب میں کامنس ہوس اور لارڈس ہوس کے ممبروں میں بڑا
اختلاف آرا تھا ایک رات کہتا تو دوسرا دن۔ مصر سے انگلینڈ کا تعلق ایک خاص طرح کا
حیران کرنے والا تھا۔ گورنمنٹ جو پولیسی اُس کے باب میں اختیار کرتی وہ اعتراضات کے قابل ہوتی
جہاں تک کہ انگلینڈ اور مصر کی اغراض متعلق تھیں اُن کے لیئے تو یہ انسب و بہتر تھا۔ کہ مصر کی

سرحد وادی حلفہ تک ایسی استوار اور محکم بناتے کہ اس کے اندر کوئی دشمن داخل نہ ہو سکتا۔ پھر سوڈان میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرتے اور قلعوں کے سپاہیوں اور وہاں کے مصری رہنے والوں کو خود مختار کرتے کہ وہ اپنے آپ مہدی سے شرائط صلح کریں گو یہ کام بہادرانہ یا اشرافانہ نہ تھا مگر عاقلانہ تھا جس کے سبب سے نہ بے فائدہ اسراف کثیر ہوتا نہ بے بہا جانیں تلف ہوتیں۔ اس بات میں بس مارک کا قول بڑا معقول تھا کہ وہ یہ تجربۃً کہا کرتا تھا کہ میں مشرقی معاملات میں کبھی اپنے سپاہی کی ہڈی پر ضرب بھی نہیں آنے دونگا۔ مگر مسٹر گلیڈسٹن کے لئے تو اس مقولہ پر عمل کرنا ناممکن تھا اُن کے مشیر کار تو جنگ کے پیاسے تھے۔ غیر ملکوں کے ساتھ صلح یا جنگ کرنے کے معاملات میں اُن کی خواہشیں ایسی تھیں۔ جیسی کہ کسی بیمار کی کھانے کی خواہشیں جن کو وہ جس قدر زیادہ کرتا ہے اُسیقدر وہ اور زیادہ بیمار ہوتا ہے۔ وزرائے نے یہ فیصلہ کیا کہ مصر کو سوڈان سے کچھ تعلق نہ رہے مگر اس کے ساتھ انتظام بھی کیا جائے کہ نشیبی مصر میں قلعوں کے محصورین اور اور مصری صحیح سلامت آجائیں۔ اس کام کے لئے جنرل گارڈن کو تجویز کیا وہ گارڈن پاشا بھی مشہور تھے دو دفعہ خدیو کے والسرائے سوڈان میں ۱۸۷۴ء و ۱۸۷۷ء میں رہ چکے تھے انہوں نے بردہ فروشی کی تجارت کا اور بدنظمی کے دور کرنے کا خوب بندوبست کیا تھا۔ وہ بڑے جری بہادر نیک چلن پاک نفس تھے۔ سب کو اُن کا تقرر دل سے پسند تھا وہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۴ء کو قاہرہ میں آئے خدیو نے اُن کو سوڈان کے گورنر جنرل ہونے کا فرماں دیا اور اپنی طرف سے یہاں کا والسرائے خود مختار مقرر کیا۔ بس جرنیل گارڈن کے دو عہدے تھے کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی طرف ایجنٹ فوریں اوفس کے تھے اور خدیو کی طرف سے والسرائے تھے۔ انہوں نے صحرائے سے عبور کیا اور پہرہ چوکی کچھ ساتھ نہیں لیا۔ وہ خرطوم کو چلے جاتے تھے۔ کہ انگلینڈ میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ اس میں مصر کے باب میں مباحثے ہو رہے تھے کہ سوڈان سے یہ خبر ہولناک آئی کہ ۴ فروری ۱۸۸۴ء کو بیکر پاشا جو تین ہزار مصری سپاہ اور ۶۰ والنیٹر انگریزی پولس کے اور ۹ یورپین افسر لے کر ٹرنکی ٹٹ سے آگے بڑھے تھے اُس کو مہدی کے مریدوں نے لوکر پر شکست دے کر سوا کن کو بھگا دیا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے پارلیمنٹ پر طعن و تشنیع ہونے لگے ایک نے کہا کہ یہ ساری خرابیاں اور مصیبتیں اسلئے پیش آتی ہیں کہ گورنمنٹ مذبذب و متلون۔ پالیسی اختیار کرتی ہے۔ دوسرے

نے کہا تل الکبیر کی جنگ کے بعد مصر کی گورنمنٹ کی ذمہ دار انگلینڈ ہے ہکس پاشا اور اس کی سپاہ کے قتل ہونے کی جوابدہ انگلینڈ ہے یہ اس کی خطا ہے کہ اس نے اس مہم کو نامنظور کیا اور اس نے ہکس پاشا کو لڑائی پہ بھیجدیا اور اس کو کوئی صلاح نہیں بتلائی اور خدیو کو نہیں سمجھایا کہ وہ اپنی سپاہ کو اس مشکل کام کے لئے قوی اور بنائے۔ کسی نے کہا کہ مسٹر گلیڈسٹن کی رائے صواب پہ تھی کہ مصر کو یہ صلاح دی جائے کہ وہ سوڈان کی فتح کا خیال چھوڑ دے اور انگریزی سپاہ اس لئے نہ بھیجی جائے کہ وہ محصور قلعوں میں سے مصری سپاہ کو باہر نکال لائے۔ بعض نے کہا کہ اس رائے میں یہ کسر باقی ہے کہ مسٹر گلیڈسٹن نے یہ نہیں بتلایا کہ سوڈان سے مصر اپنا پیچھا کیونکر چھڑائے۔ اصل بات یہ تھی کہ تل الکبیر کی جنگ کے بعد مصر کا محافظ انگلینڈ تھا جس کے سبب سے اس پر واجب تھا کہ وہ مصر کے باغی اضلاع کو خوفزدہ جب تک رکھتا کہ از سر نو اضلاع کی ترتیب و تنظیم ہوتی جب انگلینڈ نے مصر کو یہ صلاح دی کہ وہ سوڈان سے دستکشی کرے تو شریف پاشا وزیر مصر نے اس صلاح کو نہ مانا اور جب ہکس پاشا کی شکست کے بعد انگلینڈ نے اس صلاح پہ اصرار کیا اور خدیو نے اس کو ماننا چاہا تو شریف پاشا نے استعفا دیدیا اور زبیر پاشا اس کی جگہ مقرر ہوا۔ اس وقت ممبران پارلیمنٹ نے طعن و تشنیع کا دروازہ ایسا کھولا کہ شتیر دل نیک نہاد جنرل گارڈن کو بھی بے ڈالا۔ اس مدبر نے مشتہر کیا تھا کہ صوبہ کردفان کا سلطان مہدی ہے جس میں یہ مصلحت سمجھی تھی کہ محصور قلعوں کی سپاہ صحیح سلامت نکل آئیگی یہ عہد و پیمان پر مہدی راضی ہو جائیگا۔ اور مصری گورنمنٹ کے پرانے کاغذات جن میں باقیات محصول لکھے ہوئے تھے سب کے روبرو جلادئے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ محصول کے وصول کرنے کے واسطے مصری ہم پر جبر نہیں کرینگے جیلخانوں میں جو قیدی بھرے ہوئے ناحق مدت سے مشقتیں اٹھا رہے تھے ان کو رہا کر دیا۔ انہوں نے یہ بھی اشتہار دیدیا کہ جن لوگوں کے گھروں میں غلام ہیں وہ بدستور مالکوں کے قبضے میں رہیں گے تاکہ ان سازشوں کا انسداد ہو جو ڈھل مل رعایا کے ساتھ یہ چل دے رہی ہیں کہ اگر تم گورنمنٹ مصر کے مطیع ہو جاؤ گے تو تمہارے خانگی ملازم سب چھن جائینگے۔ اس وقت کوئی مصری حاکم خرطوم کے بند و بست کے واسطے ایسا ملنا ممکن نہ تھا۔ کہ اس پر اعتراضات کم ہوتے اس لئے انہوں نے اپنے قدیمی دشمن زبیر پاشا کی سفارش کی کہ وہ منتظم مقرر ہو وہ ایک دفعہ بردہ فروش تاجروں کا بادشاہ مشہور ہو چکا تھا۔ جنرل گارڈن کی یہ پولیسی سوڈانیوں کی تالیف قلوب پر مبنی تھے ٹوری فرقہ

نے ناک بھوں چڑھا کر کہا کہ گارڈن پاگل ہوگیا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کے عمدہ ایام غلامی کے موقوف
کرانے میں صرف کئے اب اسے غلامی کے قایم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے خلاف تمام رائے کو برانگیختہ کیا
اس مشکل کے حل کرنے میں کہ خرطوم میں سے سپاہ اور مصری متوطن عمال کیوں کر خوفناک حالت سے
نکلیں بڑی دقتیں پیش آئیں۔ گارڈن نے جو زبیر پاشا کو خرطوم حوالہ کرنے کی درخواست کی اس کو منظور
کرنے کی صورت میں گورنمنٹ کو ڈر اُٹھئے گئے۔ فرقہ ٹوری زبیر کو ایک درندہ وحشی سمجھتے تھے جرنیل ہکس
کی شکست کے بعد یہ خبر آئی کہ سنکٹ میں جو سپاہ محصور تھی وہ قتل کی گئی۔ تو وزرائے انگلینڈ نے عام
رائے کی اطاعت کر کے اس پولیسی کو چھوڑا کہ سوڈان میں انگلینڈ کچھ کام نہ کرے۔ ۱۰ر فروری ۱۸۸۴ء کو سواکن
میں میجر جنرل ہوویٹ حاکم اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۸ر فروری کو تھوڑی سی انگریزی سپاہ جنرل گرہم کے ماتحت
خشکی میں وہاں اُتری اُس وقت طوکر کو بھی دشمنوں نے فتح کر لیا تھا۔ مگر گرہم ٹرنکی ٹٹ سے کچھ آگے بڑھا
قصیب میں عثمان دغنہ کو لڑکر شکست دی۔ عثمان دغنہ نے تمانی کی طرف مراجعت کی ۱۳ر مارچ کو گرہم
نے اس پر حملہ کیا اوّل وہلہ میں عربوں کے تیز حملہ سے میدان جنگ میں انگریزی سپاہ کے پاؤں اُکھڑے
مگر پھر وہ ایسی لڑی کہ عربوں کو شکست دے کر بھگا دیا اور عثمان دغنہ کا کیمپ بالکل برباد کر دیا ۱۶ر مارچ کو جنرل گارڈن
نے بھی خرطوم سے باہر نکلکر دشمنوں پر حملہ کیا مگر وہ ناکام رہا اور اُن کو یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف سپاہ ہی نہیں بلکہ شہر کے
اہل قلم بھی بغاوت کی بھڑولکا چھتا بن رہے ہیں۔ انہوں نے گورنمنٹ سے بالتجا یہ درخواست کی کہ وہ دو دستے
سوار عدن کے بربر میں بھیجدے کہ ان دو ہزار آدمیوں کی جو بھاگ کر گئے ہیں امداد کرنے میں کوشش کریں
مگر اس درخواست سے اُن کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ گورنمنٹ نے اس درخواست کے برخلاف سواکن سے
جنرل گرہم کو اور اُس کی سپاہ کو بُلا لیا جس سے عربوں کو یقین ہوگیا کہ گارڈن کو اُس کے ہموطنوں نے بالکل
چھوڑ دیا۔ جرنیل گارڈن نے جو مہدی پاس صلح کے پیغام بھیجے اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ماہ مئی ۱۸۸۴ء میں
جنرل گارڈن نے حسب ضابطہ خرطوم چھوڑنے کے برخلاف اپنی رائے کو مشتہر کیا۔ عوام نے اس پر پھر گورنمنٹ
پر طعن تشنیع کی تو گورنمنٹ نے اُس کو یوں رفع کیا کہ گارڈن معرض خطر میں نہیں ہے۔ اور اگر ہوگا
تو فوراً اُس کے لئے کمک بھیجی جائیگی۔ مصر کی مالی حالت ایسی خراب تھی۔ کہ مسٹر گلیڈسٹن نے یہ چاہا
کہ اُس کے قرض کے بوجھ کو تمسکی قرضخواہوں کے صرف سے ہلکا کرے۔ اس مطلب کے لئے دول یورپ
کی کانفرنس کی ضرورت ہوئی۔ انگلینڈ کی اس تدبیر کو فرانس نے پسند نہیں کیا۔ باوجود اُن دشواریوں

کے ۲۰ جون ۱۸۸۴ء کو گورنمنٹ نے یہ اطلاع دی کہ انگلینڈ اور فرانس میں یہ انتظام ٹھیرا ہے کہ فرانس حسب ضابطہ دو عملی سے دست کشی کرے جو دراصل ۱۸۸۲ء کو خدیو کی دلیری سے پہلے ہی غلط ہو چکی تھی۔ اور یہ عہد کرے کہ وہ مصر میں اپنی سپاہ جب تک نہیں بھیجیگا۔ کہ اُس سے انگلینڈ سپاہ طلب نہیں کریگا۔ اور انگلینڈ وعدہ کریگا۔ کہ اگر دول یوروپ یہ سمجھیں کہ مصر سے انگریزی سپاہ کے چلے جانے سے کوئی خرابی اور بدنظمی نہیں ہوگی تو وہ پہلی جنوری ۱۸۸۸ء کو مصر کو اپنی سپاہ سے خالی کر دیگی اور یکم جنوری سے مصر کی کوئی طرفداری نہیں ہوگی۔ اور نہر سویز پر انٹرنیشنل انتظام ہوگا۔ ان انتظامات کا ہونا کونفرنس کے فیصلوں پر موقوف تھا۔ مسٹر گلیڈسٹن نے یہ کہا کہ کونفرنس جب ان انتظامات کو منظور کریگی تو اُس کے بعد پارلیمنٹ میں منظوری کے لئے پیش ہونگے۔ اور اس کی منظوری کے بعد برٹش گورنمنٹ اُن کی پابند ہوگی۔ کونفرنس اس سبب سے برخاست ہوئی کہ انگلینڈ اور فرانس کی اغراض میں موافقت کا پیدا کرنا ناممکن تھا۔ ۲ اگست کو کامنس ہوس میں مسٹر گلیڈسٹن نے کہا کہ انگلستان کو اپنے کاموں میں دوبارہ آزادی حاصل ہوگی۔ اس آزادی سے گورنمنٹ میں تازی چستی و چالاکی پیدا ہوگی اب اس نے لارڈ نورتھ بروک کو مصر بھیجا کہ وہ مصر کے حالات کو دیکھ کر رپورٹ بھیجے۔ اور پارلیمنٹ سے یہ اجازت حاصل ہوگئی کہ جنرل گارڈن کی اعانت میں بشرط ضرورت ۳۰۰۰۰۰ پونڈ قرض لے کر خرچ کئے جائیں۔ اس وقت باوجودیکہ خرطوم تنہا بے پناہ تھا اور مہدی کی سپاہ اُس کو گھیرے ہوئے تھی۔ لارڈ ہارٹنگٹن اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا کہ مصر پر عربوں کے حملہ کرنے کا اندیشہ ہے۔ اور نیز جنرل گارڈن کی اعانت کمک کا کوئی خاص وعدہ نہیں کیا معاملات مصر پر پارلیمنٹ بحث کرتے کرتے تھک گئی اب وہ اور کاموں کی طرف مائل ہوئی۔

مصر کی مالی حالت کی ابتری

۱۸۸۵ء میں مصر میں ایک جھگڑا اُٹھا ہوا کہ مصر کس طرح سے مالی خرابیوں سے بچایا جائے دول یوروپ کی ایک مجلس نے یہ فیصلہ کیا جس کو سلطان روم نے بھی پسند کیا کہ سب قوموں کی ضمانت پر ۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ مصر کے لئے قرض لیا جائے اور مصر کو یہ روپیہ پیشگی دیا جائے کہ وہ اپنے تئیں دیوالہ نکلنے سے بچائے۔ اس مجلس نے قانونی تصفیہ حساب کو ملتوی کر دیا۔ اور

مصریوں کے محصولات کے سود سے پانچ فیصدی کم کر دیا۔ اور برٹش گورنمنٹ کے جو نہر سویز کے تمسکات کا سود تھا۔ اس میں سے دس فیصدی گھٹا دیا۔ یہ انتظام دو برس کے لئے کیا گیا اگر ۱۸۸۶ء میں بھی مصر دوالہ نکالنے کی حالت میں رہی تو سب قومیں باہم مل کر اس کی تحقیقات کریں گلیڈسٹن کی گورنمنٹ کو بہ سبب مخالفت فرانس و روس جرمن کے مصر کے لئے اپنی جوابدہیوں کو محدود کرنا پڑا کہ بحر احمر میں کوئی جنگ نہ کرے سواکن اور بربر کی ریل بنانی موقوف کرے اور ڈنگلا کو چھوڑ دے اور مصریوں کی سرحد وادی حلفہ کو مقرر کرے۔

پارلیمنٹ انگلینڈ کی تشویشات

۱۸۸۵ء میں پارلیمنٹ تو ان تشویشات کی کش مکش میں تھی کہ خرطوم کو مہدی نے فتح کر لیا۔ لارڈ ولزلی کا لشکر جو آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ اُلٹا ہٹا۔ لشکروں کو شکستیں اور پریشانیاں ہوئیں جنرل گارڈن قتل ہوئے۔ اس کے ساتھ یہ افواہ اُڑی کہ مصر پر عرب حملہ کرنے والے ہیں۔ گورنمنٹ نے مہدی کے نیست نابود کرنے کا قصد کیا۔ عثمان دغنہ سے لڑنے کا ارادہ کیا وزرائے انگلینڈ پر لوگ معترض تھے اور کہتے تھے کہ اس کا یہ فرض ہے کہ سوڈان کا وہ حصہ فتح کرے جو مصر کی امن و تحفظ کے لئے ضرور ہے۔ مصر کی جوابدہی اس کے ذمے ہے۔ مسٹر گلیڈسٹن نے کسی قطعی ارادہ کا اظہار نہیں کیا لبرل پارٹی میں دو رائے تھیں بعض کی رائے یہ تھی کہ مصر سے بالکل دست کشی کی جائے بعض کی رائے یہ تھی کہ خدیو کے نام سے مصر کے کل معاملات کا انتظام کیا جائے

جنرل گارڈن وزبیر پاشا

۱۸۸۵ء میں ملکہ معظمہ کو جیسا کہ لارڈ ولزلی کی ناکامی نے جو اُن کو خرطوم کی کمک میں ہوئی مشوش کیا۔ ایسا کسی اور واقعہ نے نہیں کیا۔ سوڈان میں جنرل گارڈن کی سفارت کی داستان کچھ ہم نے اوپر لکھی ہے۔ ۱۸ر جنوری ۱۸۸۴ء کو کے بی نٹ نے جنرل کو ہدایت کی کہ وہ خرطوم کی طرف آگے بڑھے تاکہ محصور قلعے مصیبت سے خلاصی پائیں۔ جنرل کہتا ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ مجھے خرطوم جانے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم دینے میں بڑے اینچ پینچ تھے۔ اصل یہ بات تھی کہ مجھ

سے پوچھا گیا کہ تم وہاں جاؤگے اور کوشش کروگے؟ میرا جواب یہ تھا کہ میں خوشی سے جاؤنگا۔ سچی بات یہ ہے کہ جنرل گارڈن کے نزدیک اس امر میں بڑا شبہ تھا۔ کہ وہاں بھیجنے پر خیر و عافیت کے ساتھ سوڈان میں سے بیس ہزار مصری سپاہ اور اور مصری باہر نکل آئینگے۔ اور سوڈان اُن سے خالی ہو جائیگا اُن کا یہ خیال تھا۔ کہ قلعہ کے محصورین کے لئے عافیت کے ساتھ راہ یوں نکل آئیگی۔ کہ سوڈانی قدیمی خاندانوں کو حکومت حوالے کی جائے۔ جب وہ فروری میں آلبو حامد میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ملک میں ایسا فتنہ و فساد برپا نہیں ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اُس وقت خیال کیا تھا۔ کہ اس امر پر کے بی نٹ میں مباحثہ ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی رائے یہ ظاہر کی کہ مصریوں کے افسروں کا خفیف سا تسلط سوڈان پر ایک خاص وقت تک رکھا جائے۔ اس رائے کو برہمیں پہنچنے سے اور استواری ہوئی انہوں نے کہا کہ گورنمنٹ کی صورت نہایت ہی کم غیر متجانس نہ بنائے جائے اور مصری نظم و نسق کی جگہ سوڈانی امرا کا انتظام نہ قایم کیا جائے تو اُن کی سفارت سے ایسا کام نہیں بن سکتا کہ جس سے انگلینڈ کو اعزاز حاصل ہو۔ وہ سوڈان میں مصریوں کے نظم و نسق اوٹھانے کے لئے بھیجے گئے تھے اس سبب سے انہوں نے یہ اپنی رائے ظاہر کی کہ زبیر پاشا سوڈان کا حاکم خاص شرائط کے ساتھ مقرر ہو۔ زبیر پاشا کے پسند کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ مہدی کی طرح غلاموں کا خونی تاجر نہ تھا اس پر آسانی سے انگلینڈ کا دباؤ پڑ سکتا تھا۔ وہ اعلےٰ درجہ کے خاندان عباسیہ کا رکن تھا جس کے سبب سے وہ باسانی سوڈان میں حکومت کر سکتا تھا۔ سر بیرنگ اور زبیر پاشا نے ولارڈ ڈولی نے گارڈن کی رائے سے اتفاق کیا اور گلیڈسٹن اور لارڈ کیمبرلی نے بھی اگرچہ زبیر پاشا پر نظر مہربانی نہیں رکھتے تھے اس رائے کو پسند کیا مگر کے بی نٹ میں لارڈ ہارٹنگٹن کی مخالفت کے سبب سے زبیر پاشا۔ سوڈان میں نہ بھیجا گیا۔ کے بی نٹ کے اس فیصلہ کو زبیر اپنی تذلیل سمجھا۔ اس لئے اُس نے باغیانہ خط و کتابت مہدی سے ساز باز کی شروع کی۔ جس کا حال معلوم ہو گیا اس لئے ۱۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو وہ جبرالٹر کو جلاء وطن کیا گیا۔ جب گورنمنٹ نے سوڈان میں زبیر پاشا کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ تو پھر گارڈن کی مدارات کرنے کا طریقہ گورنمنٹ نے ایسا اختیار کیا کہ جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ چاہتی ہے۔ کہ وہ (گارڈن) اپنے منہ میں لگام دیکے ایسے طیش میں آئے کہ خرطوم کو بغیر کسی خاص احکام کے چھوڑ دے۔ اگر وہ ایسا کرتا تو وزرا کامیابی کے ساتھ یہ دلیل کرتے کہ

اس نے اپنے مقام کو بغیر کسی حکم کے چھوڑ دیا۔ اب ہمارے ذمہ گارڈن کے لئے کوئی جوابدہی نہیں ہے۔ پس یہ چال بازیاں گارڈن اور گلیڈسٹن کے کے بی نٹ کے درمیان تیزی کے ساتھ ہو رہی تھیں۔ پہلا خرطوم میں تھا۔ اور دوسرا لنڈن میں اور کے بی نٹ کی تائید مصر کی گورنمنٹ اور اُس کے صلاح کار ایجیرٹن اور بیرنگ قاہرہ میں کر رہے تھے۔ مگر اُن سے ہر بات میں گارڈن بازی لے گیا۔ اس نے مارچ ۱۸۸۴ء میں ایجیرٹن اور بیرنگ کو جو قاہرہ میں تھے لکھا کہ وہ جلد فیصلہ کریں۔ اب گھنٹے کے گلاس میں سے ریت جلد نکلنے کو ہے۔ اس نے گورنمنٹ کو مشکلات سے بچنے کی ایک تدبیر بتائی جس میں کمک کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے اب تک خرطوم کے آدمیوں سے مہدی کے برخلاف ایسے کاموں کا ارتکاب نہیں کرایا کہ مہدی کے ساتھ شرائط صلح کرنے میں اُن کو زیادہ خوف ہوتا اور اس لئے اپنے مسلح دُخانی جہازوں کو بھی مہدی کے ہاتھوں سے بچائے رکھا تھا۔ اِس لئے اِس نے گورنمنٹ سے کہا کہ اگر وہ بربر کو قبضے میں رکھے اور زبیر کے باب میں اس کے کہنے کو ٹالے تو اس کو (گارڈن) کو خرطوم میں رکھنا سزاوار ہے اگر یہ نہ ہو تو اس نے گورنمنٹ کو متنبہ کیا کہ پھر خرطوم کا قبضہ میں رکھنا بے فائدہ ہے۔ اس لئے اس نے لکھا مجھ سے یہ ہونا ممکن ہے کہ میں اور محصور قلعوں کی مدد کروں۔ میں صرف یہیں اپنی تمام سپاہ اور اہل کاروں کی قربانی کرونگا۔ دوسری صورت میں مجھے یہ حکم بھیجنا بہتر ہوگا کہ میں خرطوم کو خالی کر دوں جب یہ حکم میرے پاس پہنچ جائیگا تو یہ پیش کروں گا۔ کہ اپنے بہادر لفٹینٹ کرنیل سٹورٹ اور دو اُن آدمیوں کو جو مصر میں بھاگ جانا چاہتے ہیں کرنیل کے نیچے بربر بھیجوں میں خود اور میرے حبشی اور جری سپاہی جو میرے ساتھ رہنا چاہینگے سلحہ خانہ خرطوم سے جنگی میگزین ساتھ لے کر مسلح دُخانی جہازوں میں بیٹھ کر جنوب کی جانب نیل ابیض میں بھاگ جائیں۔ اس صورت میں وہ ذمہ وار ہے کہ بحر غزال کے خطہ کو اور خط استوا کے اضلاع کو غلاموں کی تجارت سے بچائے رکھے اور خرطوم میں مہدی کو اس طرح بند کر دونگا کہ حبشیوں کی ایک سٹیٹ اُس کے عقب میں قایم کر دونگا۔ اس نے گورنمنٹ کو متنبہ کر دیا۔ اگر گورنمنٹ کو اس بڑی تدبیر پر عمل کرنا منظور ہو تو خرطوم کے چھوڑ دینے کا حکم فوراً اس پاس بھیجنا چاہیئے۔ اس لئے کہ تھوڑے دنوں میں بربر کے جانے کا راستہ بالکل مسدود ہو جائیگا۔ یہ حکم اس پاس کبھی نہیں آیا۔ اس کے افسروں نے حکم بھیجا تو یہ کہ خرطوم پر تا حکم ثانی

قبضہ رکھو اگر وہ ہدایات جو اس نے گورنمنٹ سے مانگی تھیں اس پاس گورنمنٹ بھیجے تو دریائے
نیل کی مہم نہ ہوتی اور بہت سی خرابیاں جن میں ایک خرطوم کا دشمنوں کے ہاتھ میں آنا۔ اور اس
میں قتل عام کا ہونا تھا ہرگز ظہور میں نہ آئیں۔ خرطوم میں آہستگی کے ساتھ جو کمک بھیجنے کی تجویز
ہوئی تھی اُس کا اوپر کچھ بیان ہوا ہے۔ ۱۶ر دسمبر کو لارڈ ولزلی کو اس کیمپ میں بھیجا جو کورٹی میں
برگیڈیر جنرل سر ہربرٹ سٹورٹ نے قایم کیا تھا۔ جنرل گارڈن نے اس پاس خبر بھیجی تھی کہ
چار دُخانی جہاز معہ اپنی توپوں کے متمہ کی مہم کا انتظار کر رہے ہیں اور خرطوم چالیس دن اس
خط کی تاریخ تحریر ۴ر نومبر سے قبضہ میں رہ سکتا ہے۔ ۳۰ر دسمبر کو سٹورٹ معہ اپنی اونٹوں کی قطاروں
کے صحرا کو طے کر کے جاہار گکدول پر پہنچا۔ ۳۱ر دسمبر کو گارڈن کا پیغام آیا کہ خرطوم اب تک
۱۸۸۵ء
میرے قبضہ میں ہے۔ مگر وہ بالکل ہو رہا ہے۔ اور دلدل میں پھنسا ہوا ہے اوّل جنوری
کو اوّل کشتیاں کورٹی میں پہنچیں۔ ۲ر کو جنرل ارل اپنے لشکر سے ملنے چلا جو دریا کے اوپر بربر کو
جاتا تھا۔ ۵ر کو بحری برگید پہنچا۔ اور سر ہربرٹ سٹورٹ نے گکدول سے مراجعت کی اور
۸ر کو صحرا باعدہ سے عبور کیا۔ اس رنگ برنگ کی سپاہ میں اُونیس سو سپاہی تھے اور ایک
سو بیس افسر اُن کے ساتھ تھے۔ جب مہدی نے سنا کہ ۲ر جنوری کو گھرلی پر دشمنوں نے
قبضہ کر لیا ہے۔ تو اُس نے یہ قصد کیا کہ سٹورٹ کے لشکر کو اس صحرائی سفر کی انتہا پر پائمال
کرے۔ لارڈ ولزلی کی کج روش سپہ گری کے سبب مہدی کو تیرہ دن کی مہلت مل گئی جس
میں اُس نے اپنے سپاہیوں کو ابوکلیہ میں جمع کر لیا۔ اور یہاں سے متمہ کی راہ کو بند کر دیا۔ یہ
مقام کورٹی سے ۱۷۶ میل تھا۔ مگر بربر سے ۹۰ میل اور خرطوم سے ۹۸ میل۔ یہاں مہدی
جسقدر سپاہ کو جمع کر سکا جمع کی۔ ۱۶ر جنوری سے پہلے سٹورٹ صاحب ابوکلیہ میں اپنے
لشکر کو دشمن کے لشکر کی مٹ بھیڑ میں نہ لا سکا۔ رات کو انگریزی سپاہ کو عربوں کے نشانہ اندازوں
نے حیران کیا۔ دوسرے دن سٹورٹ صاحب بڑی ترکیب سے ایک مشکل مقام میں داخل
ہوا۔ اور سپاہ کو مربع کی شکل بنا کے اس مقام سے باہر سفر کیا۔ اور دشمن سے لڑا۔ دشمنوں
کے جھنڈوں سے دو سو گز پر لڑائی بھڑائی ہو رہی تھی۔ مربع سپاہ نے اسلئے قیام کیا کہ عقب
کے سپاہی اس کے ساتھ پیوستہ ہو جائیں۔ ہر شخص یہ دیکھ کر ٹھٹھک رہ گیا۔ کہ جس وقت

روڈرک کو دیکھو دیکر جنگ آرا جنگل سے نکلے اُسی وقت گھاٹیوں میں سے عرب کود کر نکلے جہاں وہ کمین میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سٹورٹ صاحب لڑائی بھڑائی کرتا ہوا جلد پیچھے بھاگا۔ عرب نے اس پر حملہ بڑی تیزی و تندی سے کیا۔ اور جب وہ اسی گز کے فاصلہ پر رو کے گئے تو وہ دفعۃً انگریزی مربع سپاہ کی داہنی طرف حملہ آور ہوے اور اُس کے ایک کونے کو توڑ دیا تھوڑی دیر کے لئے سپاہ میں سخت درہمی برہمی ہوئی اگر اونٹوں کی اوٹ پناہ نہ دیتی تو عربوں نے سٹورٹ کے لشکر کو بالکل ایسا ہی نیست و نابود کیا ہوتا جیسا کہ العبید میں ہکس پاشا کے لشکر کو۔ مگر پھر انگریزی لشکر نے دشمن کو بہت جانوں کا نقصان پہنچا کر رفع کیا اس طرح آج کا دن خیر سے گذرا اس لڑائی میں کرنیل فرنیڈ برنے کی جان گئی۔ مربع سپاہ ان وجوہ سے شکستہ ہوا گارڈنر کی توپ کا دہانہ دب گیا اور وہ دنلی گولہ چھوڑ کر بیکار ہو گیا۔ جنرل سٹورٹ نے سواروں اور ملاحوں پر احمقانہ اعتماد کیا کہ وہ مربع کے اوس کونہ کی حفاظت کرینگے جو دشمن کی زد میں تھا بعض رفلوں کے کارطوس دب کر ایسے ہو گئے کہ سپاہیوں کو اُن پر اعتبار نہیں رہا۔

سٹورٹ کی سپاہ میں اونٹ اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ اوّل اس کا ارادہ یہ ہوا کہ ابوکلیہ میں ٹھیر کر کمک کا انتظار کرے مگر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ آگے بڑھے۔ اور زخمیوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے (ابوکلیہ ابوطلحہ) کے کنووں پر قبضہ کر لیا۔ اب یہ تحقیق ہوا کہ دس ہزار عرب جن کو شکست ہوئی تھی وہ مقدمۃ الجیش اس لشکر عظیم کے تھے۔ جو متمہ کے قریب آن کے جمع ہوئے۔ کاغذات پکڑے گئے۔ جن میں ایک خط امیر بربر کی طرف سے مہدی کے نام تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ گگدل پر سٹورٹ کے قبضہ کرنے سے ابوکلبہ میں عربوں کا بڑا اجتماع ہو گیا ہے۔ اس مہم میں جرنیل کی غلطی سے بڑا نقصان ہوا۔ اگر سٹورٹ سیدھا صحرائے بیوda کو عبور کرتا اور گگدل میں اپنا وقت نہ ضائع کرتا تو متمہ کا رستہ اس کے لئے مسدود نہ ہوتا ابوکلبہ میں مہدی کی سپاہ کے جمع ہونے سے اس کو ایسی مزاحمت پیش آئی کہ خرطوم کے بچانے میں التوا ہوا۔

۱۸ جنوری کو سٹورٹ نے سرعت کے ساتھ نیل کی طرف اس اُمید سے سفر کیا کہ متمہ سے اوپر نیل سے تین میل پر پہنچ جائے۔ اندھیرے میں اس کی سپاہ بے ترتیب غیر منتظم چلی شب میں کھانا نہ ملنے سے اور جاگنے سے اس میں چلنے کی طاقت بالکل نہ رہی تھی۔ سپاہ کو

۸ بجے صبح کے متمہ دکھائی دیا۔ سپاہی گھوڑے اونٹ مشکل سے چل سکتے تھے۔ شہر پر حملہ کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوا کہ کھانا کھا یا جائے۔ لیکن عربوں نے سٹورٹ کے ضربیہ کو گھیر لیا۔ ضربیہ اُس فوجی کیمپ کو کہتے ہیں جس کی محافظت چاروں طرف سے جھاڑ جھنکاڑ لگانے سے کی جائے۔ اور اُس پر آگ برسانی شروع کی جس کے سبب سے بہت سپاہی مقتول ہوئے۔ سوا دس بجے سٹورٹ کے خود گولی لگی۔ سر چارلس ولسن جو خبر رسانی کے سر رشتہ کے افسر اعلےٰ تھے۔ وہ میدان جنگ کے افسر اعلےٰ مقرر ہوئے۔ اس نے ضربیہ کو مستحکم کیا اور فوراً اپنے لشکر کو نیل پر لے گیا۔ اگر یہ نہ کرتا تو سارا لشکر پیاس کے مارے مرجاتا۔ راہ میں ایک ایک انچ پر لڑنا پڑا۔ ابوکرو میں اس کی سپاہ پر عربوں نے حملہ کیا۔ اوّل اوس کی سپاہ نے بے فائدہ گولیاں ماریں اور گولے چلائے مگر پھر اس نے بگل میں حکم دیا کہ گولیاں و گولے مارنے موقوف کئے جائیں۔ پانچ منٹ تک توقف کیا جس میں سپاہ نے دم لیا۔ اُس وقت مربع سپاہ سے تین سو گز کے فاصلے پر دشمن تھا کہ اُس پر گولیوں پر گولیاں پڑنی شروع ہوئیں۔ اور ایسی سوچ بچار کر گولیاں چلائیں کہ عرب کے نیزہ بردار بھاگ گئے۔ گولیوں کی وہ بھر مار ہوئی۔ کہ دشمن کو ولسن کے لشکر سے پچاس گز کے فاصلے پر نہیں آنے دیا لڑائیوں میں صرف یہی لڑائی ایک ایسی مثال ہے کہ انگریزی لشکر کو فتح کامل بغیر اس کے حاصل ہوئی کہ عربوں سے تلواروں یا نیزوں سے لڑائی ہوئی ہو۔ اب مربع سپاہ دریا پر گئی اور وہیں شب باش ہوئی۔ دوسرے دن بیسویں کو وہ ضربیہ میں باقی اپنے زخمیوں کے پاس لے گئے۔ پھر وہ زخمیوں کو کیمپ میں دریائے نیل کے اوپر لے گئے۔ جہاں گارڈن کے بعض دُخانی جہاز اُن کا انتظار کر رہے تھے۔ ولسن کی سپاہ غمزدہ حالت میں تھی۔ پہلے اس سے کہ سپاہ کی اعلےٰ افسری ولسن نے اختیار کی۔ سپاہ بیدل اور ناخوش دل ہی دل میں ہو رہی تھی۔ سپاہ کو سخت جفاکشی کرنی پڑتی تھی تھوڑی خوراک ملنے پر بھی وہ چار روز تک لڑتی رہی۔ سونا بہت تھوڑا ملتا تھا اُس کا دسواں حصہ مجروح و مقتول ہو گیا تھا۔ اس کا جرنیل لڑنے کے قابل نہ رہا تھا۔ زخمیوں کا بڑا دُم چھلا اُن کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اپنی اقامت گاہ سے آمد و رفت کا رستہ بند تھا۔ ایک خوفناک قلعہ اپنی آنکھیں دکھا رہا تھا۔ اور یہ تحقیق ہو گیا تھا کہ بربر اور خرطوم سے دو سپاہیں اس کے پاس آ رہی ہیں یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے کہ سپاہی ترش رو ہو کر بڑبڑا رہے تھے کہ ہم کو جال میں

پھنسا دیا ہے۔ ولسن کے احکام یہ تھے کہ دریا پر پہنچ کریں تھوڑی سی سپاہ ساتھ لے کر خرطوم کو روانہ ہو لگا۔ لارڈ ولزلی یہ خیال کرتے تھے۔ کہ وہاں سرخ کرتیاں دیکھتے ہی مہدی قلعہ پر سے اپنے محاصرہ کو اُٹھالیگا۔ لارڈ ولزلی نے ولسن کو حکم دیا کہ وہ بیس بیس سپاہیوں کو ساتھ لے کر خرطوم میں جائے اور گارڈن سے جو ہر روز کمک کا اُمیدوار رہتا ہے یہ کہکر چلا آئے کہ وہ ملچ تک کامل کمک کے پہنچنے کی توقع کرے۔ ولسن نے وہ ارادہ کیا جو خیرخواہ کمانڈر کو کرنا چاہیئے کہ جب تک اُس کی سپاہ اپنی مورچہ بندی اچھی طرح نہ کرلے۔ اور جاسوسی کرکے سپاہیوں کا خوف نہ کم کر دیا جائے کہ بربر سے اُس پر حملہ نہ ہوگا۔ اپنی سپاہ کو وہ چھوڑے ان کاموں میں ولسن ۲۴ر جنوری تک مصروف رہا۔ ۲۸ر جنوری ۱۸۸۵ء کو جب وہ دریائے نیل پر خرطوم سے ڈیڑھ میل پر پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ ۲۶ر جنوری کو شہر کو دشمنوں نے فتح کرلیا اور لوگوں نے دغابازی کرکے مہدی کی سپاہ کے لئے پوری دروازہ کھول دیا۔ اس میں سے مہدی کی سپاہ نے داخل ہوکر شہر کی گلیوں میں خون بہا دیا۔ جنرل گارڈن نے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا تو اُن کو جب وہ اپنے محل سے آئے بگرو کے بعض آدمیوں نے مار ڈالا۔ جب ولسن قلعے کے گرد دشمنوں کے مقامات کو دیکھ رہا تھا تو اُس کے دو دخانی جہازوں پر دشمنوں نے گولیوں کا مینہ برسایا کہ وہ واپس چلا آئے۔ ملاحوں نے ایسی دغابازی کی کہ دخانی جہاز تباہی میں آئے۔ ولسن کو لارڈ چارلس برس فورڈ نے ایک مسلح جہاز لے جاکر بچایا وہ اپنے گروہ سمیت غبات میں آیا۔ کسی کی جان نہیں تلف ہوئی۔ ولسن نے اپنی سپاہ کو صحیح سلامت پایا۔ مگر وہ غمزدہ اس لئے تھے۔ کہ ہیڈ کوارٹر سے کچھ خبر اس پاس نہیں آئی تھی۔ اس نے لارڈ ولزلی کو خرطوم کی خبر بھیجی کہ دشمنوں نے اُسے فتح کرلیا ہے۔ وہ فوراً غبات میں کمک بھیجے۔

جنرل گارڈن اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے محصور لشکر کو بغیر کمک کے ۳۱۹ دن تک مہدی کے ہاتھ سے بچایا اس کے بڑے بڑے گروہ حملہ آور ہوئے۔ مگر سب کو انہوں نے پرے ہٹایا۔ انہوں نے اس کام میں بڑی بہادری دلیری شجاعت شرافت رحم دلی اور بے انتہا کسر نفسی و خیرخواہی دکھائی سب کی جانوں کی محافظت کے سوائے اپنی جان کا بڑا خیال رکھا۔ ان کا صبر و استقلال و پامردی یادگار روزگار رہے گی۔ انہوں نے

اپنی بیدارمغزی اور رائے صائب سے جو مشکلات اس مدت دراز کے محاصرہ میں پیش آئیں
تنہا اُن کا مقابلہ کیا۔ اُن کے مرنے نے انگلستان کے بے شمار مردوں و عورتوں کو رُلایا۔
ملکہ معظمہ نے جو اُن کی بہن کو دردناک تعزیت نامہ لکھا ہے وہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔
دریا میں جو سپاہ تھی اُس نے جنرل ارل کو ہدایت سے کرن کال میں ایک چھوٹی سی فتح
پائی جس میں۔ اس بہادر کی جان گئی۔ دفعتہً لارڈ ولزلی نے حکم دیا کہ جبتک موسم سرما میں مہدی
سے انتقام لینے کے لئے لڑائی کی جائے سپاہ کے دو کولم کورٹی میں آجائیں اور ڈنگولا پر قبضہ
رکھیں۔ اس اثنائے میں جنرل گریہم نو ہزار سپاہ ہندوستانی اور آسٹیریلیا کو ساتھ لیکر عثمان
دغنہ کو سواکن سے نکال دے۔ اور بندر سے بربر تک ریل بنائی جائے گریہم نے عربوں کو
کئی جگہ جنگ میں شکست دی۔ ایک دفعہ عربوں نے بھی اُس کو شکست دی۔ روسیوں
نے ایک جھگڑا ایسا اُٹھایا کہ معقول عذر انگلستان کے لئے نکل آیا کہ وہ سوڈان کے بوجھ سے
ہلکا ہوگیا۔ لارڈ ولزلی نے ڈنگولا کو خالی کردیا اور وادی حلفہ کی لین میں آگیا اور سواکن کی ریل کو
بنانے کا منصوبہ چھوڑ دیا۔ جب لارڈ سیلسبری کی گورنمنٹ قایم ہوئی تو اُس نے انخلا کی پولیسی
کو پسند کیا۔ مہدی مرگیا۔ اور راس علولا کے عباسیوں کے ساتھ جنگ میں عثمان دغنہ مشغول
ہوا جنہوں نے کسالا کے محاصرہ کے دفع کرنے میں کوشش کی۔ تھوڑے دنوں تک یہ معلوم ہوتا
تھا کہ مصری سرحدوں کے فسادات دور ہوگئے۔ سال کے آخر میں عربوں نے اسویا پر جنرل
سٹیفن سن سے شکست پائی۔

مہم ڈنگولہ

۱۸۹۶ء میں جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اس میں پھر مصر کے معاملہ پر بحث ہوئی۔ عدووا
میں پہلی مارچ ۱۸۹۶ء کو اہل اٹلی کو درولیشوں نے شکست دی اور اہل اٹلی پر بمقام کسالا۔ چڑھ
کر آئے۔ اہل یوروپ کے سپاہیوں پر شمالی افریقہ میں۔ فرقہ مہدویہ کے ہاتھوں سے جو بہت
دفعہ آفات اور مصایب آئے۔ تو اُن فتحیابیوں سے اس کا حوصلہ بڑھا اور ہمت وجرأت اُن کی
تازہ ہوئی کہ اب آگے اور قدم بڑھائے۔ مگر مہذب سپاہیوں نے آخر اُن کو دکھا دیا کہ ہماری

سائنٹفک طاقت کے سامنے تمہاری گاؤ زوری نہیں چل سکتی۔ مارچ کے آخر ہفتہ میں دفعتہ یہ خبر ہوئی کہ ۱۸۸۵ء کی لشکر کشی کے بعد ڈنگولہ جو مہدویوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا گیا تھا اس پر مصر کی سپاہ کا حملہ آوری کا قصد ہے۔ مصر میں مصریوں کی سپاہ کو برٹش افسروں نے قواعد سکھائی تھی۔ سر ایوی لین وڈ اور سر فرینیز گرین فیل اور سر ہربرٹ کچنر یہ تین بہادر جوانمرد تھے جو ایک دوسرے کے بعد سپاہ کے سردار یعنے سپہ سالار مقرر ہوئے سر کچنر کی یہ خوش نصیبی تھی۔ کہ اُن کو نیل کے اوپر کا ملک فتح کرنے کا کام سپرد ہوا تھا۔ انگلینڈ اور ہند سے خاص خدمات کیلئے افسران پاس بھیجے گئے تھے۔ جنوبی سفورڈ شئر کی رجمنٹ ستے قاہرہ سے وادی حلفہ کیطرف حرکت کی اور میگزم بیٹری توپخانہ سرحد پر بھیجا گیا جہاں سپاہ اس لئے جمع ہوئی تھی کہ آگے بڑھے اور اُن میں سوڈانی اور مصری رگیولر سپاہ بھی شامل تھی اس نئی سپاہ کی آزمائش اس حملہ میں کی گئی جو خرطوم کی شکست کے بعد نیل کے اوپر کیا گیا تھا وہ امتحان میں بڑی پوری اتری برائے نام تو یہ مہم مصریوں کے گورنمنٹ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اور اصل میں لنڈن سے آگے بڑھنے کے لئے احکام آئے تھے۔ اگرچہ کومنس ہوس پر فرقہ مخالف اس مہم پر معترض تھا۔ مگر کثرت رائے اس کے کرنے کی طرف تھی۔ جب گورنمنٹ نے ایک برگیڈ ہندوستانیوں کی سپاہ کا سواکن کو بھیجا کہ وہ محصورین کو رہائی دلائے تو پھر گورنمنٹ پر اعتراض ہوا مگر معترضین کو شکست ہوئی اور جب فرانس اور روسیوں نے انکار کیا کہ مصریوں کی امانت کی جمع اس مہم میں میں خرچ کی جائے۔ تو برٹش گورنمنٹ کو پچاس لاکھ پونڈ کی ضرورت ہوئی تو اُس پر بھی پارلیمنٹ کے ووٹ ہو گئے۔ فتح یابی سے سارے اعتراضات دور ہو گئے۔ سواکن کے گرد قوموں کو برانگیختہ کرنے میں عثمان دغنہ ناکام رہا اور میدان جنگ میں اس کو کرنیل لوئیڈ نے شکست دی۔ درویشوں نے جاکاشا پر مٹیں قدمی میں کوشش کی اُن کو میجر برن مردوچ نے سنوری سے مصری سواروں سے پرے ہٹا دیا۔ سوڈان میں لڑائی کے لئے یہ موسم نہایت خراب تھا۔ گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی۔ دریائے نیل اُترا ہوا تھا۔ مگر ان سب زحمتوں کی آسان کرنے والی ریلوے تھی۔ جو اس صحرا میں بنائی گئی تھی۔ جس کے سبب سے اکاشا میں بآسانی رسد خوب پہنچتی تھی۔ سر ایچ کچنر نے یہاں نو ہزار سپاہ جمع کی اور ۷ جون کو

درویشوں کی سپاہ کو فرکیٹ میں شکست دی اور چوبیس گھنٹے کے اندر سواروں اور شتر سواروں نے سوروالک ملک کو دشمنوں سے خالی کرالیا۔ کوشہ تک ریل بنانے میں ایک عرصہ تھا۔ تو گن بوٹوں کا چھوٹا بیڑا آبشاروں سے اوپر چڑھایا گیا آگے بڑھنا اس سبب سے ملتوی ہوا کہ طوفان باران ایسا آیا کہ اُس نے ریلوے کئی میلوں تک اڑادی اور ہیضہ بھی شدت سے پھیلا۔ اگست کے آخر میں سپاہ بھی اور چھوٹا بیڑا بھی آگے بڑھا۔ درویشوں نے حلفہ میں دریا کے کنارے پر توپخانے اور مورچے جماکر بندوقوں سے گن بوٹوں کے بیڑے کو روکنا چاہا مگر ایک لڑائی کے بعد بیڑا آگے نکل گیا۔ تو پھر اُس کا کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ ڈنگولہ سے دشمن بھاگ گئے۔ اور کسی لڑائی کی جوکھوں نہیں اوٹھائی۔ فرقہ مہدویہ کے بہت آدمیوں نے اپنے تئیں حوالہ کردیا صحرائے بیوڈا کے شمالی سرے تک ملک بالکل دشمنوں سے خالی ہوگیا اور کورتی کے قریب مربرادی میں چھاؤنی پڑگئی ڈنگولہ کا فتح ہونا ایک بڑا کام تھا۔ جو آئندہ بہت بکارآمد ہوا خرطوم میں جانے کے لئے اول مرحلہ طے ہوگیا۔ اس ہنگامہ آرائی سے درویش جو ہمیشہ وادی حلفہ کی لوٹ کھسوٹ کیا کرتے تھے وہ بند ہوگئی وادی نیل کا ساڑھے چارسو میل علاقہ مصر کے تحت میں آگیا۔ فرکیٹ کی جنگ کے بعد سر کچنر نے وادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل بنوائی جس سے فتح سوڈان کے لئے ایک شاہراہ کھل گئی۔ ابوحامد اور بربر پر قبضہ کرلیا۔ کسی نے اس کا مقابلہ نہیں کیا۔

جنگ اتبارا

اکتوبر ۱۸۹۷ء میں گن بوٹ کے بیڑے نے متممہ پر گولہ زنی کی جس کا اندر سے ایسا جواب دیا گیا کہ سر کچنر نے مصر سے کمک طلب کی جو ۳۱ دسمبر کو پہنچی خبررسانی کی بدانتظامی سے پہلے بہت نقصان ہوچکے تھے۔ اس لئے یہاں اُس کے انتظام میں اہتمام خوب کیا گیا۔ خبر آئی کہ درویشوں کی ایک بڑی فوج نے دریائے اتبارا کو عبور کیا ہے اور نخیلہ میں پہنچ گئی ہے سر ہربرٹ کچنر کی سپاہ نے راس الہودے میں دریائے اتبارا سے دس میل کے فاصلے پر خیمے ڈیرے ڈالے پھر رات کو فوج نے کوچ کرکے صبح کو سردار محمود کے مورچوں پر حملہ کیا۔ اور درویشوں کو مصری اور انگریزی فوجوں نے شکست دی۔ یہ لڑائی اگرچہ نخیلہ میں ہوئی تھی۔ مگر یہ مقام دریائے اتبارا

پر واقع ہے۔ اس لیئے یہ جنگ اتبارا کے نام سے مشہور ہے۔ امیر محمود قید ہو گیا۔

جنگ اندرمان

اتبارا کی لڑائی کے بعد اندرمان میں آخر لڑائی ہوئی۔ ۲۴ اگست کو مصری فوج آبشار شبلوقہ کو روانہ ہوئی۔ .... جو اندرمان سے ۷ میل فاصلے پر ہے ایک ہفتے کے اندر ساری سپاہ کو سر کچنر نے وادی العبید میں جمع کیا۔ یکم ستمبر کو تمام سپاہ فورشنیل کو بڑھی اور ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ جس نے سوڈان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ اور درویشوں کو انگریزوں نے شکست دیکر اندرمان پر قبضہ کر لیا۔ اب درویشوں کو یقین ہو گیا تھا کہ ہماری بہادری اور دلیری انگریزی و مصری۔ سپاہ کی بندقوں اور توپوں کے آگے نہیں چل سکتی خلیفہ عبداللہ جو مہدی کی جگہ ہوا تھا۔ اندرمان کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور جنرل کچنر شہر میں داخل ہوا۔ دوسرے دن سپاہ خرطوم میں داخل ہوئی اور انگریزی جھنڈا اور مصری نشان اس پر لگائے گئے۔ مہدی کے مقبرے کو گولوں سے اڑا دیا۔ اور مہدی کا سر کاٹ کر جنرل گارڈن کے بھتیجے کو دیا اور لاش کو پھینک دیا۔ کھوپری کو ولایت بھیجدیا۔ غرض جنرل گارڈن کے قتل کا پورا انتقام لیا گیا۔ اون کا بھی سر کاٹ کے مہدی پاس بھیجا گیا تھا۔ اور باقی جسم پر اُن کے صدہا سوڈانیوں نے اپنی تلواروں اور نیزوں کو سرخ کیا تھا۔

معاملہ فشودا

فشودا پر انگریزوں اور فرانسیسوں کا جھگڑا ہوا آخر کو اسکا فیصلہ یہ ہوا کہ فشودا انگریزوں و مصریوں کے پاس رہا

نتائج جنگ سوڈان

سلاطین پاشا نے اپنی کتاب النار والسیف میں اس جنگ کے نتائج لکھے ہیں اُنمیں سے کچھ بیان کئے جاتے ہیں

افریقہ کی حالت حال اور ماضی

سولہ برس کے اندر افریقہ کی کایا پلٹ گئی۔ جن اصلاح کی تحقیقات لونگ سٹون۔

۔گرینٹ۔ بیکر۔ سٹین لی۔کیمبرون۔ برازا۔جنگر۔شون ورتھ۔ ویبولب
ینکڑوں محققین نے اپنی جانیں کھوئیں تھیں۔اب اُن میں شائستگی اور تہذیب
سائی ہوگئی ہے۔جن مُقاموں میں پہلے محققین کی جانیں گئی تھیں اور وہاں سفر
کرنے میں جان جانے کا خوف تھا۔ وہاں اب سپاہ کی چھاونیاں راہوں کی حفاظت
کے لئے قایم ہوگئی ہیں۔ اور تجارت آسانی سے ہوتی ہے۔ اور روز بروز بڑھتی جاتی ہے
مشرق کی طرف سے اٹلی۔ انگلینڈ۔جرمنی۔ مغرب کی طرف سے کونگو سٹیٹ فرانس اور
انگلینڈ روزا پنے اثروں کا دائرہ فراخ کرتے جاتے ہیں اور مرکز افریقہ میں یہ سب اپنے ہاتھ
ملاتے ہیں۔ وحشی قومیں حیوان سے زیادہ بہ نسبت انسان کے قربت رکھتی تھیں وہ اب
اپنی نئی ضرورتوں کو جاننے لگی ہیں۔ اور یہ سمجھنے لگی ہیں کہ ہم سے بھی زیادہ بزرگ عقل
قومیں ہیں۔ اور زمانے حال کی تہذیب سے ایسی مہذب ہوئی ہیں کہ اُن پر غیر واجنبی ملکوں
میں سے بھی کوئی فتحیاب نہیں ہوسکتا۔مسلمانوں کی آزاد سلطنتیں جو شمال میں کچھ ہیں وہ مجبوراً کسی
بڑی ترقی یافتہ مہذب سلطنت سے صلح و آشتی اختیار کریں گی کہ انکی سلطنت کو موروثی بقا حاصل

سوڈان کی حالت حال اور ماضی

وہ سوڈان جو مصریوں کے قبضہ میں تھا۔ وسط افریقہ میں واقع ہے۔جس پر اب خلیفہ عبداللہ
حکمران ہے اور وہی فرقہ مہدویہ کا مُطلق العنان سردار ہے۔کوئی یوروپین جو اُس سرزمین
کی حدود میں عبور کرنے کی جرأت کرتا جو تہذیب وشائستگی سے بالکل منقطع تھا تو وہ کیا مارا
جاتا یا عمر بھر قید رہتا۔ وہ جنوب میں دریائے نیل پر زنجف تک اور مشرق سے مغرب تک
کسالا سے عدنا تک پھیلتی ہے۔ لیکن صرف دس ہی برس ہوئے ہیں کہ مُلک کی حالتیں
ایسی مصیبت ناک ہوئیں ہیں۔ ورنہ ستر برس پہلے جب سے محمد علی کے زمانے میں اس
پر مصریوں کا تسلط ہوا تھا۔اس میں شائستگی وتہذیب کی راہ کھُلی ہوئی تھی بڑے بڑے
شہروں میں مصری ویوروپین سوداگر موجود تھے۔ ساری قوموں کے سیاح و مسافر بے خوف
وخطر اس میں سفر کر سکتے تھے۔اُن کی پوری محافظت اور اعانت کی جاتی تھی۔

ٹیلیگراف لگے ہوئے تھے۔ باقاعدہ ڈاک جاری تھی جن کے ذریعے سے دُور دُور کے ملکوں میں آمد و رفت آسانی سے ہو سکتی تھی۔ مسلمانوں کی مسجدیں عیسائیوں کے گرجا اور مشن اسکول دکھائی دیتے تھے اُن میں لڑکوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہوتی تھی۔ اس سرزمین میں مختلف قومیں آباد تھیں جن میں سے اکثر ایک دوسرے کے دشمن تھیں مگر گورنمنٹ کی طاقت اُن میں مصالحت رکھتی تھی۔

فرقہ مہدویہ کی ترقی و تنزل

مگر اس میں شک نہیں کہ ان قومیں ناراضمندی رہتی تھی۔ اور مصری گورنمنٹ کی عہدداروں کی بدچلنی کے سبب سے یہاں تک نوبت آئی کہ ملک نے سرکشی کی جس کے سبب سے محمدؐ فقیہ مہدی کو اس مُلک میں تسلّط حاصل ہوا۔ اس نے قوموں کو جو آپس میں عداوت رکھتی تھیں یہ سمجھایا کہ خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ مُلک کو غیروں کی حکومت سے آزاد کراؤں۔ اور مذہب از سرِ نو زندہ کروں غرض اس سبب سے سوڈان میں وہ خرابیاں برپا ہوئیں جن کے سبب سے وہ واقعات واقع ہوئے جو اوپر بیان ہوئے سرکشی بغیر مذہبی دیوانگی کی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثالیں پہلے زمانے متوسط میں موجود ہیں۔ اس وجہ سے سرکشی کا پتہ جس میں مذہبی دیوانگی کی چربی ڈالی گئی خوب رواں ہوا۔ مہدی اور اس کے خلیفہ کا بڑا عروج ہوا۔

اس زمانے میں سوڈان میں پُرانی تہذیب کے پُرزے اُڑ گئے اور وہ حکومت قایم ہوئی جس میں انصاف و اخلاق کی جگہ ظلم و بداخلاقی قایم ہوئی۔ وہ مُلک نصف صدی سے زیادہ شائستہ و مہذّب رہا تھا اب وہ بالکل وحشی و جاہل ہو گیا۔

اب اس ملک میں نئی سلطنت آئی جس نے دفعتہً اس تہذیب و شائستگی کی جو بند ہوئی تھی کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اس نے مہدی کی ساری قوت کو خاک میں ملا دیا جو بدنصیب آبادی پر اپنی سلاخوں سے سلطنت کرتی تھی رعایا پر وہ جور و ظلم توڑتی تھی کہ وہ ہر گورنمنٹ کی اطاعت کرنے پر راضی تھی۔ جو اُن کو امن و عافیت میں رکھے مہدی اور اُس

کی خلیفوں کے ظلموں کی داستان دراز ہے۔ مگر مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پچھتر فیصدی آبادی لڑائیوں قحطوں اور بیماریوں سے تلف ہو گئی۔ اور جو زندہ رہی اُس کی حالت بھی غلاموں سے بدتر تھی۔ بردہ فروشی کا تازیانہ اُن کے سر پر لگا تھا۔ اور یہاں حبشی و عیسائی و شامی و مصری وغیرہ جو رہتے تھے اُن کو بہت سی ذہنیتیں ستاتی تھیں۔

مہدی اُسی ملک پر سلطنت کرتا تھا جس پر مصری حکومت کرتے تھے مگر مصریوں کے عہد میں جو اضلاع مرفہ الحال تھے اور خوب آباد تھے اب وہ جنگل بن گئے تھے جن میدانوں میں مغربی عرب چلتے پھرتے تھے وہ بھاگ گئے۔ اُن کی جگہ وحشی حیوانات آباد ہو گئے نیل کے کنارے وہ صحرا نورد قومیں آباد ہو گئیں جنہوں نے اصلی باشندوں کو نکال دیا یا غلام بنا لیا کہ وہ اُن کی خدمت کریں۔ اُن میں کوئی مقابلہ کرنے کی قوت باقی نہیں رکھی وہ اپنے مطلق العنان حاکموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ خیال کرنا حماقت ہے کہ کوئی ملک بغاوت اندرونی سے درست ہو سکتا ہے۔ اُس کی مدد کے لئے کوئی ہاتھ باہر سے آنا چاہئے۔ سو اُن کے لئے انگریزی کی مدد باہر سے ایسی آئی کہ انہوں نے مہدی و اُس کے خلیفہ کی سلطنت کا نام و نشان باقی نہ رکھا۔ سوڈان جس میں پہلے ایک مہذب سلطنت تھی اب وہ اس وحشیانہ سلطنت کا مطیع تھا جو یورپین اور عثمانی خاندان کی سلطنت کا دشمن جان تھا۔ اس نے سب طرف سے لوگوں کی آمد و رفت کا رستہ بند کر رکھا تھا کیا یہ حال تھا اب یہ حال ہے۔ کہ دریائے نیل میں جہاں تک جہاز رانی ہو سکتی ہے تمام مہذب قوموں کے جہازوں کی آمد و رفت جاری ہے۔ نہروں سے آبپاشی ہو رہی ہے۔ زراعت کی تجارت کی تعلیم کی ترقی ہو رہی ہے۔ روز بروز سب قسم آسودہ حالی پھیل رہی ہے۔ فقط

جنگ ٹرنسوال

بوئر کی قومیں

بوئر کی قوموں میں وہ ڈچ اہولینڈ کے رہنے والے ہیں جنہوں نے اہل سپین سے اس حالت
میں کہ وہ اپنی قوت صولت سطوت شوکت میں معراج پر تھی پچاس برس تک جنگ و پیکار
کا بازار گرم رکھا۔ مگر کبھی مغلوب نہیں ہوئے۔ پھر اُن میں فرانس کے ہیوگنو آن ملے جنہوں نے
اپنے مذہب پروٹسٹنٹ کی آزادی کے لئے گھر بار وطن دولت سب کچھ چھوڑا مگر ننگ و عار کو
گوارا نہیں کیا۔ اِن دونوں ڈچ و فراسیسی قوموں کی باہم اختلاط و آمیزش سے ایسی اکھڑ دلیر
نسلیں پیدا ہوئیں کہ جب سے دُنیا میں وہ نسلیں ہوئی ہیں۔ کبھی کسی سے مغلوب نہیں ہوئیں
پھر ان دہشت دلانے والی قوموں کو سات نسلوں تک وحشی قوموں اور درندے جانوروں
سے لڑنا پڑا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ کوئی ضعیف زندہ نہ رہے۔ پھر انہوں نے گھوڑوں پر
چڑھنے اور ہتیار چلانے کی ایسی مشق کی کہ شکار کرنے میں نشانہ لگانے میں شہسواری میں مشاق
ہو کر طاق ہو گئے۔ تقدیری اور حُب قومی کے تعصب کا مذہب از روے عہد عتیق اختیار کیا۔
بس بوئر وہ ہے جس کی ذات میں یہ لازمی صفات ہوں اُس کے برابر برٹش کشور کشائی کی
راہ کا کاٹنے والا کوئی دشمن نہیں پیدا ہوا۔ انگلستان کی جنگ و رزم کی تاریخ میں زیادہ تر حصہ
فرانس کے ساتھ لڑائیوں کا ہے۔ لیکن نپولین اور اُس کے آزمودہ کار سپاہیوں نے بھی انگریزوں
کی کبھی ایسی سخت و بد مدارات نہیں کی۔ جیسی کہ بوئروں نے اپنے قدیمی مذہب اور جدید
قلوں سے کی جنوبی افریقہ کے نقشہ کو دیکھو تو تم کو معلوم ہو گا کہ جیسے ناشپاتی کے اندر گُٹھلی ہوتی
ہے۔ ایسے ہی انگریزی قلمرو کے مرکز میں بوئروں کی دو ری پبلک (سلطنت جمہوری) بڑی
زبردست سلطنتیں تھوڑے آدمیوں کی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ لوگ وہاں کیونکر آئے؟
افریقہ میں کیونکر انہوں نے اپنی ایسی جڑ مستحکم جمائی؟۔ یہ حال آگے بیان کیا جاتا ہے بوئر کو
کوئی جان ہی نہیں سکتا جب تک اس کے ماضی زمانہ کا حال نہ جانے زمانہ ماضی ہی نے تو اسکو بہادر بنایا
۱۶۵۲ء میں کیپ گڈ ہوپ میں اوّل دفعہ ڈچ نے سکونت اختیار کی۔ یہاں پہلے سے پرتگیز

دیکھے۔ مگر یہاں کا موسم اُن کی طبیعت کے ایسا خلاف تھا۔ کہ اُن کو یہاں اُس نے نہیں بسنے دیا۔ تو وہ زیادہ تر مشرقی کنارے پر جا کر آباد ہوئے۔ مگر جیسی کہ یہاں کی آب و ہوا انگریزوں کے لئے مضر تھی ایسی ہی ڈچ کو مفید تھی۔ وہ یہاں خوب پھولے پھلے موٹے تازے ہوئے۔ سردی۔ افلاس۔ طوفانات ان لیاقتوں کی دایہ ہیں جو کشورکشائی کے لئے چاہیئے ہیں۔ سرد بنجر زمینوں کے باشندے زرخیز گرم ملک کے بچوں پر غالب و فتحیاب ہوتے ہی ہیں پس ڈچ نے یہاں کی آب و ہوا میں خوب نشو و نما پایا۔ اُن کی تعداد کم تھی اس لئے وہ ملک کے اندر دُور دُور نہیں پھیلے پاس پاس رہے کہ ضرورت وقت سب آسانی سے یک جا جمع ہو جائیں۔ اُنھوں نے اپنے گھر بنائے پردے بسا لیئے ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی خورد نوش کا اسباب مہیا کرنے لگی۔ اپنی آبادیوں کو طول طویل اور مرتفع خطہ کی ڈھلانوں پر بڑھانے لگی جو پندرہ سو میل کارد کے کنارے سے وادی زیم لبی تک پھیلتا ہے۔ پھر اُن میں ہوگنو تارک الوطن ہو کر آباد ہوئے۔ جن کے خون میں فرانس کی شرافت اور شجاعت بھری ہوئی تھی۔ اُنھوں نے ڈچ میں اپنا بیج بویا۔ اور اسی طرح فرانس سے تارک الوطن آتے رہے۔ اس کولونی کی سو برس کی تاریخ صرف یہی ہے کہ یہ آبادیاں شمال کی طرف بتدریج بڑھتی گئیں مویشی کے پالنے سے شغل اُنھوں نے اختیار کیا۔ مگر یہ ملک ایسا تھا کہ چھ ایکڑ زمین ایک بھیڑ کی چرائی کے لیئے درکار تھی۔ چھوٹی سی گلے کے لئے بڑے فارم کی ضرورت ہوتی تھی۔ فارم کی اکثر وسعت چھ ہزار ایکڑ کی ہوتی تھی۔ جس کا محصول پانچ پونڈ گورنمنٹ کو دینا پڑتا تھا۔ سفید آدمیوں کے پیچھے پیچھے افریقہ میں جو بیماریاں گئیں وہ دیسیوں کے لئے مہلک تھیں۔ چیچک کی وبا نے ملک کو خالی کر دیا کہ نئے آدمی آنکر وہاں بسیں۔ شمال کی طرف وہ آگے آگے بڑھتے گئے اور یہاں وہاں چھوٹے چھوٹے قصبے آباد کرتے گئے۔ اور یہ بتلاتے گئے کہ ہماری سیرت یہ ہے کہ تسلط میں آزاد اور یوروپ سے بے تعلق ہوں۔ ڈچ کمپنی کی حکومت ایسی نرم تھی کہ اُس نے اُن کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ اُس وقت یوروپ میں وہ جنگ کی ہنگامہ آرائیاں ہو رہی تھیں کہ یہ چھوٹی سی بغاوت نقارخانہ میں طوطی کی آواز تھی۔ کوئی اُس پر متوجہ نہ ہوا مگر ۱۸۱۴ء میں کیپ کولونی کا اضافہ برٹش قلمرو میں ہوا۔ کچھ حصہ اس کا تو فتح سے حاصل کیا کچھ حصہ

اس کا خریدا۔ ۱۸۰۶ء میں انگریزی سپاہ یہاں آئی اور یہاں کی سپاہ کو شکست دے کر کیپ ٹون پر قبضہ کیا۔ ۱۸۱۴ء میں کچھ حصہ ایک رقم کثیر ساٹھ لاکھ پونڈ کو خریدا۔ اس وقت ملکوں میں جدید تقسیم ہو رہی تھی اس میں یہ سودا جلدی اور بے احتیاطی سے کیا گیا۔ وہ ہندوستان کی آمد و رفت کی شاہراہ میں ایک ٹھکانے کی جگہ تھی۔ اس نظر سے تو یہ سودا نفع کا تھا مگر ملک بجائے خود جنگل اور بے منفعت تھا۔ اس بیچ میں سود و زیاں دونوں تھے۔ کافر قوموں سے بڑی خرچ کرانے والی اور نیچا دکھانے والی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ جن میں مخالف لڑنے والے وہ تھے جن کا احترام ہنگام جنگ انگریز کرتے تھے۔ یہ تو نقصان تھے۔ مگر اس کے ساتھ فائدے بھی یہ تھے۔ کہ دنیا میں سب سے بڑی معدنیات الماس اور سونے کی کانیں نہایت زرریز قبضہ میں آئیں۔ آخر میں انگریزوں کو امید تھی۔ کہ جنوبی افریقہ میں امن امان و مرفہ الحالی ہو اور سب آدمیوں کے حقوق و فرائض برابر ہونگے۔ آئندہ زمانہ میں اس ملک میں انگریزوں کے لئے بھلائی ہوگی۔ اگر زمانے گذشتہ پر حساب کیا جائے تو بمجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ انگریز زیادہ قوی زیادہ دولت مند زیادہ محترم دنیا کی نگاہ میں ہو گئے۔ اگرچہ ان کا قبضہ اس من جہازوں کی توپوں کی زد سے آگے نہیں بڑھا۔ یعنی جتنا زیادہ مشکل کام کیا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ معزز ہوتا ہے۔ انگریزوں کی اولاد دیکھے گی کہ ابتدائے سفر سے آخر تک جو خرابیاں اور پریشانیاں اٹھانی پڑی ہیں اور جو فتحیابیاں اور کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور خون بہانا اور خزانہ خرچ کرنا پڑا ہے۔ ان سب کا ملا کر میلان اس طرف ہوا ہے کہ ہمکو کوئی مقصد اعظم مستقل حاصل ہو۔ جس وقت کیپ کولونی انگریزوں کے علم کے نیچے آئی ہے۔ تو اس میں ڈچ۔ فرنچ۔ جرمن تیس ۳۰ ہزار کے قریب آباد تھے۔ اسی قدر ان کے پاس غلام تھے۔ ۱۸۲۰ء میں پانچ ہزار انگریزوں نے ترک وطن کر کے مشرقی سرحدوں پر اپنی کولونی آباد کی اور اس وقت سے آہستہ آہستہ بالاستقلال انگریزی زبان بولنے والوں کی آبادی بڑھنی شروع ہوئی۔ برٹش حکومت تاریخی عیب و صواب رکھتی ہے۔ وہ نرم رحم دل صاف سچی تھی۔ مگر متلون الاحوال تھی۔ وہ بحیثیت مجموعی اچھی ہوتی اگر وہ اس پر قناعت کرتی کہ چیزیں جیسی تھیں ویسی ہی رہنے دیتی ان نسلوں کی خصایل کا بدلنا جو اپنی خصلتوں پہ راسخ و مستقل جمے ہوئے ہوں ایک ایسی خوفناک دلیری تھی جس سے

بڑی طول طویل پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور جنوبی افریقہ کی تاریخ دردناک ہوگئی۔ ہمیشہ انگریزی شاہی گورنمنٹ دیسی باشندوں کے حقوق کا اور اُس کے اُس دعوے کا جو وہ از روئے قانون رکھتا ہے معززانہ و محبانہ خیال رکھتی ہے۔ انگریزی انصاف اندھا نہیں ہے مگر رنگ کا اندھا ہے۔ (رنگ کا اندھا اُس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی خاص رنگ نہ دکھائی دیتا ہو) اس سبب سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ کالی قوم ذلیل ہوتی ہے اور اُن کو آدھا وحشی اور آدھا بچوں کی سی سمجھ رکھنے والا جان کر گورے آقاؤں اور کالے نوکروں کے درمیان تعلقات قایم کئے جاتے ہیں جس کے سبب سے بہت سی مصائب پیش آتی ہیں

ہمیشہ جنوبی افریقہ میں برٹش گورنمنٹ دیسی ملازموں کی معاونت اور دوستی کا کام کرتی جس کو عام پردیسی ناپسند کرتے۔ اس سبب یہاں پرانے پردیسی آباد ہونے والوں اور نئے مضموں میں پرخاش شروع ہوئی۔ ایک خون ریز بلوہ ہوا۔ جس میں ایک ڈچ اس سبب سے گرفتار ہوا کہ اُس نے اپنے غلام سے بُرا سلوک کیا تھا۔ بلوہ فرو ہوا اور پانچ آدمیوں کو جو اس میں شریک تھے۔ پھانسی دی گئی۔ یہ سزا بڑی سخت و بےجا تھی بہادر قوم میدان جنگ کے کشتوں کو بھول جاتی ہے۔ مگر پھانسی کی قربانیوں کو نہیں بھولتی اس کا انتقام لئے بغیر اُس کو چین نہیں آتا۔ چنانچہ ایک موقع پر ڈچ نے اس کا انتقام انگریزوں سے لیا۔

ڈچ اور انگریزوں میں افتراق زیادہ ہوتا گیا۔ قانونی محکموں میں جو ڈچ افسر تھا[۱۴] ڈچ کی جگہ انگلش افسر مقرر ہونے سے خفیہ سازشیں بدشعوری کے ساتھ لوکل گورنمنٹ میں ہونے لگیں۔ کافر قوموں کے ساتھ برٹش گورنمنٹ نے نرم عہد و پیمان کئے لئے اُن قوموں نے ۱۸۳۴ء میں بوئروں کی سرحدوں پر بڑا دنگہ فساد مچایا تھا اسی سال میں برٹش گورنمنٹ نے یہ ارادہ مصمم کیا کہ کل اپنی قلمرو میں سے غلاموں کو آزاد کرے۔ پس اس نے دبی ہوئی چنگاریوں کو شعلہ زن کر دیا۔

یہ ماننا چاہیئے کہ اس موقع پر جس حق کام کو وہ کرنا چاہتے تھے۔ اُس کے لئے روپیہ بھی جمع کرنے کو تیار تھے۔ یہ ایک قومی کارخیر شریفانہ و نیک اخلاقی کا تھا مگر قبل از

وقت تھا۔ برٹش گورنمنٹ وہ بُرائی دُور کرتی تھی جو کوئی خاص تعلق انگلینڈ سے نہیں رکھتی تھی اُس کی پارلیمنٹ نے بیس لاکھ پونڈ اس لئے دئے کہ غلاموں کے مالکوں کو غلاموں کی قیمت میں وہ دئے جائیں اور غلام آزاد کرائے جائیں بہت سے اہل خانہ بڑبڑاتے جاتے تھے۔ مگر جیبوں سے اس لئے روپیہ نکال کر دیئے جاتے تھے کہ اس امر کو خیر سمجھتے تھے۔ اگر کسی کارِ خیر پر جس کا ماحصل دُنیا میں سوائے تکلیف کے کچھ اور نہ ہو کوئی فضلِ الٰہی ہوتا ہے۔ تو ہم کو اُمید ہو سکتی ہے کہ غلاموں کے آزاد کرانے پر ہوگا۔ ہم نے اپنا روپیہ خرچ کیا۔ اور انڈین کو بوئیر کو کھویا۔ اور جنوبی افریقہ میں اپنے ساتھ عداوت کو پیدا کیا۔ جس کا انجام ہم نتیجہ دیکھا۔ مگر اعلیٰ درجے کی اخلاق کی جو بات ہوتی ہے وہ نہایت دانشمندی کی بھی ہوتی ہے۔ اس تدبیر کی تفصیل بہ نسبت اس اصول کے کم وقعت رکھتی تھی۔ وہ ایسی دفعتہً کی گئی کہ لوگوں کو مہلت نہیں ملی کہ وہ اپنی نئی حالتوں کے لئے اپنے تئیں درست کر لیتے۔ جنوبی افریقہ میں بیس لاکھ پونڈ بحساب فی غلام ساٹھ ستر پونڈ قیمت لگا کے دینے تجویز ہوئے۔ مگر غلام کی یہ قیمت نرخ بازار سے کم تھی۔ اور یہ قیمت لنڈن میں ملتی تھی جس کے سبب سے اس میں اور بھی کمی ہو جاتی تھی۔ اس سبب سے جلسیں منعقد ہونے لگیں جس میں لوگ بڑے غصے میں بھرے ہوئے تھے۔ ڈچ کے پُرانے جوش اُٹھے۔ سرکشی کرنی تو بے سود تھی اُن کے شمال میں زمین غیر مزروعہ ویران بہت وسیع پڑی تھی۔ صحرا نورد قوموں کے لئے وہ مناسب حال تھی۔ اوس میں وہ بیلوں کے چھکڑوں میں جو اُن کے مسکن۔ قلعہ۔ سواریاں تھیں بیٹھ بیٹھ کر وہاں جانے شروع ہوئے چھکڑوں کے اندر عورتیں بیٹھتیں اور باہر اُن کے ساتھ مرد اپنی بڑی لمبی نال کی بندوقیں لے کر چلتے۔ اس سفر میں اُن کے بھیڑ بکری مویشی ساتھ چلتے۔ لڑکے اُن کو ہنکاتے۔ چھکڑوں کے پیچھے ایک دس برس کا لڑکا سانٹا ہاتھ میں لئے ہوئے باتیں کرتا ہوا جاتا تھا۔ جس کا نام پال سٹیفنس کروگر تھا جس کا ذکر آگے بہت کچھ پڑھو گے۔

شمال میں مُلک کا حال

دریائے اورینج تک معلوم تھا۔ وہاں یہ مسافر آباد ہوئے اُس کے پار ایک بڑا خطہ تھا۔ جس میں کوئی مسافر سوائے شکاریوں کے کبھی گیا نہ تھا۔ ایک زولو نے اس سرزمین کو فتح کیا تھا اور اس میں دیسی لوگوں نے کہ جو منتظر باشندوں سے زراعت کراتے اور کسی اور سے زراعت

نہیں کراتے۔ وہاں ان مسافروں کے لئے اچھی چراگاہیں اور سیر حاصل اراضی تھیں۔ انہوں نے تھوڑے تھوڑے گروہوں میں تقسیم ہوکر سفر کیا۔ ان سب مسافروں کا مجموعہ اُن کے مورخوں نے بیان کے موافق چھ ہزار سے دس ہزار تک تھا۔ بلوم فونٹین کے مشرق میں ایک بلند چوٹی پر اُن کا زیادہ تر حصہ آباد ہوا۔ جس کا بعد ازاں اورنج فری سٹیٹ نام ہوا۔ ان نقل کرنے والوں کے ایک گروہ کو زولو کی ایک خوفناک قوم سے تے بیلا نے مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جو لوگ زندہ رہے انہوں نے زولو پر لڑائی کا اشتہار دیا۔ اور اس جنگ میں اُنہوں نے اپنے بڑے سپاہیانہ ہنر دکھائے۔ ایک سو پینتیس[۱۳۵] بوئروں نے بارہ ہزار زولو نیزہ برداروں کو شکست دیدی۔ بوئروں نے اپنی شہسواری اور رفل بازی سے اپنے دشمنوں کے تہائی آدمیوں کو مار ڈالا اور خود اُن کا اتنا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ دشمنوں کے نیزے باز اُن کے پاس آنے نہ پاتے تھے کہ یہ اُن کو گولیوں سے اُڑا دیتے تھے۔ بوئر گھوڑوں کو دوڑا کر زولوؤں پر گولیاں مار کے پہلے اس سے کہ اُلٹے چلے جاتے کہ دشمنوں کے نیزے باز اُن تک پہنچے۔ جب زولو اُن کے پیچھے پڑتے تو یہ بھاگ جاتے جب تعاقب کرنے والے ٹھیر جاتے تو یہ پھر گھوڑے اُڑا کے اُن پر گولیاں چلا کے اُلٹے چلے آتے۔

اس فتح سے دریائے اورنج اور لمپوپو تک بوئروں کے لئے ملک خالی ہوگیا۔ یہی وہ ہی ملک ہے جس میں ٹرنسوال اور اورنج فری سٹیٹ میں اس عرصے میں ایک اور گروہ نقل مکان کرنے والوں نٹال میں نازل ہوا۔ اور زولو کے ایک بڑے سردار ڈنگان کو شکست دی اس لڑائی میں بوئر بھی تھے۔ اُن کی عورتیں بندوقیں بھرتیں اور وہ دشمنوں پر گولیاں چلاتے۔ چھ بوئر مارے گئے اور زولو تین[۳] ہزار

بوئروں نے اب اس سفر عظیم کے انتہا میں بہت سی دُور دراز فاصلوں کے طے کرنے کی اور غافل اور وحشی دشمنوں کے مقابلہ کرنے کی تکلیفیں اُٹھا کر اُسی چیز کو پھر دیکھا۔ جس سے اُن کو نفرت قلبی تھی۔ یعنے علم انگریزی جس سے بچنے کے لئے وہ اتنی دور بھاگتے تھے۔ نٹال کے اندر بوئر آباد تھے۔ مگر انگریزوں نے بھی کام پہلے سے سمندر کی راہ سے کیا تھا اور بندر نٹال میں بسے تھے۔ جس کو اب دربان کہتے تھے۔ انگلینڈ کی گورنمنٹ متذبذب طور پر کام کرتی تھی۔ جب بوئروں نے نٹال کو فتح کرلیا تو انہوں نے یہ دعوےٰ کیا کہ یہ برٹش کولونی ہے

اور اسی وقت اس نے یہ نامبارک مقولہ ظاہر کیا کہ برٹش رعایا اپنی خوشی سے اپنی فرمانروائی کو نہیں چھوڑیگی اور جہاں جا سکتی ہے وہاں جائیگی اور یہ صحرا نورد تو ولو تو برٹش کولونی کے رستے بتانے والے ہی ہیں۔ ۱۸۴۲ء میں ڈربان میں انگریزی سپاہ کی تین کمپنیاں گئیں یہ مٹھی بھر سپاہیوں کو بوئروں نے کمین گاہ میں بیٹھ کے مار ڈالا۔ مگر زندہ سپاہیوں نے ایک مقام کو حصار بنا کے جب تک اس کو محفوظ رکھا کہ کمک آگئی۔ پھر انہوں نے بوئروں کو پراگندہ کردیا۔ اس وقت سے آئندہ زمانے میں نٹال برٹش کولونی یعنی انگریزی آبادی ہوگیا۔ زیادہ تر بوئروں نے شمال مشرق میں اہل وعیال واسباب خانہ داری کو ساتھ لے کر زمین نوردی اس لئے اختیار کی کہیں اپنا مسکن وماوے بنائیں۔ اور اورنج فری سٹیٹ اور ٹرنسوال میں اپنے بھائیوں سے دردِ دلی کا اظہار کریں۔ انگریزوں نے جو نٹال کو اپنے تسلط میں الحاق کیا۔ اس کی حدود متعین نہ تھیں۔ بوئروں کو نٹال سے جانے سے ایسی مضرت پہنچی کہ وہ انگریزوں کے جانی دشمن ہوگئے۔

اب جو دریائے اورنج اور لمپوپو کے درمیان شمال اور جنوب میں ایک وسیع خطہ میں نئے آباد ہونے والے آنکر بسے اور کیپ کولونی سے اور آدمی ان میں آن کر آباد ہوئے اس سبب سے ان کی تعداد پندرہ ہزار ہوگئی۔ آن میں آپس میں اتحاد کا سبب فقط یہ تھا کہ وہ کافر قوموں سے لڑنا اور انگریزوں سے عداوت رکھنا چاہتے تھے۔ ورنہ ان میں اپنی اپنی حدود کے اندر تفریق اور تفریق در تفریق ایسی ہی تھی جیسی کہ بچے نکلنے والے انڈوں میں ہوتی ہے ٹرنسوال میں جانباز ہسنک فرقے آپس میں دنگہ فساد جنگ کرتے رہتے تھے۔ اورکیپ کے حاکموں سے لڑائی رکھتے تھے۔ ۱۸۴۸ء میں بلوم فونٹین میں ایک قلعہ بنایا گیا۔ اور یہ ضلع برٹش گورنمنٹ میں الحاق کیا گیا۔ بوم بلیٹ نقل مکان کرنے والوں نے بے فائدہ مقابلہ کیا اور ایک ہی شکست پا کر شائستہ حکومت کی اطاعت قبول کرلی۔

اسی عرصے میں ٹرنسوال میں بہت بوئر آن بسے اور اپنے آزادی کے خواہاں ہوئے برٹش گورنمنٹ نے ان کو آزادی دیدی اور فریقین میں سینڈ رونڈ میں یہ عہد وپیمان ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ بوئروں کو اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنے معاملات کا خود تصفیہ کیا کریں اور اپنے

قوانین کے موافق اپنے اوپر آپ حکومت کیا کریں اس میں برٹش گورنمنٹ کچھ مداخلت
نہیں کریگی بشرطیکہ وہ غلامی کو اپنے یہاں نہ رکھیں گے۔ بس اسطرح جنوبی افریقہ میں ایک
بڑی پبلک قائم ہوئی اس وقت میں شرقی معاملات کے سبب سے ایک جنگ عظیم کا طوفان
اٹھتا ہوا نظر آتا تھا۔ دنیا کے ہر حصہ میں مدبران برٹش بہت سے اشتغال رکہتے تھے اور جنوبی
افریقہ کے الحاق سے ہمیشہ منفعت مشتبہ تھی اور مضرت یقینی تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے اورنج
سٹیٹ سے اپنی سپاہ کو بلوالیا گو باشندوں کا بڑا حصہ اس سپاہ کے بلانے سے
راضی تھا مگر یہہ کہنا ناممکن ہے کہ باشندوں کی کثرت رائے اس سے ناراضی کی تھی
یا نہیں اور نئی ری پبلک بغیر کسی قید کے آزاد کردی گئی۔ جب اس فوج کے بلا لینے
کی ناراضی کی عرضی ہوم گورنمنٹ میں لوگوں کی طرف سے پیش ہوئی تو جنکا نقصان اس تغیر سے
ہوا تھا انکو اٹھتالیس ہزار پونڈ معاوضہ نقصان کے دیئے گئے۔ بس ۱۸۵۲ اور ۱۸۵۴
میں یہ دو زور آور سٹیٹس پیدا ہوئیں جنھوں نے انگلستان کی سپاہ کو بہت دنوں تک
حیران رکھا۔ اس عرصہ میں کیپ کولونی باوجودیکہ اس کا ایک حصہ نکل گیا تھا نہایت
مرفہ الحال ہوئی اور اس کی آبادی بڑھ گئی ۱۸۷۰ میں دولاکھ ڈچ فرنچ۔ جرمن آباد
تھے۔ اس آبادی میں ڈچ زیادہ تھے ۱۸۷۲ میں انگلنڈ نے اس کولونی کو
سیلف گورنمنٹ عنایت کی کہ وہ خود اپنے اوپر آپ حکمرانی کریں اور ملکہ معظمہ کا قائم مقام
ایک گورنر رہے جو برائے نام اختیار متروک العمل منسوخی قوانین کا وضع قوانین میں
رکھے۔ اس نظام کے موافق کولونی میں ڈچ نے اپنے قائم مقاموں کو زیادہ ذی اختیار
بنایا۔ بالفعل ڈچ کا قانون بحال کیا گیا اور انگریزوں کی چال ڈچ نے اختیار کی اور دفتروں
کی زبان ڈچ مقرر کی۔ انگریزی کولونی میں انگریزوں پر ڈچ گورنمنٹ فرمانروائی کرتی تھی انگریز اس شہر کی
میونسپل کونسل ہونے کیلئے ووٹ دینے کا اختیار نہیں رکھتے تھے سینڈ ریور کے عہدنامہ کے بعد میں بیان
جنوبی افریقہ کے برگروں (برگر اس آدمی کہتے ہیں جو کسی برگ یعنی قصبے یا شہر میں بستا ہو
جسکو حقوق آزادی حاصل ہوں اور وہ پارلیمنٹ میں اپنی طرف سے ممبر منتخب کرکے
بھیج سکتا ہو) نے اپنی ریزیڈنٹ کا طریقہ بڑا انتشار و ظلم و ستم کا اختیار کیا دیسی آدمیوں سے

ہتھوا سڑلڑتے تھے کبھی کبھی آپس میں بھی جنگ کرتے تھے۔ جنوب میں ایک چھوٹی سی
رہی پبلک پربھی شبہہ آتے تھے جس کے سبب سے بدنظمی نے پاؤں پھیلائے۔ ہرگز
محصول نہیں ادا کرتے تھے اس سبب سے خزانے خالی پڑے تھے۔ شمال سے کافر
قوم اور شرق میں زولو قوم بوئروں کو دھمکاتی تھی انگریزوں کے طرفداروں کے
اس کہنے میں مبالغہ ہے کہ بوئروں کو انگریزوں نے زیچ میں پڑکر بچایا۔
بوئروں کے پاس سپاہ ایسی تھی کہ دونوں زولو اور سیکوکنی کی سپاہیں ملکر
اس کے ہم پلہ و مدمقابل ہوتیں۔ مگر یقینی بوئروں پر ایک خوفناک حملہ ہونے والا تھا
انکے سپراگندہ فارم ہوس کافروں کے حملے کے لیئے کھلے پڑے تھے۔ سرتھیوفلس
شپسٹن انگریزی کمشنر نے تین مہینے تحقیقات کرکے سب کاموں کو یوں طے کیا
کہ بوئروں سے انتزاع ملک کرکے اپنے ملک میں الحاق کیا۔ یہہ امر واقعی کہ اس نے
پچیس آدمیوں کے زور سے ملک کو الحاق کرلیا اس کے اس سچے یقین کی تصدیق
کرتا ہے کہ اس میں کوئی مسلح مقابلہ کا اندیشہ نہیں تھا مگر یہہ امر کہ سینڈ رور کے
عہدنامہ کو برعکس کرتا تھا جسسے جنوبی افریقہ کی تاریخ میں ایک نیا باب کھلا۔
اس وقت میں تو بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ بوئروں کے دلوں میں اس الحاق کا قلق
نہیں ہے۔ وہ اپنے آپس کے لڑائی جھگڑوں سے درماندہ اور مصائب و تکالیف
سے خستہ ہورہے تھے۔ برگروں کے پریسیڈنٹ نے باقاعدہ اقرار اطاعت
کرکے کیپ کولونی میں سکونت اختیار کی گورنمنٹ نے اس کی پنشن مقرر کردی اس
الحاق کے برخلاف عرضی لکھی گئی جسمیں بوئر باشندوں کے کثرت سے دستخط تھے مگر جو اس الحاق کے برخلاف نہ تھے وہ بھی
کچھ تھوڑے نہ تھے۔ کروگر نے خود انگریزی گورنمنٹ کے ماتحت تنخواہ دار عہدہ قبول کرلیا تھا سارے آثار ایسی تھے کہ اگر کام
دور اندیشی و احتیاط سے کیا جاتا تو بوئر انگریزی علم کے نیچے اطاعت قبول کرلیتے۔
یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر اس الحاق میں التوا ہوا ہوتا تو بوئر خود اس الحاق کی درخواست کرتے۔
اس لڑائی کا باقی حال جو حضرت علیا ملکہ معظمہ کی ذات خاص سے متعلق ہے وہ انکی سوانح عمری میں
بیان کردیا ہے اسلیئے اس لڑائی کا حال زیادہ نہیں لکھنے کہ وہ حضرت علیا کی وفات کے بعد ختم ہوئی ہے

فہرست مضامین

معاملات سوڈان ۸۶ سے ۱۰۵

مسٹر گلیڈ سٹون کی عہد وزارت میں معاملات سوڈان - مہدی کی فتوح اور وزارت انگلینڈ کی دشواریاں مصر کی مالی حالت کی ابتری - پارلیمنٹ کی تشویشات - جنرل گارڈن دربر پادشاہ وہیم ڈونگولہ - جنگ انبارا - جنگ اندرمان - نتائج جنگ سوڈان - افریقہ کی حالت حال و ماضی و فرقہ مہدیہ کی ترقی و تنزل -

جنگ ٹرانسوال ۱۰۶ سے آخر تک

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۸	اشاعت ہوئی	ان باشندوں	۴۱	۴	گیا	گئی
۸	۲	راہبوں	راہبون	۴۱	۶	بورڈ	بورد
۱۰	۱۹	ڈپلیہیسی	ڈپلپیسی	۴۲	۱۹	میک	میٹنگ
۱۸	۶	آہنی کے	آہنی	۴۴	۳	کا	کار
۱۸	۸	پاس	باس	۴۹	۱۶	ے پیئر	نے پیئر
۲۳	۱۶	آبر	آڑ	۴۹	۲۲	سنتانا	سنانا
۲۵	۳	سٹیپس	سٹیٹس	۵۵	۲۳	رگیوار	رگیولر
۳۱	۲۰	[illegible]	چینی	۵۷	۴	یونی ہیسی	یونی ورسٹی
۳۱	۲۲	قبیلہ	قبیلہ کی	۶۰	۷	استیعفا	استعفا
۳۳	۱۰	بڑھی	انکوبڑھی	۸۱	۱	بہ پیدا	نہ پیدا
۳۳	۱۶	ل	بل	۹۰	۸	گر ہم	گرے ہم
۳۴	۱	قاتلوں	قاتلوں کے	۹۱	۱۵	ریلی	نے
۳۵	۱۹	سیس	سٹیٹس	۹۲	۱۴	نہیں	نہی
				۱۰۲	۳ و ۴	استنارا و انہارا	انبارا



